www.KitaboSunnat.com

کتاب الصوم

تالیف وتصنیف

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
1	فہرست	3
2	رؤیت ہلال	5
3	نماز تراویح کا بیان	17
4	نماز تراویح کی مشروعیت	28
5	مسنون رکعات تراویح	43
6	سحر وافطار کا بیان	106
7	رمضان اور روزوں کے متفرق مسائل	136
8	چند نفلی روزوں کا بیان	252
9	شوال کے روزے	252
10	عاشوراء کا روزہ	256
11	ماہ محرم کے روزے	267
12	یوم عرفہ کا روزہ	269
13	سوموار کا روزہ	277
14	ایام بیض کے روزے	280
15	شعبان میں روزے	282

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

16	اعتکاف کا بیان	287
17	فطرانہ کا بیان	316
18	عیدین کے مسائل	327

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رؤیت ہلال

سوال: کیا رؤیت ہلال میں اختلاف المطالع معتبر ہے؟

جواب: اختلاف مطالع کی صحیح صورت حال سمجھنے کے لئے چند مقدمات کا لحاظ ضروری ہے۔

۱۔ زمین سے چاند کا فاصلہ سورج کی نسبت کم ہے۔

۲۔ چاند کی روشنی سورج سے مستفاد ہے۔

✿ مشہور مقولہ ہے:

نُورُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُورِ الشَّمْسِ .

''چاند کی روشنی سورج سے مستفاد ہے۔''

لٰہذا چاند کا وہی حصہ روشن ہوگا، جو سورج کے سامنے ہوگا، مہینے کی آخری تاریخوں مثلاً ۲۷، ۲۸ یا ۲۹ کو چاند نظر نہیں آتا، وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان دنوں چاند سورج کے قریب ہوتا ہے اور اس کا منور حصہ سورج کی اور غیر منور حصہ زمین کی جانب ہوتا ہے۔

۳۔ چاند روزانہ ایک منزل مشرق کی طرف سے سورج سے پیچھے ہٹتا ہے۔

۴۔ چاند تب نظر آتا ہے، جب سورج سے ایک منزل (۱۲ درجات سے کچھ زائد) بعید ہو۔

۵۔ مشرقی ممالک میں اگر چاند نظر آجاتا ہے، تو مغربی ممالک میں یقیناً نظر آجائے گا۔ عارضی مانع موجود ہو، تو ممکن ہے نظر نہ آئے، مثلاً گرد و غبار یا عرض بلد کا بُعد وغیرہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اب ذرا تفصیل سے اس پر غور فرمائیے، زمین کی قدرتی ساخت ایسی ہے کہ مغربی ممالک میں چاند اور سورج مشرقی ممالک سے پہلے غروب ہو جاتے ہیں، لہٰذا مشرقی ممالک میں چاند جب سورج سے ایک منزل پیچھے ہٹے گا اور مشرقی ممالک میں نظر آئے گا، تو لازماً مغربی ممالک میں بھی نظر آ جائے گا، بلکہ مغربی ممالک کا چاند مشرقی ممالک سے زیادہ روشن اور واضح ہوگا، کیونکہ مغربی ممالک میں سورج ذرا تاخیر سے غروب ہوگا، اتنے میں چاند مزید سورج سے پیچھے ہٹ چکا ہوگا اور جتنا ایک منزل (۱۲ درجات) سے پیچھے ہٹتا جائے گا، رویت حتمی ہوتی جائے گی۔

البتہ مغربی ممالک میں چاند اگر نظر آ جاتا ہے، تو ضروری نہیں کہ مشرقی ممالک میں بھی نظر آئے، بلکہ بعض دفعہ ناممکن ہو جاتا ہے، خصوصاً ان ممالک میں جو مغربی ممالک سے ایک منزل (۱۲ درجات) کے فاصلے پر واقع ہیں، چاند کے لئے ممکن نہیں کہ وہ ایک منزل پیچھے ہٹ جائے اور ان مشرقی ممالک میں بھی نظر آ جائے، جو مقام رؤیت سے ایک منزل (۱۲ درجات) دور ہیں۔

مناسب ہے کہ رویت ہلال میں قرب و بعد کے لئے چاند کی ایک منزل (۱۲ درجات) ہی کو معیار تسلیم کیا جائے۔ یاد رہے کہ ہر دو درجات کے درمیان ۶۹ میل کا فاصلہ ہوتا ہے، اس لحاظ سے بارہ درجات کی مسافت ۸۲۸ میل کے لگ بھگ ہوگی۔

اب صورت حال مزید نکھر کر سامنے آ گئی ہے، مسافت مطلع کے واحد ہونے کا معیار چونکہ ۸۲۸ میل ہے، اس لئے ایک مغربی ملک میں اگر چاند نظر آتا ہے، تو اس کے مشرق میں ۸۲۸ میل کے اندر اندر جتنے ملک آئیں گے، ان میں اس مغربی ملک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا، جو اس مسافت سے زیادہ دور ہوں گے ان کا مطلع البتہ مختلف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن مشرقی ممالک میں اگر چاند نظر آ جاتا ہے، تو وہ تمام مغربی ممالک کے لئے قابل اعتبار ہے، مطلع ایک ہو یا مختلف۔............ کیونکہ مشرق کا مطلع جتنا مختلف ہوگا، وہاں چاند اتنا ہی زیادہ روشن اور اونچا دکھائی دے گا۔

خط استواء سے شمالاً جنوباً رہنے والوں کیلئے رؤیت کا معیار وہی ہوگا، جو خط استوا پر رہنے والوں کے لئے ہوگا، مثلاً خط استواء پر طول بلد ۷۰ پر رہنے والوں کے لئے رویت کا جو حکم ہوگا وہی طول بلد ۷۰ سے شمالاً جنوباً رہنے والوں کا حکم ہوگا، خواہ رہنے والے قطب شمالی اور قطب جنوبی کے قریب ہی کیوں نہ رہتے ہوں۔............ یہاں پر موسم سرما میں چاند کے نظر آنے کا امکان بھی کم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

(افادات از پیر محمد یعقوب قریشی نور اللہ مرقدہ)

اس مسئلہ میں مولانا عبد الرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ''اسلام کا نظام فلکیات'' اور اہل حدیث، ہندی عالم مولانا ابوالعاص وحیدی کی کتاب مستطاب ''رؤیت ہلال اور اختلاف مطالع'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

سوال: اگر رؤیت ہلال کی خبر دن بارہ بجے موصول ہو، تو کیا کرے؟

جواب: رؤیت ہلال کی معتمد اور معتبر خبر جب موصول ہو، تو فوراً روزہ ختم کر دے، خواہ مغرب سے کچھ پہلے معلوم ہو۔

سوال: رؤیت ہلال کے لیے کتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے؟

جواب: ایک ثقہ عادل مسلمان بھی گواہی دے دے، تو اس کی گواہی مانی جائے گی۔ یاد رہے کہ عید اور روزہ کی گواہی ایک جیسی ہے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَرَائِي النَّاسُ الْهِلَالَ، فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنِّي رَأَيْتُهُ فَصَامَهُ، وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ .

''لوگوں نے ہلال دیکھا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، تو آپ ﷺ نے (رمضان کا) روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی حکم دیا۔''

(سنن أبي داود : 2342، سنن الدّارقطني : 2156، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۴۴۷) نے ''صحیح'' امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۴۲۴) نے امام مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ کا روزے کے معاملہ میں صرف ایک شخص کی بات کو قبول کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اخبار آحاد پر عمل کرنا واجب ہے، نیز خبر دینے والا صرف ایک ہی شخص ہو یا لوگوں کی ایک جماعت خبر دے، کوئی فرق نہیں پڑتا۔''

(معالم السّنن : 102/2)

❁ ابو عمیر بن انس رحمہ اللہ کے چچا جو صحابی رسول ہیں، بیان کرتے ہیں:

''ہمیں شوال کا چاند نظر نہ آیا، تو ہم نے صبح کو روزہ رکھ لیا، پھر پچھلے پہر ایک قافلہ آیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس دن روزہ افطار کرنے اور اگلے دن عید گاہ جانے کا حکم دیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 86/5، سنن أبي داوٗد : 1157، سنن النّسائي : 1558، سنن ابن ماجه : 1653، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۲۶۶) نے صحیح قرار دیا ہے۔

سوال: سال بھر کے لیے جو کیلنڈر مرتب کیا جاتا ہے، اس کے مطابق روزے رکھنا یا عیدیں منانا جائز ہے؟

جواب: اس کیلنڈر کے مطابق روزے یا عید کرنا جائز نہیں۔ روزے یا عید کے لیے چاند دیکھنا ضروری ہے۔ جب تک رؤیت بصری حاصل نہ ہو، روزے رکھنا یا عید منانا درست نہیں۔ یاد رہے کہ چاند کی تخلیق کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ رؤیت کا اعتبار ہوگا۔

سوال: ہلال عید میں مستور الحال کی شہادت کا کیا حکم ہے؟

جواب: مستور الحال کی شہادت قبول نہیں۔

سوال: کیا گواہ کا عادل ہونا ضروری ہے؟

جواب: ضروری ہے۔

سوال: تیس رمضان کو بھی چاند نظر نہ آئے، تو کیا کرے؟

جواب: اگلے دن عید کی جائے۔ چاند دیکھنے کا جو حکم ہے، وہ انتیس تاریخ کو ہے، جب تیس دن پہلے ہی مکمل ہیں، تو اس کے بعد چاند کی رؤیت ضروری نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چاند دیکھ کر روزے رکھیں اور چاند دیکھ کر روزے چھوڑیں، پھر اگر مطلع ابر آلود ہو، تو تیس دن گن (کر پورے کر) لیں۔''

(صحيح البخاري: 1909، صحيح مسلم: 1081)

❀ عبداللہ بن ابی قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا گیا کہ میں ان سے چاند نظر نہ آنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صورت میں رمضان کا روزہ رکھنے اور نماز عصر کے بعد (نفل) نماز پڑھنے کے متعلق پوچھوں۔ چنانچہ میں نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: فلاں آپ کو سلام کہتا ہے، انہوں نے مجھے آپ کے پاس نماز عصر کے بعد (نفل) نماز پڑھنے، روزوں میں وصال کرنے اور ماہ رمضان میں روزوں کے متعلق پوچھنے کے لیے بھیجا ہے۔ انہوں نے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا، کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ باقی مہینوں کے ایام اس قدر نہیں گنا کرتے تھے، جس قدر شعبان کے ایام گنا کرتے تھے، پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے، اگر چاند نظر نہ آتا، تو (شعبان) کے تیس دن شمار کرتے، پھر روزہ رکھتے۔"

(مسند الإمام أحمد : 149/6، سنن أبي داوٗد : 2325، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۳۷۷)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۹۱۰) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۴۴۴) نے "صحیح" کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۴۲۳) نے بخاری اور مسلم کی شرط پر "صحیح" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے (السنن: ۲/ ۱۵۷) نے اس کی سند کو "حسن صحیح" قرار دیا ہے۔

سوال: ایک علاقے میں مشہور ہو گیا کہ چاند نظر آ گیا ہے، مگر کوئی عادل گواہ نہیں مل رہا کہ جس نے خود چاند دیکھا ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک کوئی ثقہ عادل گواہ گواہی نہ دے دے، روزہ یا عید نہ کی جائے گی، خواہ بات کتنی بھی مشہور ہو جائے۔

سوال: رؤیت ہلال کی شہادت میں ٹیلیفون کی گواہی معتبر ہے یا نہیں؟

جواب: اگر خبر دینے والا عادل وثقہ ہے، تو گواہی معتبر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مطلع صاف ہو، تو کتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے؟

جواب: ایک ثقہ و عادل آدمی بھی گواہی دے دے، تو معتبر ہے۔

سوال: اگر بستی کے باہر سے آنے والے رؤیت ہلال کی گواہی دیں، تو کیا وہ گواہی معتبر ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر وہ عادل ہیں، تو معتبر ہوگی۔

❀ ابو عمیر بن انس رحمہ اللہ کے چچا جو صحابی رسول ہیں، بیان کرتے ہیں:

”ہمیں شوال کا چاند نظر نہ آیا، تو ہم نے صبح کو روزہ رکھ لیا، پھر پچھلے پہر ایک قافلہ آیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس دن روزہ افطار کرنے اور اگلے دن عیدگاہ جانے کا حکم دیا۔“

(مسند الإمام أحمد : 86/5، سنن أبي داوٗد : 1157، سنن النّسائي : 1558، سنن ابن ماجه : 1653، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: اٹھائیس روزوں کے بعد چاند نظر آجائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگلے دن عید کی جائے اور عید کے بعد ایک روزے کی قضا کی جائے۔

سوال: اگر فاسقوں کی ایک بڑی جماعت چاند دیکھنے کی گواہی دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: فاسقوں کی گواہی قبول نہیں، خواہ کتنے ہی زیادہ ہوں، البتہ ان کے مقابل ایک عادل شخص گواہی دے دے، تو گواہی معتبر ہے۔

سوال: ۲۹ رمضان کو زوال کے بعد چاند نظر آیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ توڑ دیا جائے، اگلے دن عید کی جائے اور عید کے بعد ایک روزے کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

قضا دی جائے، تاکہ مہینے کے ۲۹ روزے مکمل ہو جائیں۔

❀ ابو عمیر بن انس رحمہ اللہ کے چچا جو صحابی رسول ہیں، بیان کرتے ہیں:

”ہمیں شوال کا چاند نظر نہ آیا، تو ہم نے صبح کو روزہ رکھ لیا، پھر پچھلے پہر ایک قافلہ آیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس دن روزہ افطار کرنے اور اگلے دن عیدگاہ جانے کا حکم دیا۔“

(مسند الإمام أحمد : 86/5، سنن أبي داوٗد : 1157، سنن النّسائي : 1558، سنن ابن ماجه : 1653، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا دو عادل گواہوں کی گواہی سے رؤیت ثابت ہو جاتی ہے۔

جواب: جی ہاں۔ ایک عادل گواہ کی گواہی سے بھی رؤیت ثابت ہو جاتی ہے۔

❀ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

تَرَائِي النَّاسُ الْهِلَالَ، فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنِّي رَأَيْتُهٗ فَصَامَهٗ، وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهٖ.

”لوگوں نے ہلال دیکھا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، تو آپ ﷺ نے (رمضان کا) روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی حکم دیا۔“

(سنن أبي داود : 2342، سنن الدّارقطني : 2156، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۴۴۷) نے ”صحیح“ امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۴۲۳) نے امام مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”نبی کریم ﷺ کا روزے کے معاملہ میں صرف ایک شخص کی بات کو قبول کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اخبار آحاد پر عمل کرنا واجب ہے، نیز خبر دینے والا صرف ایک ہی شخص ہو یا لوگوں کی ایک جماعت خبر دے، کوئی فرق نہیں پڑتا۔“

(معالم السّنن : 102/2)

سوال: اگر ضعیف البصر چاند دیکھنے کی گواہی دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص دور دیکھنے سے قاصر ہو، اس کی گواہی معتبر نہ ہوگی، خواہ وہ عادل ہو۔

سوال: کیا شہادت میں قسم اٹھانا ضروری ہے؟

جواب: ضروری نہیں۔

سوال: معتمد علیہ آدمی کے خط کی گواہی سے عید کرنا کیسا ہے؟

جواب: خط کے ذریعہ گواہی بھی معتبر ہے، بشرطیکہ خط لکھنے والا عادل ہو۔

سوال: عادل گواہوں کی گواہی سے ۲۹ روزوں کے بعد عید کر لی، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ رمضان ۳۰ دنوں کا تھا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: عید کے بعد ایک روزے کی قضا واجب ہے۔

سوال: رؤیت ہلال میں فاسق و فاجر کی شہادت کا کیا حکم ہے؟

جواب: فاسق و فاجر کی شہادت قبول نہیں، تا آنکہ وہ تائب ہو جائے۔

سوال: رؤیت ہلال کی گواہی خط کے ذریعے معتبر ہوگی یا نہیں؟

جواب: عادل گواہ کی گواہی ہر طرح معتبر ہے، البتہ یہ جانچ کر لی جائے کہ خط واقعی میں عادل گواہ کا ہے۔

سوال: کوئی شخص دوسرے ملک سے رمضان کے روزے رکھ کر آئے، تو تکمیل کس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حساب سے کرے گا؟

جواب: جس ملک میں آیا ہے، اس ملک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا۔

سوال: نیا چاند دیکھ کر کیا دعا پڑھی جائے؟

جواب: ہلال دیکھنے کی کوئی دعا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں، البتہ بعض آثار میں یہ دعائیں ثابت ہیں:

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

«اَللّٰهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ هِلَالَ كَذَا وَكَذَا، وَجَاءَ بِهِلَالِ كَذَا وَكَذَا».

''اللہ اکبر، تمام تعریفات اللہ کے لیے، جو فلاں مہینے کے چاند کو لے گیا اور فلاں مہینے کے چاند کو لے آیا۔''

(مُصنّف ابن أبي شيبة : 29748، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبدالرحمن بن حرملہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

اِنْصَرَفْتُ مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، فَقُلْنَا : هٰذَا الْهِلَالُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، فَلَمَّا أَبْصَرَهٗ، قَالَ : «آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ».

''میں سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے ساتھ نکلا، ہم نے عرض کیا: ابومحمد! یہ دیکھئے! چاند۔ جب آپ رحمہ اللہ نے چاند پر نگاہ ڈالی، تو فرمایا: «آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ» ''میں اس ذات پر ایمان لایا، جس نے تجھے تخلیق کیا، درست کیا، پھر برابر کیا۔''

(مُصنّف ابن أبي شيبة : 29745، وسندهٗ صحيحٌ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(سوال): بعض کہتے ہیں کہ جو علم فلکیات کا ماہر ہو، وہ چاند کی منازل کا حساب لگا کر روزہ رکھ سکتا ہے، آنکھ سے چاند دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): رمضان کی آمد اور رمضان کے اختتام کے لیے شریعت نے رؤیت ہلال کو بنیاد بنایا ہے، یہ رؤیت آنکھ سے معتبر ہے۔ کوئی کتنا بھی فلکیات کا ماہر ہو، جب تک چاند کو آنکھ سے نہیں دیکھ لیتا، رؤیت معتبر نہ ہوگی۔ جدید ٹیکنالوجی سے مستفید ہونا چاہیے، مگر رؤیت وہی معتبر ہوگی، جو بصری ہو، یعنی آنکھ سے دیکھنے کے لیے جدید وسائل کو بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔

اسی طرح کیلنڈر کے مطابق روزے یا عید کرنا جائز نہیں۔ روزے یا عید کے لیے چاند دیکھنا ضروری ہے۔ جب تک رؤیت بصری حاصل نہ ہو، روزے رکھنا یا عید منانا درست نہیں۔ یاد رہے کہ چاند کی تخلیق کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ رؤیت کا اعتبار ہوگا۔

تمام احادیث میں رؤیت بصری کا ذکر ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ .

”چاند دیکھ کر روزے رکھیں اور چاند دیکھ کر روزے چھوڑیں، پھر اگر مطلع ابر آلود ہو، تو شعبان کے تیس دن گن (کر پورے کر) لیں۔“

(صحيح البخاري : 1909، صحيح مسلم : 1081)

❀ عبداللہ بن ابی قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا گیا کہ میں ان سے چاند نظر نہ آنے کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صورت میں رمضان کا روزہ رکھنے اور نماز عصر کے بعد (نفل) نماز پڑھنے کے متعلق پوچھوں۔ چنانچہ میں نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: فلاں آپ کو سلام کہتا ہے، انہوں نے مجھے آپ کے پاس نماز عصر کے بعد (نفل) نماز پڑھنے، روزوں میں وصال کرنے اور ماہ رمضان میں روزوں کے متعلق پوچھنے کے لیے بھیجا ہے۔ انہوں نے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا، کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ باقی مہینوں کے ایام اس قدر نہیں گنا کرتے تھے، جس قدر شعبان کے ایام گنا کرتے تھے، پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے، اگر چاند نظر نہ آتا، تو (شعبان) کے تیس دن شمار کرتے، پھر روزہ رکھتے۔''

(مسند الإمام أحمد: 149/6، سنن أبي داوٗد: 2325، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۳۷۷)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۹۱۰) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۴۴۴) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۴۲۳) نے بخاری اور مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے (السنن: ۲/ ۱۵۷) نے اس کی سند کو ''حسن صحیح'' قرار دیا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

نماز تراویح کا بیان

سوال: نماز تراویح باجماعت پڑھنا افضل ہے یا منفرد؟

جواب: جسے قرآن زبانی یاد ہے، اسے چاہیے کہ خود قیام کرے، اس کے لیے یہی بہتر اور افضل ہے۔ البتہ جو عام عوام ہیں، جنہیں قرآن زبانی یاد نہیں، ان کے لیے افضل یہی ہے کہ وہ باجماعت نماز تراویح ادا کریں۔

❁ عبدالرحمن بن عبدالقاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ، لَّكَانَ أَمْثَلَ، ثُمَّ عَزَمَ، فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرٰى، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ، يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهٗ.

''میں رمضان کی ایک رات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا، لوگ مختلف گروہوں میں منقسم تھے۔ کوئی آدمی اکیلا اور کوئی جماعت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے مطابق انہیں ایک قاری پر جمع کر دیا جائے، تو بہت اچھا ہوگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عزم مصمم کر لیا اور لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کر دیا۔ ایک رات پھر میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا۔ لوگ ایک قاری کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تجدید نو کیا خوب ہے! البتہ ان سے وہ افضل ہیں، جو اس وقت سو جاتے ہیں اور آخری پہر قیام کرتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 2010)

✿ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى فِعْلِ صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ بِالْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ لِمَنْ لَا يَكُونُ حَافِظًا لِلْقُرْآنِ.

''یہ دلیل ہے کہ جو قرآن کا حافظ نہ ہو، اس کے لیے افضل یہی ہے کہ وہ نماز تراویح باجماعت ادا کرے۔''

(فضائل الأوقات، تحت الرقم : 123)

سوال: قریب کی مسجد کو چھوڑ کر دور والی مسجد میں جا کر تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جامع مسجد کو چھوڑ کر بغل والی مسجد میں نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: بعض تاجر تین، پانچ یا دس روز تراویح ادا کرتے ہیں، باقی رمضان نہیں کرتے، ایسا کرنا کیسا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: ایسا کرنا مناسب نہیں، پورا رمضان قیام کرنا چاہیے۔ گاہے بہ گاہے لوگوں کو ترغیب دیتے رہیں۔ بعض حفاظ شروع رمضان میں ڈیڑھ ڈیڑھ یا دو دو پارے قرأت کرتے ہیں اور آخر میں بہت کم کر دیتے ہیں، لوگوں کا تراویح سے پیچھے رہ جانے کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ ائمہ کو چاہیے کہ روزانہ ایک پارہ پڑھا کریں، اس میں پڑھنے اور سننے والوں کے لیے سہولت اور آسانی ہے۔ تراویح میں پارے کا چوتھائی حصہ تلاوت کیا جائے، یا پورا پارہ پڑھا جائے، فرق پندرہ بیس منٹ کا پڑتا ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی سمجھ آتی ہے کہ بیس رکعات تراویح پڑھنا لوگوں کے لیے بوجھل ہوتا ہے، جبکہ بیس رکعات تراویح مسنون بھی نہیں، لہٰذا آٹھ رکعات مسنون تراویح پڑھی جائے، تو کافی حد تک یہ مسئلہ حل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

اکثر و بیشتر تراویح میں سستی وہی لوگ کرتے ہیں، جو سال بھر فرض نماز ادا نہیں کرتے۔ فرائض کا ترک نوافل کے ترک کا سبب ہے اور نوافل کا ترک فرائض میں سستی و کاہلی کا موجب ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ نماز جو ایمان کی دلیل ہے، کبھی نہ چھوڑیں۔

سوال: کیا نماز تراویح بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہے؟

جواب: نماز تراویح نفل ہے اور نوافل بلا عذر بیٹھ کر پڑھے جا سکتے ہیں، البتہ ان کا ثواب آدھا ہوگا۔

سوال: کیا تراویح چار چار رکعات کر کے پڑھی جا سکتی ہیں؟

جواب: تراویح دو دو رکعت کر کے پڑھنی چاہیے، یہی مسنون ہے۔ چار چار رکعات کر کے پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ .

''رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے، ان میں ایک وتر ادا فرماتے۔ فارغ ہو جاتے، تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، مؤذن آتا۔ پھر آپ ﷺ ہلکی سی دو سنتیں ادا فرماتے۔''

(صحيح البخاري : 994، صحيح مسلم : 736، واللفظ لہٗ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں :

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي ...... إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ .

''نبی کریم ﷺ گیارہ رکعت ادا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک وتر ادا کرتے۔''

(صحيح مسلم : 736/122)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ ان لوگوں کا رد کرتے ہیں، جو رات کی نماز کو چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا مسنون سمجھتے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں۔

❁ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۳۲۱ھ) فرماتے ہیں :

قِيلَ لَهٗ : فَقَدْ رَوَى الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عَنْهَا أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ اثْنَتَيْنِ مِنْهُنَّ، وَهٰذَا الْبَابُ إِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ جِهَةِ التَّوْقِيفِ وَالِاتِّبَاعِ لِمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِهٖ وَفَعَلَهُ أَصْحَابُهُ مِنْ بَعْدِهٖ فَلَمْ نَجِدْ عِنْدَ مَنْ فَعَلَهُ وَلَا مِنْ قَوْلِهٖ : أَنَّهُ أَبَاحَ أَنْ يُصَلَّى فِي اللَّيْلِ بِتَكْبِيرَةٍ أَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ وَبِذٰلِكَ نَأْخُذُ وَهُوَ أَصَحُّ الْقَوْلَيْنِ عِنْدَنَا فِي ذٰلِكَ .

”ایسے لوگوں (جو رات کی نماز کو چار رکعت ایک سلام سے مسنون کہتے ہیں) کو جواب دیا جائے گا کہ زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے۔ یہ مسئلہ توقیفی ہے اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے اور یہی فرمایا ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اصحاب نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ جو لوگ رات کی نماز کو چار چار رکعت کر کے پڑھتے ہیں، ان کے پاس یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں کوئی دلیل نہیں کہ جس سے رات کو دو رکعت سے زیادہ ایک سلام سے پڑھنا ثابت ہوتا ہو۔ ہمارا مؤقف یہی ہے، اس مسئلہ میں ہمارے مطابق صحیح ترین قول یہی ہے۔“

(شرح مَعاني الآثار :336/1)

سوال: کیا دو مقتدیوں سے نماز تراویح کی جماعت ہو سکتی ہے؟

جواب: ہو سکتی ہے۔

سوال: کیا تراویح کے بعد نوافل کی جماعت ہو سکتی ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جب کوئی تراویح پڑھ لے، تو بعد میں مزید نوافل پڑھ سکتا ہے، مثلاً کوئی شخص لیلۃ القدر کی تلاش میں تراویح کے بعد زائد نفل ادا کر کے شب بیداری کرے۔ یہ نوافل انفرادی بھی ادا کیے جا سکتے ہیں اور با جماعت بھی۔ اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ ممنوع اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت نوافل پڑھنا چاہے، تو کوئی پابندی نہیں۔ سلف کے عمل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

❀ قیس بن طلق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔ شام پڑ گئی، تو ہمارے پاس افطاری کی۔ اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر پڑھائے۔ پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو آگے کیا اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھائیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ .

''ایک رات میں دوبار وتر نہیں۔''

(سنن أبي داود : 1439، سنن النّسائي : 1680، سنن التّرمذي : 470، وسندهٗ حسنٌ، وأخرجه أحمد : 23/4، وسندهٗ حسنٌ أيضًا)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، جب کہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1101) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2449) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 481/2)

سوال: تراویح کے بعد بآواز بلند درود و سلام پڑھنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: بدعت ہے۔ اسلاف امت سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔

سوال: رمضان کے آخر میں تراویح پڑھانے والے قاری کو معاوضہ دینا اور اس کا لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، یہ قرآن پڑھنے کا معاوضہ نہیں ہوتا، بلکہ جماعت کی طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہوتا ہے۔

سوال: کیا تراویح میں قرآن سننے کا ثواب ملتا ہے؟

جواب: کیوں نہیں۔

سوال: اگر کسی شیعہ نے جماعت میں شامل ہو کر لقمہ دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شیعہ نے امام کو لقمہ دیا اور امام نے لقمہ قبول کر لیا، تو نماز میں کوئی حرج واقع نہ ہوگا، اس سے نماز باطل نہ ہوگی۔

سوال: کیا سورت ضحیٰ کے بعد ہر سورت کے اختتام پر "اللہ اکبر" کہنا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ یہ بدعت ہے، جو زمانہ خیر کے بعد شروع ہوئی۔

سوال: اگر کوئی تراویح کی پہلی رکعت میں ایک سورت پڑھے اور ہر تراویح کی دوسری رکعت میں سورت اخلاص پڑھے، تو کوئی حرج تو نہیں؟

جواب: جائز ہے، بشرطیکہ وہ ایسا کرنے کو سنت یا لازم نہ سمجھتا ہو۔

سوال: اگر کوئی شخص گھر میں نماز تراویح باجماعت ادا کرے اور مسجد میں باجماعت ادا نہ کرے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: گھر میں باجماعت تراویح ادا کرنا بھی جائز ہے۔

سوال: تراویح کی جو رکعات رہ گئیں، وہ کب پڑھی جائیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

جواب: امام کے ساتھ وتر پڑھنے کے بعد ادا کر لے، یا امام کے ساتھ وتر چھوڑ دے، پہلے تراویح کی رکعات پوری کر لے اور بعد میں اکیلے وتر ادا کر لے۔

سوال: کیا نماز تراویح اور نماز وتر کے بعد دعا کی جا سکتی ہے؟

جواب: دعا کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے، بشرطیکہ کسی وقت کے ساتھ خاص نہ کیا جائے اور اس وقت میں دعا کے مستحب یا واجب ہونے کا نظریہ نہ رکھا جائے۔

سوال: دو یا چار تراویح کے بعد وعظ یا درس کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اس سے ایک تو لوگ تھکاوٹ کا شکار نہ ہوں گے اور دوسرا یہ کہ لوگوں کو وعظ و نصیحت ہو جائے گی۔ بہتر ہے کہ جتنا حصہ قرآن کریم کا تراویح میں تلاوت کیا گیا ہے، اس کا خلاصہ بیان کر دیا جائے۔

سوال: مسجد میں کئی قراء ہیں، ہر قاری دو دو رکعات تراویح پڑھاتا ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: بغیر سامع کے تراویح کی امامت کرانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: تراویح کی قرأت میں بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر سوچنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اس سے نماز پر کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، اس پر سجدہ سہو نہیں۔

سوال: کسی حافظ کو غلط لقمہ دے کر پریشان کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ شرارت ہے، کسی سے شرارت کرنا گناہ ہے اور نماز میں شرارتیں کرنا سخت گناہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا ایک حافظ دو مسجدوں میں تراویح پڑھا سکتا ہے؟

جواب: پڑھا سکتا ہے۔

❀ قیس بن طلق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔ شام پڑ گئی، تو ہمارے پاس افطاری کی۔ اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر پڑھائے۔ پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو آگے کیا اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھائیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ .

”ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔“

(سنن أبي داود : 1439، سنن النّسائي : 1680، سنن التّرمذي : 470، وسندہٗ حسنٌ، وأخرجه أحمد : 23/4، وسندہٗ حسنٌ أيضًا)

سوال: تراویح میں بھولتے وقت ادھر اُدھر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: تراویح کی جماعت ہو رہی ہے، مگر کچھ لوگ جماعت سے الگ ہو کر باتوں میں مشغول ہیں، کیا حکم ہے؟

جواب: اجر و ثواب سے محرومی ہے۔

سوال: تراویح میں کتنی مقدار قرأت کرنی چاہیے؟

جواب: جتنی مقتدی سننا چاہیں۔ بہتر ہے کہ روزانہ ایک پارہ تلاوت کیا جائے، تا کہ مہینے کے آخر تک قرآن کی تکمیل بھی ہو جائے اور سننے والوں پر بھی بوجھ نہ بنے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: تراویح میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اونچی بھی پڑھی جا سکتی ہے اور آہستہ بھی۔

سوال: کیا قریب البلوغ تراویح کی امامت کرا سکتا ہے؟

جواب: ہر سمجھ دار بچہ فرض اور نفل کی امامت کرا سکتا ہے، خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ۔

سوال: اگر تراویح میں سجدہ تلاوت کرنا ہو، تو کیا رکوع کرنے سے ادا ہو جائے گا؟

جواب: سجدہ تلاوت بغیر سجدہ کے ادا نہ ہوگا، یہ کہنا کہ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کر لینے سے اس کی ادائیگی ہو جائے گی، بے دلیل ہے۔

سوال: ایک حافظ کی داڑھی مونچھ نہیں آئی، اس کی عمر تیس برس ہے، کیا اس کے پیچھے تراویح جائز ہے؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔

سوال: ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعتیں ہو سکتی ہیں؟

جواب: ایک مسجد میں تراویح کی کئی جماعتیں ہو سکتی ہیں۔

سوال: تراویح میں تکمیل قرآن کے موقع پر دوبارہ ﴿الْمُفْلِحُونَ﴾ تک پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بے دلیل ہے۔

سوال: ایک شخص کی بیوی حافظہ ہے، کیا وہ تراویح اپنی بیوی کی اقتدا میں ادا کر سکتا ہے؟

جواب: عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی، نہ فرض میں، نہ نفل میں۔ اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔

تنبیہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

تَصِحُّ إِمَامَةُ الْمَرْأَةِ لِلرِّجَالِ فِي مَوْضِعٍ وَّاحِدٍ، وَهُوَ فِي صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ، إِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَحْفَظُ الْقُرْآنَ، وَالرِّجَالُ لَا يَحْفَظُونَ، إِلَّا أَنَّهٗ تَقِفُ وَرَائَهُمْ ....

''ایک موقع پر عورت مردوں کی امام بن سکتی ہے، وہ ہے نماز تراویح، یہ اس صورت میں ہے، جب عورت کو قرآن کریم حفظ ہو اور مردوں کو حفظ نہ ہو، البتہ وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوگی۔''

(النّساء، ص 190)

یہ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ کی شاذ رائے ہے۔

سوال: کیا مسجد میں نماز تراویح کی جماعت میں عورتیں شریک ہوسکتی ہیں؟

جواب: باپردہ انتظام ہو، تو ہوسکتی ہیں۔

سوال: دکانوں پر تراویح کی امامت کرانا کیسا ہے؟

جواب: اگر فرائض مسجد کی جماعت سے ادا کر لیے جائیں اور تراویح کی جماعت دکان پر کرالی جائے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔

سوال: ایک امام کا آدھی آدھی رکعات تراویح دو مسجدوں میں پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا نماز تراویح آٹھ رکعات ایک سلام سے پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں، تراویح دو دو رکعت کرکے پڑھنا مسنون ہے۔

سوال: کیا تراویح کی ہر چار رکعات کے بعد کوئی مسنون دعا ثابت ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس موقع پر جتنی دعائیں یا تسبیحات پڑھی جاتی ہیں، یہ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین ومحدثین سے ثابت نہیں، بلکہ یہ بعض میں جاری ہوئیں۔

نمازتراویح کی مشروعیت:

سوال: نمازتراویح کا کیا حکم ہے؟

جواب: قیام رمضان کو بالاتفاق ''تراویح'' کہا جاتا ہے، اس کے کئی نام ہیں۔ اس کو چھوڑنا بہت سارے اجروثواب سے محرومی کا باعث بن سکتا ہے۔

نمازتراویح مشروع مستحب ہے۔

✿ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلٰى أَنَّ قِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ سُنَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَ زَعْمِ الرَّوَافِضِ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّ قِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ بِدْعَةٌ لَا سُنَّةٌ .

''اس دلیل کا بیان کہ رمضان میں قیام الیل نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، اس کے برخلاف روافض کہتے ہیں کہ ماہِ رمضان کا قیام (تراویح) بدعت ہے، سنت نہیں۔''

(صحيح ابن خزيمة، قبل الحديث :2201)

✿ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ صَلَاةَ الْجَمَاعَةِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ سُنَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بِدْعَةٌ كَمَا زَعَمَتِ الرَّوَافِضُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''قیام رمضان کی جماعت نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، بدعت نہیں، جیسا کہ روافض کہتے ہیں۔''

(صحیح ابن خزیمۃ، قبل الحدیث : 2208)

❀ امام حاکم رحمہ اللہ (۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

صَلَاةَ التَّرَاوِيحِ فِي مَسَاجِدِ الْمُسْلِمِينَ سُنَّةٌ مَسْنُونَةٌ .

''(اس حدیث میں واضح دلیل ہے کہ) مسلمانوں کی مساجد میں نماز تراویح مسنون سنت ہے۔''

(المستدرك على الصّحيحين :440/1)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ مِّنْ سُنَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْدُوبٌ إِلَيْهَا مَرْغُوبٌ فِيهَا وَلَمْ يَسُنَّ مِنْهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذْ أَحْيَاهَا إِلَّا مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهُ وَيَرْضَاهُ وَلَمْ يَمْنَعْ مِنَ الْمُوَاظَبَةِ عَلَيْهِ إِلَّا خَشْيَةَ أَنْ يُفْرَضَ عَلٰى أُمَّتِهٖ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفًا رَّحِيمًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا عَلِمَ ذٰلِكَ عُمَرُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِمَ أَنَّ الْفَرَائِضَ لَا يُزَادُ فِيهَا وَلَا يُنْقَصُ مِنْهَا بَعْدَ مَوْتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، أَقَامَهَا لِلنَّاسِ وَأَحْيَاهَا وَأَمَرَ بِهَا، وَذٰلِكَ سَنَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَذٰلِكَ شَيْءٌ ادَّخَرَهُ اللّٰهُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

لَهٗ وَفَضَّلَهٗ بِهٖ وَلَمْ يُلْهِمْ إِلَيْهِ أَبَا بَكْرٍ وَإِنْ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ عُمَرَ وَأَشَدَّ سَبْقًا إِلٰى كُلِّ خَيْرٍ بِالْجُمْلَةِ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَضَائِلُ خُصَّ بِهَا لَيْسَتْ لِصَاحِبِهٖ.

''رمضان کا قیام (تراویح) نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، نیز مستحب اور مستحسن عمل ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب (پورا مہینہ) نماز تراویح پڑھنے کا اہتمام کروایا، تو انہوں نے یہ عمل اسی لیے جاری کیا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ باجماعت نماز تراویح کو پسند کرتے تھے، اس پر ہمیشگی کرنے میں صرف یہ چیز مانع تھی کہ آپ ﷺ کو یہ خدشہ ہوا کہ کہیں اُمت پر فرض نہ کر دی جائے اور آپ ﷺ تو مؤمنوں کے لیے بہت شفیق و مہربان ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اس علت کو جان لیا اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اب فرائض میں اضافہ یا کمی نہیں ہو سکتی، تو انہوں نے لوگوں کے لیے نماز تراویح کا قیام کیا، اس کی تجدید نو کر دی اور اسے قائم کرنے کا حکم دیا۔ یہ سن ۱۴ ہجری کا واقعہ ہے۔ یہ ایسی نیکی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حصہ بھی رکھی تھی اور انہیں یہ فضیلت بخشی تھی، اللہ تعالیٰ نے یہ بات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں نہیں ڈالی، اگرچہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے افضل تھے اور مجموعی طور پر ہر خیر میں سبقت لے جانے والے تھے، مگر ہر صحابی کے خاص فضائل ہیں، جو دوسرے صحابہ کے حصہ میں نہیں آئے۔''

(التّمهيد : 108/8)

✿ نیز ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْفِقْهِ فَضْلُ قِيَامِ رَمَضَانَ وَظَاهِرُهٗ يُبِيحُ فِيهِ الْجَمَاعَةَ وَالْاِنْفِرَادَ لِأَنَّ ذٰلِكَ كُلَّهٗ فِعْلُ خَيْرٍ وَقَدْ نَدَبَ اللّٰهُ إِلٰى فِعْلِ الْخَيْرِ وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ مَا أَمَرَ بِهٖ عُمَرُ وَفَعَلَهٗ مِنْ قِيَامِ رَمَضَانَ قَدْ كَانَ سَبَقَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ التَّرْغِيبُ وَالْحَضُّ فَصَارَ ذٰلِكَ مِنْ سُنَنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''اس حدیث میں فقہ ہے کہ قیام رمضان بافضیلت عمل ہے، اس حدیث کے ظاہر سے قیام اللیل کو باجماعت اور انفرادی دونوں طرح پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیونکہ یہ سب اُمورِ خیر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے خیر کے کاموں کی ترغیب دی ہے، نیز اس حدیث میں دلیل ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو قیام رمضان کا حکم فرمایا تھا اور جو اس بارے میں عمل کیا تھا، اس بارے میں پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ترغیب اور تحسین موجود تھی، یوں یہ (پورا رمضان باجماعت تراویح پڑھنا) بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہوا۔''

(التّمهيد : 105/7)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى اسْتِحْبَابِهَا.

''نماز تراویح کے مستحب ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔''

(شرح مسلم : 39/6، المجموع : 363/3، الغاية في شرح الهداية للسّروجي الحنفي : 365/4، طرح التّثريب للعراقي : 162/4، عمدة القاري للعيني : 233/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

✿ نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ فِي زَمَنِهٖ وَبَعْدَهٗ عَلَى اسْتِحْبَابِهَا .

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت اور بعد کے زمانہ میں مسلمانوں کا نماز تراویح کے استحباب پر اجماع ہے۔“

(تهذيب الأسماء واللُّغات : 12/2)

✿ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ قِيَامَ الْإِمَامِ بِالنَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ سُنَّةٌ عَمِلَ بِهَا صَاحِبُ السُّنَّةِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّمَا تَرَكَهَا خَوْفًا مِّنَ الْاِفْتِرَاضِ، فَلَمَّا انْقَضٰى زَمَنُ الْوَحْيِ؛ زَالَتِ الْعِلَّةُ فَعَادَ الْعَمَلُ بِهَا إِلٰى نِصَابِهٖ .

”ماہِ رمضان میں امام کو لوگوں کو باجماعت قیام کرانا سنت ہے، اس پر صاحب سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہے اور اسے صرف فرضیت کے خوف سے ترک کیا، مگر جب وحی کا زمانہ ختم ہو گیا اور علت ختم ہو گئی، تو یہ عمل اپنی اصل حالت پر لوٹ آیا۔“

(الاعتصام : 375/1)

✿ علامہ صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

قِيَامُ رَمَضَانَ سُنَّةٌ بِلَا خِلَافٍ، وَالْجَمَاعَةُ فِي نَافِلَتِهٖ لَا تُنْكَرُ .

”قیام رمضان کے سنت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، قیام اللیل کی جماعت کرانا بھی منکر نہیں ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سُبُل السّلام :345/1)

۞ علمائے احناف لکھتے ہیں:

اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِيعًا بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ مُنْكِرُهَا مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مَرْدُودُ الشَّهَادَةِ .

”تراویح مردوں اور عورتوں سب کے لیے مؤکد سنت ہے، اس پر صحابہ اور بعد والے ائمہ کا اجماع ہے، اس کا منکر بدعتی گمراہ ہے اور اس کی شہادت قبول نہیں۔“

(غنية المستملي لإبراهيم الحلبي، ص 382، مَجمع الأنهر لشيخي زاده : 135/1، حاشية الطّحطاوي، ص 411)

۞ علامہ ابوالمعالی اسبیجابی حنفی رحمہ اللہ (۵۹۱ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ سُنَّةٌ لَا يَسَعُ تَرْكُهَا، إِذِ الْأُمَّةُ أَجْمَعَتْ عَلٰى شَرْعِيَّتِهَا وَجَوَازِهَا، وَلَمْ يُنْكِرْهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ، إِلَّا الرَّوَافِضُ .

”تراویح سنت ہے، اسے ترک نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اس کی مشروعیت اور جواز پر اُمت کا اجماع ہے، روافض کے علاوہ اہل قبلہ میں سے کوئی بھی اس کا منکر نہیں۔“

(زاد الفُقهاء :251/1)

۞ علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۸۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِمُوَاظَبَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِجْمَاعًا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”تراویح مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ خلفائے راشدین نے اس پر ہمیشگی کی ہے۔“

(الدّرّ المختار : 43/2)

۞ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْأُمَّةِ، مُنْكِرُهَا مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مَّرْدُودُ الشَّهَادَةِ .

”صحابہ کرام اور بعد والوں کا اجماع ہے کہ تراویح سنت ہے۔اس کا منکر بدعتی اور گمراہ ہے،اس کی گواہی قبول نہیں۔“

(حاشية الطّحطاوي على مراقي الفلاح، ص 411، مَجمع الأنهر لشيخي زاده :135/1)

۞ علامہ سرخسی حنفی رحمہ اللہ (۴۸۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأُمَّةُ أَجْمَعَتْ عَلٰى شَرْعِيَّتِهَا وَجَوَازِهَا وَلَمْ يُنْكِرْهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَّا الرَّوَافِضُ لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهِمْ .

”تراویح کی مشروعیت اور جواز پر امت متفق ہے،اہل علم میں کوئی بھی اس کا منکر نہیں،سوائے روافض کے،اللہ ان کو برکت نہ دے۔“

(المَبسوط : 143/2، مِنحة الخالق لابن عابدين : 71/2)

۞ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا أَنْكَرَ أَصْلَ مَشْرُوعِيَّتِهِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهَا بَيْنَ الْأُمَّةِ فَإِنَّهُ يَكْفُرُ .

”جس عمل کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہو،اس کا سرے سے انکار کر دے،تو کافر ہو جائے گا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(فتاویٰ شامی : 314/6)

فائدہ :

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلسُّنَّةُ فِي التَّرَاوِيحِ أَنْ تُصَلّٰى بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، كَمَا اتَّفَقَ عَلٰى ذٰلِكَ السَّلَفُ وَالْأَئِمَّةُ، فَمَنْ صَلَّاهَا قَبْلَ الْعِشَاءِ فَقَدْ سَلَكَ سَبِيلَ الْمُبْتَدِعَةِ الْمُخَالِفِينَ لِلسُّنَّةِ .

”تراویح میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ اسے نمازِ عشا کے بعد ادا کیا جائے، اس پر سلف امت اور ائمہ اسلام کا اتفاق ہے۔ جس نے عشا سے پہلے تراویح ادا کی، اس نے سنت کے مخالفین اہل بدعت کا رستہ اختیار کیا۔“

(الاختيارات لشيخ الإسلام ابن تيمية لابن عبد الهادي، ص 41)

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

”جس نے ایمان سمجھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

(صحيح البخاري : 37، صحيح مسلم : 173/759)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ، فَيَقُولُ : مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، فَتُوُفِّيَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰى ذٰلِكَ.

”رسول اللہ ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے: جو ایمان سمجھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے قیامِ رمضان کرے گا، اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، آپ وجوبی حکم نہیں دیتے تھے، قیام رمضان آپ ﷺ کی وفات تک بغیر جماعت کے چلتا رہا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں بھی معاملہ یونہی رہا۔“

(صحیح مسلم: 174/759)

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَصَلّٰى بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ، ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ، فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، أَوِ الرَّابِعَةِ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ، قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ، إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ، قَالَ: وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ.

”رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی ایک رات مسجد میں نماز پڑھی، آپ ﷺ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اقتدا میں لوگوں نے بھی نماز پڑھی، اگلی رات نماز پڑھائی، تو نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی، پھر لوگ تیسری یا چوتھی رات بھی جمع ہوئے، لیکن آپ ﷺ نماز کے لئے نہ نکلے۔ صبح ہوئی، تو فرمایا: میں نے آپ کا شوق عبادت دیکھا، لیکن باہر اس لئے نہیں آیا کہ کہیں آپ پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے، راوی کہتے ہیں: یہ رمضان کا واقعہ ہے۔''

(صحيح البخاري: 1129، صحيح مسلم: 177/761، واللّفظ لهٗ)

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ، فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ يَذْكُرُونَ ذٰلِكَ، فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَخَرَجَ، فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ، عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهٖ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَطَفِقَ رِجَالٌ مِّنْهُمْ يَقُولُونَ: الصَّلَاةَ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ.

''رسول اللہ ﷺ دوسری رات تشریف لائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ لوگ اس کا تذکرہ کرنے لگے۔ تیسری رات مسجد میں نمازی بڑھ گئے۔ آپ ﷺ تشریف لائے، لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ چوتھی رات مسجد تنگی داماں کا شکوہ کرنے لگی، مگر آپ ﷺ تشریف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ لائے، حاضرین مسجد کہنے لگے: نماز (تراویح)! لیکن رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے وقت ہی تشریف لائے۔“

(صحيح البخاري : 2012، صحيح مسلم :178/761)

⑤ دوسری روایت میں ہے:

خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ، فَتَعْجِزُوا عَنْهَا .

”مجھے خدشہ ہوا کہ قیام اللیل فرض نہ ہو جائے اور آپ اس سے عاجز آجائیں۔“

(صحيح البخاري : 924، صحيح مسلم :178/761)

⑥ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِّنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ، لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ، قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، قَالَ : فَقَالَ : إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ، قَالَ : فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ، لَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ، جَمَعَ أَهْلَهٗ وَنِسَاءَهٗ وَالنَّاسَ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا أَنْ يَّفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قَالَ : قُلْتُ : وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ : السُّحُورُ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِقِيَّةَ الشَّهْرِ .

”ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قیام نہیں کروایا، تئیسویں شب کا تہائی حصہ قیام کروایا۔ چوبیسویں کو قیام نہیں کروایا، پھر پچیسویں کو نصف رات تک قیام کروایا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کاش کہ آپ پوری رات قیام کرواتے۔ فرمایا: با جماعت نماز پڑھنے پر پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔ چھبیسویں رات قیام نہیں کروایا۔ ستائیسویں شب صحابہ کرام کو بمع اہل وعیال قیام کروایا، تا آنکہ ہمیں خدشہ ہوا کہ ہم ''فلاح'' سے محروم نہ رہ جائیں۔ راوی نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: فلاح سے کیا مراد ہے؟ کہا: سحری۔ پھر بقیہ ایام قیام نہیں کروایا۔''

(مسند الإمام أحمد : 159/5، سنن أبي داوٗد : 1375، سنن النّسائي : 1606، سنن التِّرمذي : 806، سنن ابن ماجه : 1327، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

احْتَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَيْرَةً بِّخَصَفَةٍ، أَوْ حَصِيرٍ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيهَا، قَالَ : فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَّجَاءُ وا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهٖ، قَالَ : ثُمَّ جَاءُ وا لَيْلَةً، فَحَضَرُوا، وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ، قَالَ : فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ، فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهٗ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ، إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ .

”رسول اللہ ﷺ نے چٹائی یا کھجور کی چھال کا خیمہ بنایا، گھر سے نکل کر اس میں قیام اللیل کے لئے داخل ہوئے۔ صحابہ کرام آپ کے پیچھے ہو لیے اور آپ کی اقتدا میں قیام کرنے لگے۔ اگلی رات آئے، تو رسول اللہ ﷺ نے آنے میں تاخیر کر دی، لوگوں نے شور کیا اور دروازے کو کنکریاں ماریں۔ رسول اللہ ﷺ غصہ میں باہر آئے اور فرمایا: آپ کا شوق عبادت ایسا ہی رہا، تو مجھے لگا کہ آپ پر یہ نماز (مسجد میں ادا کرنا) فرض کر دی جائے گی۔ گھروں میں نماز پڑھا کریں، فرض نماز کے علاوہ مرد کی سب سے بہترین نماز گھر میں ہی ہے۔“

(صحيح البخاري: 731، صحيح مسلم: 213/781، واللّفظ لهٗ)

⑧ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِينَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قُمْنَا مَعَهٗ لَيْلَةَ خَمْسٍ وَّعِشْرِينَ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قُمْنَا مَعَهٗ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَّعِشْرِينَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ لَّا نُدْرِكَ الْفَلَاحَ، وَكَانُوا يُسَمُّونَهُ السُّحُورَ .

”ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کی تئیسویں شب کا تہائی حصہ قیام کیا۔ پھر پچیسویں کو نصف رات، ستائیسویں کو اتنا لمبا قیام کیا کہ ہمیں سحری فوت ہونے کا خدشہ ہوا۔“

(مسند الإمام أحمد: 272/4، سنن النّسائي: 1607، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام حاکم نے رحمہ اللہ (1/440) نے اس حدیث کو ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔

⑨ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ، لَّكَانَ أَمْثَلَ، ثُمَّ عَزَمَ، فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرٰى، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ، يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهٗ.

''میں رمضان کی ایک رات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا، لوگ مختلف گروہوں میں منقسم تھے۔کوئی آدمی اکیلا اور کوئی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے مطابق انہیں ایک قاری پر جمع کر دیا جائے،تو بہت اچھا ہوگا۔آپ رضی اللہ عنہ نے عزم مصمم کرلیا اور لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کر دیا۔ایک رات پھر میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا۔لوگ ایک قاری کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے،تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تجدید نو کیا خوب ہے! البتہ ان سے وہ افضل ہیں، جو اس وقت سو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں اور آخری پہر قیام کرتے ہیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 2010)

⑩ سیدنا عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَأَدَّيْتُ الزَّكَاةَ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ، وَقُمْتُهُ، فَمِمَّنْ أَنَا؟، قَالَ : «مِنَ الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ» .

’’ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں کلمہ توحید کی گواہی دوں، آپ کی رسالت کا اقرار کروں، پانچوں نمازیں پڑھوں، زکوۃ ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں اور تراویح ادا کروں، تو میرا شمار کن میں ہو گا؟ فرمایا: صدیقوں اور شہیدوں میں۔‘‘

(مسند البزّار : 25، صحيح ابن خزيمة : 2212، صحيح ابن حبّان : 3438، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرْجُوْا أَنَّهُ اسْنَادُهٗ حَسَنٌ أَوْ صَحِيْحٌ .

’’امید ہے کہ سند حسن یا صحیح ہے۔‘‘ (مجمع الزّوائد : 46/1)

تنبیہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

قَالَ لَهٗ رَجُلٌ : أُصَلِّي خَلْفَ الْإِمَامِ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَ، يَعْنِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

ابْنَ عُمَرَ : أَلَيْسَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ : نَعَمْ قَالَ : أَفَتُنْصِتُ كَأَنَّكَ حِمَارٌ؟ صَلِّ فِي بَيْتِكَ .

”آپ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا : کیا میں تراویح امام کی اقتدا میں ادا کروں؟ تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا: کیا آپ قاری نہیں ہیں؟ عرض کیا : جی ہاں، میں قاری ہوں۔ فرمایا: تو کیا آپ گدھے کی مانند خاموش کھڑے رہیں گے؟ آپ اپنے گھر میں قیام کریں۔“

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :351/1، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 494/2)

① سند ضعیف ہے۔سفیان ثوری مدلس ہیں،سماع کی تصریح نہیں کی۔

② یہ اس شخص کے متعلق ہے، جو قاری قرآن ہو۔اسے چاہیے کہ وہ گھر میں قیام کرے۔

مسنون رکعات تراویح:

سوال: تراویح کی مسنون رکعات کتنی ہیں؟

جواب: تراویح سنت آٹھ رکعات ہی ہیں۔

✿ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

لَا مَنَاصَ مِنْ تَسْلِيمِ أَنَّ تَرَاوِيحَهُ كَانَتْ ثَمَانِيَةَ رَكْعَاتٍ، وَلَمْ يَثْبُتْ فِي رِوَايَةٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُ صَلَّى التَّرَاوِيحَ وَالتَّهَجُّدَ عَلٰى حِدَةٍ فِي رَمَضَانَ .

”یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ تراویح آٹھ رکعت تھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور کسی ایک روایت سے بھی ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان میں تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ پڑھی ہوں۔"

(العَرف الشّذي :166/1)

۞ علامہ خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"ابن ہمام (نے) آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے، سو یہ قول طعن کے قابل نہیں۔" (براہین قاطعہ :18)

۞ مزید لکھتے ہیں:

"سنت موکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت تو باتفاق ہے، اگر اختلاف ہے، تو بارہ میں۔" (براہین قاطعہ :195)

۞ علامہ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

"بیماروں کو تو کہہ دیتا ہوں کہ تراویح آٹھ پڑھو، مگر تندرستوں کو نہیں کہتا۔"

(الکلام الحسن، حصہ دوئم، ص89)

۞ علامہ عبد الشکور فاروقی لکھنوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"اگرچہ نبی کریم ﷺ سے آٹھ تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی ہے۔" (علم الفقہ : 198)

یہی بات علامہ ابن ہمام حنفی (فتح القدير : 81/46)، علامہ عینی حنفی (عمدة القاري : 171/17)، ابن نجیم حنفی (البحر الرائق : 62/6)، ابن عابدین شامی حنفی (رد المحتار : 521/1)، ابوالحسن شرنبلانی حنفی (مراقي الفلاح : 442)، طحاوی حنفی (حاشية الطّحطاوي على الدر المختار :295/1) وغیرہم نے ذکر کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے حنفی بزرگوں کے آٹھ رکعت مسنون تراویح کے فیصلے کے بعد اب انتہائی اختصار کے ساتھ دلائل ملاحظہ ہوں:

① ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام رمضان کی کیفیت کیا تھی؟ فرمایا:

مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

”رمضان ہو یا غیر رمضان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اکثر) گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 1147، 2013، صحيح مسلم : 738)

جمہور علما سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے آٹھ رکعت تراویح ثابت کرتے ہیں۔

❀ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ اخْتُلِفَ فِي الْمُخْتَارِ مِنْ عَدَدِ الْقِيَامِ ـــ وَقَالَ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ : إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، أَخْذًا بِحَدِيثِ عَائِشَةَ الْمُتَقَدِّمِ .

”قیام کے مختار عدد میں اختلاف ہے۔...... کثیر علمائے کرام نے عائشہ رضی اللہ عنہا والی مذکورہ حدیث سے دلیل لیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ گیارہ رکعات ہیں۔“

(المُفهِم : 2/389-390)

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ ظَاهِرَةٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَمْ يُصَلِّ التَّرَاوِيحَ عِشْرِينَ رَكْعَةً، وَقَدْ أَفْرَدتُّ فِي ذٰلِكَ كُرَّاسَةً .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”اس حدیث میں واضح دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیس رکعت تراویح نہیں پڑھی، اس بارے میں میرا ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔“

(التّوشيخ شرح الجامع الصّحيح : 998/3)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب (۱۳۵۲ھ) کہتے ہیں:

فِي الصِّحَاحِ صَلَاةُ تَرَاوِيحِهِ عِلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ثَمَانِي رَكْعَاتٍ، وَفِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى وَغَيْرِهٖ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ مِّنْ جَانِبِ أَبِي شَيْبَةَ، فَإِنَّهٗ ضَعِيفٌ اتِّفَاقًا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً، وَأَمَّا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً الْآنَ، إِنَّمَا هُوَ سُنَّةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ، وَيَكُونُ مَرْفُوعًا حُكْمًا، وَإِنْ لَّمْ نَجِدْ إِسْنَادَهٗ قَوِيًّا .

”صحیح احادیث سے نبی کریم ﷺ کی تراویح آٹھ رکعات ہی ثابت ہے اور سنن کبریٰ وغیرہ میں بیس رکعتوں والی روایت ضعیف سند کے ساتھ ابوشیبہ سے آئی ہے، جو کہ بالاتفاق ضعیف راوی ہے۔ اب بیس رکعتیں خلفائے راشدین کی سنت ہے اور مرفوع کے حکم میں ہے، اگرچہ ہمیں (نبی کریم ﷺ سے) کوئی قوی سند نہیں ملی۔“

(العَرف الشّذي :101/1)

دیکھئے! شاہ صاحب آٹھ رکعت تراویح نبی کریم ﷺ سے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت کر رہے ہیں اور ساتھ ہی فرما رہے ہیں کہ ہم بیس رکعت تراویح نبی کریم ﷺ سے قوی سند کے ساتھ نہیں پا سکے۔

آپ خود اندازہ فرمائیں کہ ایک مسئلہ، جو قوی سند کے ساتھ ثابت بھی نہ ہو، پھر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیث کے خلاف بھی ہو، تو اس کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟

اس کے علاوہ خلفائے راشدین سے کسی جھوٹی اور من گھڑت روایت سے بھی بیس رکعت تراویح پڑھنا ثابت نہیں ہے، لہٰذا بیس رکعت تراویح کو خلفائے راشدین کی سنت قرار دینا صریح خطا ہے۔

جناب انور شاہ کشمیری صاحب کے علاوہ متعدد حنفی فقہا نے بھی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو آٹھ رکعت تراویح کی دلیل بنایا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں ہے، یہ ایک ہی نماز کے دو مختلف نام ہیں۔

(فیض الباري: 420/2 وغیرہٗ)

② سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَّتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَّقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو گیارہ رکعت تراویح (مع وتر) پڑھانے کا حکم دیا۔“

(الموطّأ للإمام مالك: 115/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي: 293/1، السّنن الكبرٰى للبيهقي: 496/2، مشكاة المصابيح: 407/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حکم صحیح بخاری و صحیح مسلم والی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حکم سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے عین مطابق ہے۔

ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں آٹھ رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا، نیز اس سے بیس رکعت تراویح کے قائلین و عاملین کا رد ہوتا ہے اور ان کا بیس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رکعتوں کے سنت مؤکدہ ہونے کا نظریہ خطا قرار پاتا ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ ہم بیس رکعت نمازِ تراویح اس لیے پڑھتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات پڑھی تھیں۔ لیکن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت ادا کرنا ثابت نہیں ہوسکتا، بلکہ عہدِ فاروقی میں آٹھ رکعت تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع تھا۔

③ سیدنا سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيٍّ وَّتَمِيمٍ، فَكَانَا يُصَلِّيَانِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کیا۔ وہ دونوں گیارہ رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/391، تاريخ المدينة لابن شبّه : 2/713، وسندهٗ صحيحٌ)

④ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

”ہم (صحابہ) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعات (تراویح) پڑھتے تھے۔“

(سنن سعيد بن منصور، نقلًا عن الحاوِي للفتاوِي للسّيوطي : 1/349، حاشية آثار السّنن للنيموي الحنفي : 250، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ علامہ سبکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ فِي غَايَةِ الصِّحَةِ .

”اس کی سند انتہا درجے کی صحیح ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(شرح المِنهاج، نقلا عن الحاوِي للفتاوي :350/1)

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ آٹھ رکعت تراویح رسولِ کریم ﷺ کی سنت ہے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کو وتر سمیت گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا اور انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل و تکمیل میں گیارہ رکعت تراویح پڑھائی اور صحابہ کرام نے پڑھی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بیس رکعات تراویح کے دلائل کا جائزہ:

بیس رکعت تراویح کو مسنون قرار دینا درست نہیں، اس کے دلائل کا علمی و تحقیقی، مختصر، مگر جامع جائزہ پیش خدمت ہے:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 294/2، السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 496/2، المعجم الكبير للطّبراني :393/11)

سخت ضعیف ہے، ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ''متروک الحدیث'' ہے۔

❀ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ نے ''کذاب'' کہا ہے۔

(التّجريد :203/1)

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مَعْلُولٌ بِأَبِي شَيْبَةَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُثْمَانَ، جَدِّ الْإِمَامِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ، وَلَيَّنَهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْكَامِلِ، ثُمَّ إِنَّهُ مُخَالِفٌ لِّلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ : كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَتْ : مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ، وَلَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

”یہ روایت ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے معلول (ضعیف) ہے، جو کہ امام ابوبکر بن ابوشیبہ کا دادا ہے۔اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔امام ابن عدی رحمہ اللہ نے الکامل میں اسے کمزور قرار دیا ہے۔نیز یہ روایت اس صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے، جس میں ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کے بارے میں سوال کیا،تو آپ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔“

(نصب الرّاية : 153/2)

ابوشیبہ کی روایت اور علمائے احناف:

(۱) علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَحَّ عَنْهُ ثَمَانُ رَكْعَاتٍ، وَأَمَّا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً، فَهُوَ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ وَعَلٰى ضَعْفِهٖ اتِّفَاقٌ .

”آٹھ رکعات تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہیں اور بیس رکعت کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

روایت ضعیف ہے، اس کے ضعف پر اتفاق ہے۔"

(العَرف الشّذي :1/166)

(ب) علامہ عبدالشکور فاروقی صاحب نے اسے "ضعیف" قرار دیا ہے۔

(علم الفقہ، ص198)

(ج) مفتی دارالعلوم دیوبند، علامہ عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

"ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔"

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:1/249)

(د) علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيْفٌ بِأَبِي شَيْبَةَ، مُتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ، مَعَ مُخَالِفَتِهٖ لِلصَّحِيحِ .

"حدیث ضعیف ہے، کیوں کہ ابو شیبہ (ابراہیم بن عثمان) بالاتفاق ضعیف ہے، نیز یہ حدیث (صحیح بخاری و صحیح مسلم کی) صحیح (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بھی خلاف ہے۔"(منحة الخالق : 2/66)

یہی بات علامہ ابن ہمام حنفی(فتح القدير : 46 /81)، علامہ عینی حنفی(عمدة القاري : 17/177)، ابن نجیم حنفی(البحر الرائق : 6/62)، ابن عابدین شامی حنفی(رد المحتار : 1/521)، ابو الحسن شرنبلانی حنفی (مراقي الفلاح : 442)، طحاوی حنفی (حاشية الطّحطاوي على الدر المختار :1/295)وغیرہم نے بھی کہی ہے۔

❁ امام صالح بن محمد جزرہ رحمہ اللہ نے اس روایت کو "منکر" قرار دیا ہے۔

(تاريخ بغداد للخطيب : 7/21، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو "ضعیف" کہا ہے۔

(فتح الباري : 4/254)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ جِدًّا، لَا تَقُومُ بِهٖ حُجَّةٌ .

''یہ حدیث سخت ضعیف ہے، اس سے حجت و دلیل قائم نہیں ہوسکتی۔''

(المصابيح في صلاة التّراويح : 17)

❀ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب اپنی کتاب ''جاء الحق'' (۲/۲٤۳) میں ''نمازِ جنازہ میں الحمد شریف تلاوت نہ کرو۔'' کی بحث میں امامِ ترمذی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ منکرِ حدیث ہے۔''

لیکن اپنی اسی کتاب (۱/٤٤۷) کے ضمیمہ میں مندرج رسالہ ''لمعات المصابيح على ركعات التراويح'' میں اس کی حدیث کو بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ یہ منصفانہ رویہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

نیز اس روایت میں حکم بن عتیبہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام کو چوبیس رکعتیں اور تین رکعات وتر پڑھائے۔

(تاريخ جُرجان لأبي قاسم حمزة بن يوسُف السَّهمي، ص 275)

موضوع ہے:

① عمر بن ہارون بلخی ''متروک و کذاب'' ہے۔ اسے امام احمد بن حنبل، امام عبدالرحمٰن بن مہدی، امام عبداللہ بن مبارک، امام عجلی، امام علی ابن مدینی، امام نسائی، امام دارقطنی، امام ابن حبان اور امام ابوحاتم رازی رحمہم اللہ وغیرہم نے مجروح اور غیر ثقہ قرار دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ حافظ ابو علی نیشا پوری رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔ امام یحییٰ بن معین اور امام صالح جزرہ رحمہما اللہ نے ''کذاب'' کہا ہے۔

❁ امام ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلنَّاسُ تَرَکُوا حَدِیثَهٗ .

''محدثین کرام نے اس کی حدیث کو متروک کہا ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 141/6)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ عَلٰی ضَعْفِهٖ .

''اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔''

(تلخيص المستدرك : 848)

② محمد بن حمید رازی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' و ''کذاب'' ہے۔

③ ایک غیر معروف راوی ہے۔

③ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو نماز پڑھایا کریں۔ فرمایا: لوگ دن میں روزہ تو رکھتے ہیں، لیکن قراءت اچھی طرح نہیں کر سکتے، اگر آپ رات کو ان پر قرآن پڑھیں، تو اچھا ہو۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: امیر المومنین! پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معلوم ہے، تاہم یہ ایک اچھی چیز ہے، چنانچہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں۔

(الأحاديث المختارة للضياء : 1161، كنز العُمّال : 409/8)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سند ضعیف ہے۔امام ابن حبان رحمہ اللہ ربیع بن انس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

اَلنَّاسُ يَتَّقُونَ حَدِيْثَهٗ، مَا كَانَ مِنْ رِّوَايَةِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْهُ، لِأَنَّ فِيْهَا اضْطِرَابٌ كَثِيْرٌ .

''محدثین اس کی ان روایات سے بچتے ہیں، جو ابو جعفر نے ان سے بیان کی ہیں، کیونکہ ان میں بہت اضطراب ہے۔''

(الثّقات : 228/4)

مذکورہ بالا روایت بھی ربیع بن انس سے عیسیٰ بن ابو عیسیٰ بن ماہان ابو جعفر رازی بیان کر رہا ہے، یہ جرح مفسر ہے، جسے ردّ کرنا جائز نہیں۔

④ حسن بصری رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کیا، وہ انہیں بیس رکعات پڑھاتے تھے۔''

(سیر أعلام النّبلاء : 400/10، جامع المَسانید والسّنن لابن کثیر :55/1)

① عِشْرِينَ رَكْعَةً کے الفاظ صریح تحریف کا شاخسانہ ہیں۔ اصل الفاظ عِشْرِينَ لَيْلَةً تھے۔ بعض ناشرین نے بیس راتوں کے الفاظ کو بدل کر عِشْرِينَ رَكْعَةً کر دیا، صد افسوس!

سنن ابو داوٗد کے کسی نسخہ میں بیس رکعتوں کے الفاظ نہیں ہیں۔ تمام نسخوں میں بیس راتوں کا ہی ذکر ہے۔ حال ہی میں محمد عوامہ کی تحقیق سے جو سنن ابو داود کا نسخہ چھپا ہے، جس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں سات آٹھ نسخوں کو سامنے رکھا گیا ہے، اس میں بھی عِشْرِینَ لَیْلَةً یعنی بیس راتوں ہی کا ذکر ہے۔

❀ علامہ محمد عوامہ لکھتے ہیں:

مِنَ الْأُصُوْلِ كُلِّهَا .

"تمام بنیادی نسخوں میں یہی الفاظ ہیں۔"

(سنن أبي داوٗد بتحقيق محمّد عوّامة : 256/2)

عِشْرِینَ رَکْعَةً کے الفاظ محرف ہونے پر ایک زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ (السّنن الکبرىٰ : 298/2) نے یہی روایت امام ابو داود رحمہ اللہ کی سند سے ذکر کی ہے اور اس میں عِشْرِینَ لَیْلَةً (بیس رات) کے الفاظ ہیں۔

یہی الفاظ فقہائے احناف اپنی کتابوں میں ذکر کرتے رہے ہیں۔

رہا مسئلہ سیر اعلام النبلاء اور جامع المسانید والسنن میں عِشْرِینَ رَکْعَةً کے الفاظ کے پائے جانے کا، تو یہ ناسخین کی غلطی ہے، کیوں کہ سنن ابو داوٗد کے کسی نسخے میں یہ الفاظ نہیں ہیں، یہاں تک کہ علامہ عینی حنفی نے شرح ابی داود (343/5) میں صرف عِشْرِینَ لَیْلَةً کے الفاظ ذکر کیے ہیں، نسخوں کا اختلاف تک ذکر نہیں کیا۔

اگر رَکْعَةً کے الفاظ کسی نسخے میں ہوتے، تو علامہ عینی حنفی ضرور بالضرور نقل کرتے۔ اسی لیے علامہ شوق نیموی حنفی (1322) نے بھی اسے بیس رکعت تراویح کے دلائل میں ذکر نہیں کیا۔

② اگر بعض حضرات کی بات صحیح تسلیم کر لی جائے، تو بھی یہ ان کی دلیل نہیں بن سکتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

❀ علامہ خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی صاحب (۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں:

”ایک عبارت بعض نسخوں میں ہو اور بعض میں نہ ہو، تو وہ مشکوک ہوتی ہے۔“

(بَذل المَجهود : 471/4، بيروت)

❀ علامہ سرفراز خان صفدر دیوبندی صاحب ایک دوسری روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

”جب عام اور متداول نسخوں میں یہ عبارت نہیں، تو شاذ اور غیر مطبوعہ نسخوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟“ (خزائن السنن:97/2)

لہٰذا فریق ثانی کے مذکورہ اصول سے بھی روایت مشکوک ہوئی۔

❀ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب (1391ھ) نے بھی اس روایت میں «عشرين ليلة» کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

(جاء الحق:95/2، بحث: قنوتِ نازلہ پڑھنا منع ہے)

③ نیز یہ انقطاع کی وجہ سے ”ضعیف“ بھی ہے۔

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ اور علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ.

”حسن بصری رحمہ اللہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔“

(نصب الرّاية : 126/2، شرح أبي داود : 343/5)

لہٰذا یہ روایت منقطع ہوئی۔

④ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(شرح سنن أبي داود : 343/5)

⑤ حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی ”ضعیف“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(خُلاصة الأحكام :565/1)

⑥ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعت تراویح بمع وتر کا حکم دینا صحیح سند سے ثابت ہے۔

(الموطّأ للإمام مالك :115/1، السّنن الكبرٰى للبَيهقي :496/2، شرح معاني الآثار للطّحاوي :293/1، معرفة السنن والآثار للبَيهقي : 42/4، فضائل الأوقات للبَيهقي : 274، قيام اللّيل للمروزي : 220، مشكاة المصابيح :407/1، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ یزید بن رومان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لوگ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں تئیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔

(الموطّأ للإمام مالك :98/1، السنن الكبرٰى للبَيهقي :494/1)

سند ضعیف ہے۔ یزید بن رومان نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ .

''یزید بن رومان نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔''

(فضائل الأوقات للبيهقي، تحت الرقم : 127، نصب الرّاية للزّيلعي : 163/2)

لہٰذا یہ روایت منقطع ہوئی، جبکہ موطا امام مالک میں اس منقطع روایت سے متصل پہلے صحیح و متصل سند کے ساتھ ثابت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعت کا حکم دیا تھا۔

❀ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

تَرْجِيحُ الْمُتَّصِلِ عَلَى الْمُنْقَطِعِ .

''ضابطہ یہ ہے کہ متصل کو منقطع پر ترجیح ہوتی ہے۔''

(العَرف الشّذي :11)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ علامہ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

”روایت موطا امام مالک منقطع ہے۔“

(اشرف الجواب:172)

صحیح احادیث کے مقابلہ میں منقطع روایت سے حجت پکڑنا درست نہیں۔

⑥ یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 393/2)

سند ضعیف ہے۔ یحییٰ بن سعید انصاری رحمہ اللہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

❀ علامہ نیموی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ .

”یحییٰ بن سعید انصاری نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔“

(التّعليق الحَسَن : 253)

⑦ عبدالعزیز بن رُفیع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو مدینہ میں بیس رکعات اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 393/2)

سند منقطع ہے۔

❀ علامہ نیموی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ لَمْ يُدْرِكْ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ .

”عبدالعزیز بن رفیع نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔“

(التّعليق الحَسَن : 253)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

⑧ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں لوگ رمضان میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔

(مسند عليّ بن الجعد : 2825، السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 496/2، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ بیس رکعتیں پڑھنے والے لوگ صحابہ کرام کے علاوہ اور لوگ تھے، کیوں کہ صحابی رسول سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

كُنَّا (أَيِ الصَّحَابَةَ) نَقُومُ فِي عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِإِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً .

”ہم (صحابہ) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں گیارہ رکعات (نمازِ تراویح بمع وتر) پڑھتے تھے۔“

(سنن سعيد بن منصور، نقلًا عن الحاوِي للفتاوِي للسّيوطي : 349/1، حاشية آثار السّنن للنيموي الحنفي : 250، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ فِي غَايَةِ الصِّحَةِ .

”اس کی سند انتہا درجے کی صحیح ہے۔“

(شرح المِنهاج، نقلا عن الحاوِي للفتاوي للسيوطي :350/1)

صحابہ کرام کے خلاف دوسرے لوگوں کا عمل حجت نہیں، نیز روایت میں اس بات کی کوئی وضاحت نہیں کہ آیا یہ غیر معروف لوگ بیس رکعات سنت موکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے یا ویسے نفل کے طور پر پڑھتے تھے۔

اگر کوئی آٹھ کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ کو زائد نفل سمجھ کر پڑھے، تو اس میں کیا حرج

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتا ہے، یہ لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہوں گے۔

❁ علامہ خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

”ابن ہمام نے آٹھ رکعات کو سنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے، سو یہ قول قابل طعن کے نہیں۔“ (براہین قاطعہ: 18)

❁ مزید لکھتے ہیں:

”سنت مؤکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت تو باتفاق ہے، اگر خلاف ہے، تو بارہ میں۔“ (براہین قاطعہ: 195)

⑨ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(معرفة السّنن والآثار للبَيهقي : 42/4)

روایت شاذ ہے۔ امام مالک، امام یحیٰی بن سعید قطان اور امام دراوردی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس میں شذوذ ہے۔ اگرچہ خالد بن مخلد ”ثقہ“ ہے، لیکن کبار ثقات کی مخالفت کی وجہ سے اس کی روایت قبول نہ ہوگی۔ اسی روایت میں کبار ثقات گیارہ رکعات بیان کر رہے ہیں۔

⑩ ابو عبد الرحمٰن سلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قرائے کرام کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

(السّنن الكبرىٰ للبَيهقي : 496/2)

روایت ضعیف ہے۔

① حماد بن شعیب ضعیف ہے۔ امام یحیٰی بن معین، امام ابو زرعہ، امام نسائی اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

② عطاء بن السائب مختلط ہے۔ حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں، جنہوں نے اس سے قبل از اختلاط سنا ہے۔

⑪ ابوحسناء بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔ (مصنّف ابن أبي شيبة : 393/2)

سند ضعیف ہے۔ ابوحسناء ''مجہول'' ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ .

''غیر معروف ہے۔'' (ميزان الاعتدال : 515/4)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیر معروف راویوں کی روایات کا مکلّف نہیں ٹھہرایا۔

⑫ اعمش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (مختصر قيام اللّيل للمروزي : 157)

سند ضعیف ہے۔ عمدۃ القاری (127/11) میں یہ روایت حفص بن غیاث عن الاعمش کے طریق سے ہے، جبکہ حفص بن غیاث اور اعمش دونوں ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

گیارہ رکعت تراویح پر ایک تائید:

قَالَ الْإِمَامُ أَبُو بَكْرٍ النِّيسَابُورِيُّ (م : ٣٢٤) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيجٍ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يُوسُفَ ابْنَ أُخْتِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ قَالَ : جَمَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّتَمِيمٍ الدَّارِيِّ، فَكَانَا يَقُومَانِ بِمِائَةٍ فِي رَكْعَةٍ فَمَا نَنْصَرِفُ حَتّٰى نَرٰى أَوْ نَشُكَّ فِيْ فُرُوعِ الْفَجْرِ قَالَ : فَكُنَّا نَقُومُ بِأَحَدَ عَشَرَ، قُلْتُ : أَوْ وَاحِدٍ وَّعِشْرِينَ؟ قَالَ : لَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ اِبْنُ خُصَيْفَةَ، فَسَأَلْتُ يَزِيدَ بْنَ خُصَيْفَةَ فَقَالَ : حَسِبْتُ أَنَّ السَّائِبَ قَالَ : أَحَدًا وَّعِشْرِينَ .

''سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کے ساتھ تراویح پڑھنے کے لیے جمع کر دیا، یہ دونوں ایک رکعت میں سو آیات پڑھاتے تھے، پھر جب ہم نماز سے فارغ ہونے لگتے، تو ہم کو گمان ہوتا کہ فجر ہو چکی ہے، سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔

اس روایت کے راوی اسماعیل بن امیہ رحمہ اللہ نے جب محمد بن یوسف رحمہ اللہ سے سنا، تو پوچھا: گیارہ رکعات یا اکیس رکعات؟ محمد بن یوسف رحمہ اللہ نے کہا: اس طرح کی بات یزید بن خصیفہ رحمہ اللہ نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنی ہے، اسماعیل بن امیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے یزید بن خصیفہ رحمہ اللہ سے اس بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: میرا گمان ہے کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے اکیس کہا تھا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فوائد أبي بكر النيسابوري : 16)

یاد رہے کہ محمد بن یوسف نے گیارہ رکعت بیان کی ہیں۔

اسماعیل بن امیہ نے جب محمد بن یوسف سے پوچھا کہ گیارہ یا اکیس؟ کہنے لگے کہ اکیس والی بات یزید بن خصیفہ نے سنی تھی۔اسماعیل بن امیہ نے یزید بن خصیفہ سے پوچھا کہ واقعی آپ نے اکیس والی سنی ہے؟ کہنے لگے: میرا گمان ہے کہ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے اکیس بیان کیں ہیں۔

اکیس رکعت بیان کرنے میں یزید بن خصیفہ کو وہم ہوا ہے، کیونکہ:

① یزید بن خصیفہ نے حَسِبْتُ کہہ کر شک کا اظہار کیا ہے۔

② یزید بن خصیفہ جب حفظ سے بیان کریں، تو اکثر وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَهِمُ كَثِيرًا إِذَا حَدَّثَ مِنْ حِفْظِهِ .

”جب حافظے سے بیان کرے، تو بہت زیادہ وہم کا شکار ہوتے ہیں۔“

(مشاهير علماء الأمصار : 1066)

یہاں یہ روایت یزید بن خصیفہ نے اپنے حافظے سے ہی بیان کی ہے۔لہٰذا یہ ان کا وہم ہے، جیسا کہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔جبکہ محمد بن یوسف سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے ہی بلاتردد گیارہ رکعت بیان کرتے ہیں۔

پھر اسماعیل بن امیہ محمد بن یوسف سے بیان کرنے میں متفرد نہیں ہیں، بلکہ ان کے علاوہ چھ اور شاگردوں نے محمد بن یوسف سے یہی روایت گیارہ رکعت کے الفاظ سے بیان کی ہے، کسی نے بھی محمد بن یوسف پر اعتراض نہیں کیا۔ملاحظہ ہو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① امام مالک بن انس رحمہ اللہ (موطا امام مالک:138)

② اسامہ بن زید اللیثی رحمہ اللہ (فوائد ابی بکر نیشاپوری:17)

③ اسماعیل بن جعفر انصاری رحمہ اللہ (احادیث اسماعیل بن جعفر:140)

④ عبد العزیز بن محمد دراوردی رحمہ اللہ (سنن سعید بن منصور بحوالہ الحاوی للفتاوی للسیوطی:1/416)

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي الْمُوَطَّأ وَفِي مُصَنَّفِ سَعِيدِ بْنِ مَنْصُورٍ بِسَنَدٍ فِي غَايَةِ الصِّحَّةِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ : إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''موطا امام مالک اور سنن سعید بن منصور میں حد درجہ کی صحیح سند سے مروی ہے کہ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعت کا ذکر کیا۔''

(الحاوِي للفتاوي للسّيوطي :1/417)

⑤ امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ:7671)

⑥ امام محمد بن اسحاق رحمہ اللہ (فوائد ابی بکر نیشاپوری:19)

تمام شاگرد اپنے استاذ محمد بن یوسف رحمہ اللہ سے گیارہ رکعات ہی بیان کرتے ہیں، کوئی تردد یا شک کا اظہار نہیں کرتا۔ ثابت ہوا کہ اسماعیل بن امیہ کا محمد بن یوسف سے استفسار کرنا تردد یا شک کی بنا پر نہ تھا۔ والحمد للہ!

❁ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے اکیس رکعت کے الفاظ یزید بن خصیفہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیے۔

مصنف عبد الرزاق (7733) کی ایک روایت میں الحارث بن عبد الرحمٰن بن ابی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ذباب سدوسی سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے 23 رکعات کا ذکر کرتے ہیں، لیکن وہ روایت ہی جھوٹی ہے۔

① ابراہیم بن محمد اسلمی متروک وکذاب ہے۔

② امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ جو احباب یزید بن خصیفہ رحمہ اللہ کی 21 رکعات والی روایت کو درست مان کر مسنون 20 رکعات تراویح کی دلیل بناتے ہیں، انہیں ایک وتر کے جواز کا فتویٰ بھی دینا پڑے گا، کیا ہمارے بھائی ایک وتر کا فتوی دیں گے؟

الحاصل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے بیس تراویح پڑھنا قطعا ثابت نہیں، سنت صرف آٹھ رکعات ہیں۔

❁ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

دَعْوٰی أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً لَّمْ يَصِحَّ .

یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات صحابہ کرام کو بیس رکعت پڑھائی تھیں، درست نہیں۔" (المَصابيح في صلاة التراويح للسيوطي)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ أَنَّ الْعِشْرِينَ رَكْعَةً لَّمْ تَثْبُتْ مِنْ فِعْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ بیس تراویح پڑھنا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔“

(المَصابيح في صلاة التّراويح)

باقی امام عطاء بن ابی رباح، امام ابن ابی ملیکہ، امام سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم کا بیس رکعت پڑھنا ہمارے احباب کے لئے مفید نہیں، کیونکہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ بیس رکعت کو سنت مؤکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے۔ دُعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں حق کا فہم عطا فرمائے۔ آمین!

سوال: کیا بدعتی امام کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہے؟

جواب: بدعتی کی امامت معتبر نہیں، لہٰذا فرائض ونوافل میں اس کی اقتدا درست نہیں۔

سوال: تراویح میں ایک قرآن سے زائد تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: تراویح میں آیت سجدہ تلاوت کی، اسی وقت سجدہ نہ کیا، بلکہ جب اسی رکعت کے دو سجدے کیے، تو ساتھ تیسرا سجدہ تلاوت بھی کر لیا، کیا حکم ہے؟

جواب: سجدہ تلاوت مسنون مستحب ہے، نماز میں اسی وقت کیا جائے گا، جب آیت سجدہ تلاوت کی، نماز کے دو سجدوں کے بعد یا پہلے سجدہ تلاوت کرنا بالکل غلط ہے۔

سوال: نماز تراویح میں جلسہ استراحت چھوٹ گیا، کیا سجدہ سہو لازم ہوگا؟

جواب: ہر سہو پر سجدہ ہے، جلسہ استراحت چھوٹ جائے، تو اس پر بھی سجدہ سہو ہے۔

سوال: تراویح کی قرأت میں بعض آیات کے بعد دعائیہ کلمات کہنا کیسا ہے؟

جواب: امام کے لیے بعض مقامات پر دعائیہ کلمات ادا کرنا مسنون و مستحب ہیں۔ البتہ سامعین اور مقتدیوں کے لیے ایسا کرنا ثابت نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سوال: کیا تراویح کی چار رکعت کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا جائز ہے؟

جواب: دعا کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے، بشرطیکہ کسی وقت میں دعا کے مستحب یا واجب ہونے کا نظریہ نہ ہو، لہٰذا بغیر اہتمام کے تراویح کی چار رکعات کے بعد اجتماعی دعا کرنا جائز ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ تراویح کے سہو پر سجدہ سہو نہیں، کیا حکم ہے؟

جواب: یہ بات بے ثبوت ہے۔ تراویح نفل ہے اور نفل کے سہو پر بھی سجدہ سہو ہے۔

سوال: سخت بیمار آدمی جو اٹھنے یا بیٹھنے کی سکت نہیں رکھتا، کیا وہ لیٹ کر تراویح پڑھ سکتا ہے؟

جواب: پڑھ سکتا ہے۔

سوال: مسجد میں تراویح پڑھانے کا زیادہ حق مستقل امام کو ہے، یا کوئی بھی حافظ پڑھا سکتا ہے؟

جواب: پہلا حق مستقل امام کا ہے، اگر وہ نہیں پڑھانا چاہتا، تو کوئی بھی حافظ نماز تراویح کی امامت کرا سکتا ہے۔

سوال: کیا وتر کے بعد نماز تراویح پڑھائی جا سکتی ہے؟

جواب: پڑھائی جا سکتی ہے۔

❁ قیس بن طلق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔ شام پڑ گئی، تو ہمارے پاس افطاری کی۔ اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر پڑھائے۔ پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو آگے کیا اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھائیں۔ میں نے رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ .

''ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔''

(سنن أبي داود : 1439، سنن النّسائي : 1680، سنن التّرمذي : 470، وسندهٗ حسنٌ، وأخرجه أحمد : 23/4، وسندهٗ حسنٌ أيضًا)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، جب کہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1101) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2449) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 481/2)

سوال: ایک شخص نے آدھی رکعات تراویح امام کے ساتھ ادا کی اور باقی آخری پہر میں ادا کی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے، مگر جو فضیلت امام کے ساتھ قیام کرنے کی ہے، وہ اسے مکمل حاصل نہ ہوگی۔

✿ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے قیام نہیں کروایا، تئیسویں شب کا تہائی حصہ قیام کروایا۔ چوبیسویں کو قیام نہیں کروایا، پھر پچیسویں کو نصف رات تک قیام کروایا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کاش کہ آپ پوری رات قیام کرواتے، تو فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ .

''باجماعت نماز پڑھنے پر پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد : 159/5، سنن أبي داوٗد : 1375، سنن النّسائي : 1606، سنن التِّرمِذي : 806، سنن ابن ماجه : 1327، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: اگر کوئی شخص خاص وظیفہ کا عادی ہے، کیا وہ اس کی وجہ سے نماز تراویح ترک کر سکتا ہے؟

جواب: اسے تراویح ترک نہیں کرنی چاہیے، رمضان میں بھلا تراویح سے بہتر وظیفہ کیا ہو سکتا ہے؟

سوال: کچھ لوگ تراویح کی چار رکعات کے بعد ''درود بر خواجہ عالم'' کہتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: جس نے بیماری یا سفر کی وجہ سے اگلے دن کا روزہ نہ رکھنا ہو، کیا وہ بھی نماز تراویح پڑھے گا؟

جواب: تراویح کا تعلق روزہ رکھنے یا چھوڑنے سے نہیں ہے۔ جس نے سفر یا بیماری کی وجہ سے اگلے دن کا روزہ نہ رکھنا ہو، اس کے لیے بھی تراویح مسنون و مستحب ہے۔

سوال: جس نے تراویح پڑھی، مگر اگلے دن بلا عذر شرعی روزہ نہ رکھا، کیا تراویح کا ثواب ملے گا؟

جواب: اگر بغیر عذر کے روزہ چھوڑا، تو روزہ چھوڑنے کا گناہ ملے گا، مگر تراویح کا ثواب بھی ملے گا۔

سوال: کیا تراویح میں پورا قرآن پڑھنا مستحب ہے؟

جواب: عمومی دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مستحب ہے، البتہ اس بارے کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔

سوال: اگر سجدہ تلاوت اس آیت پر آئے کہ جہاں امام نے قرأت مکمل کرنی تھی، تو سجدہ کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: آیت سجدہ مکمل کر کے سجدہ کرے اور سجدہ سے اٹھ کر لمحہ بھر کے لیے قیام میں کھڑا ہو، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کر لے۔

سوال: صرف لقمہ دینے کے لیے تراویح میں شریک ہونا اور بعد میں نماز توڑ دینا کیسا ہے؟

جواب: لقمہ کا یہ طریقہ جائز نہیں، لقمہ دینے کے لیے مقتدی ہونا ضروری نہیں، اگر کوئی شخص محسوس کرے کہ امام کو لقمہ کی ضرورت ہے، تو جماعت کے باہر سے ہی لقمہ دے سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص جماعت میں شریک ہوا، تو اب اسے نماز مکمل کرنی چاہیے، بلا عذر جماعت توڑنا جائز نہیں۔

سوال: تراویح کی ایک ہی رکعت میں تین بار سورت اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، بشرطیکہ اسے لازم نہ سمجھے۔

سوال: اگر کوئی حافظ ایک مسجد میں ایک ہفتہ میں قرآن کریم مکمل تراویح میں تلاوت کرے اور دوسری مسجد میں دوسرے ہفتے اور اسی طرح تیسری مسجد میں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر مقتدیوں کی فرمائش ہو، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: اگر امام تراویح میں کچھ آیات سہوا چھوڑ جائے اور دو دن بعد ان آیات کو دوبارہ تلاوت کر دے، تو کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جائز ہے۔

سوال: ایک حافظ کو قرآن کا ایک مقام مشکل لگتا ہے، اسے چھوڑ کر آگے تلاوت کرتا ہے، بعد میں کسی دن ان چھوڑی گئی آیات کی تلاوت کر لیتا ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: نماز تراویح میں امام اور سامع کو برابر کھڑا کرنا کیسا ہے؟

جواب: برابر کھڑا کرنا جائز نہیں۔ سامع صف میں ہی کھڑا ہوگا۔

سوال: جو شخص آٹھ تراویح کو مسنون مانتے ہوئے اس سے زائد رکعات تراویح پڑھے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مسنون آٹھ ہیں، اس سے زائد نوافل پڑھنا جائز ہیں۔

سوال: جو شخص تنہا تراویح پڑھ رہا ہے، وہ قرأت بلند آواز سے کرے یا آہستہ؟

جواب: دونوں طرح جائز ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت اس قدر بلند تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تلاوت کر رہے ہوتے اور صحن میں سنائی دیتی۔“

(سنن أبي داوٗد: 1327، شمائل التّرمذي: 322، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا، وَيَخْفِضُ طَوْرًا.

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کبھی بلند اور کبھی آہستہ آواز سے قراءت کرتے تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سنن أبي داوٗد : 1328، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (1159)، امام ابن حبان (2603) اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہم (310/1) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات باہر تشریف لائے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ آہستہ آواز سے قراءت کر رہے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا تو وہ اونچی آواز سے تلاوت کر رہے تھے۔ جب وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر! میں آپ کے پاس سے گزرا، آپ آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! جس ذات سے سرگوشی کر رہا تھا، اسے میں نے اپنی بات سنا دی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرا آپ کے پاس سے گزر ہوا، آپ بلند آواز سے قراءت کر رہے تھے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اس سے سوئے ہوؤں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر! آپ اپنی آواز قدرے بلند کیجیے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ اپنی آواز کو تھوڑا سا پست کیجیے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1329، سنن التّرمِذي : 447، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1161) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (733) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (310/1) نے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا نماز تراویح میں نابالغ بچہ امام بن سکتا ہے؟

جواب: حاضرین میں سب سے زیادہ قاری نابالغ بچہ ہو، تو وہ فرض اور نفل ہر نماز کے لیے بن سکتا ہے۔

❀ سیدنا ابو یزید جرمی عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم لوگوں کی گزرگاہ پر موجود پانی کے پاس رہتے تھے، چنانچہ ہم ان سے پوچھتے رہتے تھے کہ یہ دین کیسا ہے؟ انہوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: میرے والد اپنے محلے کے لوگوں کی طرف سے اسلام کی معلومات لینے گئے، تو جب تک اللہ تعالی نے چاہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے، پھر جب واپس آئے، تو ہم نے ان کا استقبال کیا۔ وہ ہمیں دیکھ کر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں ایک سچے رسول کے پاس سے آرہا ہوں۔ پھر فرمایا: وہ آپ کو فلاں فلاں کاموں کا حکم دیتے ہیں اور فلاں فلاں کاموں سے روکتے ہیں، نیز یہ حکم دیتے ہیں کہ آپ فلاں نماز فلاں وقت پڑھیں اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھیں، جب نماز کا وقت ہو، تو ایک آدمی اذان کہے، پھر وہ امامت کرائے، جو آپ میں سے قرآن زیادہ جانتا ہو، ہمارے محلے والوں نے غور کیا، تو مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا کسی کو نہ پایا، کیوں کہ میں قافلے والوں سے قرآن یاد کرتا رہتا تھا، چنانچہ انہوں نے مجھے آگے (کھڑا) کر دیا، میں چھ برس کی عمر میں انہیں نماز پڑھاتا رہا۔''

(صحيح البخاري: 4302)

سوال: کیا تراویح کی جماعت بدعت ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: تراویح کی جماعت نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اور جو عمل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو، وہ بدعت کیسے ہو سکتا ہے؟

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اکرم ﷺ نے رمضان کی ایک رات مسجد میں نماز پڑھی، آپ ﷺ کی اقتدا میں لوگوں نے بھی نماز پڑھی، اگلی رات نماز پڑھائی، تو نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی، پھر لوگ تیسری یا چوتھی رات بھی جمع ہوئے، لیکن آپ ﷺ نماز کے لئے نہ نکلے۔ صبح ہوئی، تو فرمایا: میں نے آپ کا شوقِ عبادت دیکھا، لیکن باہر اس لئے نہیں آیا کہ کہیں آپ پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے، راوی کہتے ہیں: یہ رمضان کا واقعہ ہے۔''

(صحيح البخاري: 1129، صحيح مسلم: 177/761، واللّفظ لهٗ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اکرم ﷺ دوسری رات تشریف لائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ لوگ اس کا تذکرہ کرنے لگے۔ تیسری رات مسجد میں نمازی بڑھ گئے۔ آپ ﷺ تشریف لائے، لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ چوتھی رات مسجد تنگیٔ داماں کا شکوہ کرنے لگی، مگر آپ ﷺ تشریف نہ لائے، حاضرین مسجد کہنے لگے: نماز (تراویح)! لیکن رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر کے وقت ہی تشریف لائے۔''

(صحيح البخاري: 2012، صحيح مسلم: 178/761)

❁ دوسری روایت میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ، فَتَعْجِزُوا عَنْهَا .

”مجھے خدشہ ہوا کہ قیام اللیل فرض نہ ہو جائے اور آپ اس سے عاجز آ جائیں۔“

(صحيح البخاري : 924، صحيح مسلم :178/761)

دراصل بعض حضرات کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک قول سمجھنا مشکل ہو گیا، تو انہوں نے جھٹ سے جماعتِ تراویح کو بدعت کہہ دیا۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ .

”(ہمارے زمانے میں) اس کی تجدید تو کیا خوب ہے!“

(صحيح البخاري : 2010)

باجماعت تراویح کو بدعت نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود تراویح کی جماعت کرائی ہے، پھر خدشہ کے پیش نظر ترک کر دی، جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں دوبارہ نمازِ تراویح باجماعت ادا ہوتے دیکھی، تو اس کی تحسین فرمائی، کیوں کہ اس کی اصل عہد نبوی میں موجود تھی، لہٰذا اس سے مراد حقیقی بدعت نہیں، بلکہ لغوی بدعت ہے۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ فِيمَا صَنَعَ خِلَافُ مَا مَضٰى مِنْ كِتَابٍ أَوْ سُنَّةٍ أَوْ إِجْمَاعٍ، فَلَمْ يَكُنْ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ، بَلْ كَانَ إِحْدَاثَ خَيْرٍ، لَّهٗ أَصْلٌ فِي السُّنَّةِ .

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف نہیں تھا، لہٰذا یہ گمراہی والی بدعت نہیں، بلکہ یہ ایسی بھلائی کا احیا تھا، جس کی اصل سنت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ میں موجود تھی۔''

(السّنن الصّغير : 817)

❀ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' یہ فرمان جامع کلمات میں سے ہے، کوئی عمل اس کے حکم سے خارج نہیں۔ یہ حدیث دین کا ایک عظیم قاعدہ ہے اور اس فرمان نبوی ﷺ کے مشابہہ ہے: ''جو شخص ہمارے دین میں ایسا کام جاری کرے، جس کی اصل اس (کتاب وسنت اور اجماع) میں نہ ہو، وہ باطل ہے۔'' چنانچہ کسی کام کو دین کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے اور اس کی بنیاد دین کے کسی اصول پر نہیں ہوتی، تو وہ کام گمراہی کہلائے گا، دین اس سے بری ہے۔ خواہ اس کا تعلق اعتقادی مسائل سے ہو یا ظاہری و باطنی اقوال و اعمال سے۔ بعض سلف کے کلام میں بعض بدعات کی تحسین وارد ہوئی ہے، یہ تحسین لغوی بدعات کی ہے، شرعی بدعات کی نہیں۔ لغوی طور پر کسی کام کو بدعت کہنے کی ایک مثال سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے، انہوں نے رمضان المبارک میں مسجد کے اندر لوگوں کو جمع کر کے ان کے لیے ایک امام منتخب کیا، پھر ایک دن آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، دیکھا کہ صحابہ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں، تو فرمایا: یہ تجدید تو کیا خوب ہے!''

(جامع العلوم والحِکَم : 128/2)

سوال: نماز تراویح کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

جواب: نماز تراویح کا وقت نماز عشاء سے لے کر سحری تک رہتا ہے، اس دوران کسی بھی وقت ادا کی جا سکتی ہے، نماز تراویح عشاء سے پہلے پڑھنا بدعت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”تراویح میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ اسے نمازِ عشا کے بعد ادا کیا جائے، اس پر سلف امت اور ائمہ اسلام کا اتفاق ہے۔ جس نے عشا سے پہلے تراویح ادا کی، اس نے سنت کے مخالفین اہل بدعت کا رستہ اختیار کیا۔“

(الاختيارات لشيخ الإسلام ابن تيمية لابن عبد الهادي، ص 41)

سوال: کیا عورتیں بھی تراویح پڑھیں گی؟

جواب: عورتوں اور بچوں کے لیے بھی نمازِ تراویح مشروع و مستحب ہے۔

❁ علمائے احناف فرماتے ہیں:

اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِيعًا بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ مُنْكِرُهَا مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مَرْدُودُ الشَّهَادَةِ .

”تراویح مردوں اور عورتوں سب کے لیے مؤکد سنت ہے، اس پر صحابہ اور بعد والے ائمہ کا اجماع ہے، اس کا منکر بدعتی گمراہ ہے اور اس کی شہادت قبول نہیں۔“

(غنية المستملي لإبراهيم الحلبي، ص 382، مَجمع الأنهر لشيخي زاده : 135/1، حاشية الطّحطاوي، ص 411)

❁ علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۸۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِمُوَاظَبَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِجْمَاعًا .

”تراویح مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ خلفائے راشدین نے اس پر ہمیشگی کی ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الدّرّ المختار : 43/2)

سوال: کیا تراویح اور تہجد ایک ساتھ پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: ائمہ محدثین کے نزدیک نماز تہجد اور تراویح میں کوئی فرق نہیں، یہ ایک نماز کے دو نام ہیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ تراویح اور تہجد دونوں علیحدہ نمازیں ہیں۔ تو ان کی یہ بات محل نظر ہے۔

❀ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ فِي رِوَايَةٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهٗ صَلَّى التَّرَاوِيحَ وَالتَّهَجُّدَ عَلٰى حِدَةٍ فِي رَمَضَانَ، بَلْ طَوَّلَ التَّرَاوِيحَ، وَبَيْنَ التَّرَاوِيحِ وَالتَّهَجُّدِ فِي عَهْدِهٖ لَمْ يَكُنْ فَرْقٌ فِي الرَّكْعَاتِ، بَلْ فِي الْوَقْتِ وَالصِّفَةِ، أَيِ التَّرَاوِيحَ تَكُونُ بِالْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ بِخِلَافِ التَّهَجُّدِ، وَإِنَّ الشُّرُوعَ فِي التَّرَاوِيحِ يَكُونُ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَفِي التَّهَجُّدِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ.

''ایسی کوئی روایت ثابت نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان میں نماز تہجد اور تراویح الگ الگ پڑھی ہوں، بلکہ عہد رسالت میں رکعات کے اعتبار سے تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں تھا، البتہ وقت اور طریقے میں کچھ فرق تھا کہ تہجد کے برعکس تراویح مسجد میں باجماعت ادا کی جاتی تھی۔ اسی طرح تراویح رات کے اول حصے میں پڑھی جاتی تھی اور نماز تہجد رات کے آخری حصہ میں ادا کی جاتی تھی۔''

(العَرف الشّذي : 166/1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(سوال): کیا تراویح کو مختصر کرنے کے لیے تشہد کے آخر میں درود اور دعائیں چھوڑنا جائز ہے؟

(جواب): ایسا کرنا جائز نہیں۔

(سوال): کیا نماز تراویح میں نیت ضروری ہے؟

(جواب): ہر نماز کے لیے نیت کرنا ضروری ہے، نیت دل کے ارادے اور قصد کا نام ہے، زبان سے نیت کرنا بے اصل اور بدعت ہے۔

❁ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

اَلنِّیَّۃُ هِيَ الْإِرَادَۃُ، فَنِیَّۃُ الصَّلَاۃِ هِيَ إِرَادَۃُ الصَّلَاۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَلَی الْخُلُوصِ، وَالْإِرَادَۃُ عَمَلُ الْقَلْبِ .

”نیت ارادے کا نام ہے، لہٰذا نماز کی نیت یہ ہے کہ اللہ کے لیے خلوص دل سے نماز کا قصد کریں اور ارادہ دل کا عمل ہے۔“

(بدائع الصّنائع :127/1)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾(البينة : 5)

”انہیں صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خاص کرتے ہوئے اسی کی عبادت کریں۔“

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی .

”اعمال کا اعتبار نیتوں پر موقوف ہے اور ہر شخص کی نیت کا اعتبار ہوگا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(صحيح البخاري :1، صحيح مسلم : 1907)

سوال: امام نماز تراویح پڑھا رہا تھا، مقتدی عشاء کی نیت سے جماعت میں شامل ہوا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، امام اور مقتدی کی نیت مختلف ہو سکتی ہے، امام نفل پڑھا رہا ہو، تو مقتدی فرض پڑھ سکتا ہے۔ متنفل کی اقتدا میں مفترض کی نماز بلاشبہ جائز ہے۔ اس بارے میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں، فہم سلف بھی اسی کا مؤید ہے۔

① سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

كَانَ مُعَاذٌ يُّصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهٗ، فَصَلّٰى لَيْلَةً مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتٰى قَوْمَهٗ فَأَمَّهُمْ، فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ، ثُمَّ صَلّٰى وَحْدَهٗ وَانْصَرَفَ، فَقَالُوا لَهٗ: أَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ، وَلَآتِيَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأُخْبِرَنَّهٗ، فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ، وَإِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى مَعَكَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتٰى فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُعَاذٍ، فَقَالَ: يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ اقْرَأْ بِكَذَا وَاقْرَأْ بِكَذَا.

”سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کرتے، پھر آ کر اپنی قوم

کی امامت فرماتے۔ ایک رات انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں عشا کی نماز ادا کی اور اپنی قوم کو آ کر یہی نماز پڑھائی اور سورت بقرہ کی قرأت شروع کر دی۔ ایک آدمی نماز توڑ کر پیچھے پلٹا اور اکیلے اپنی نماز ادا کر کے چلا گیا۔ دوسرے صحابہ نے کہا: اے فلاں! کیا تو منافق ہو گیا ہے؟ اس نے جواباً کہا: اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے، البتہ میں یہ قصہ نبی اکرم ﷺ کے گوش گزار ضرور کروں گا۔ چنانچہ اس نے رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہم سارا دن اونٹوں کے ذریعے کھیت سیراب کرتے ہیں۔ معاذ نے آپ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی اور ہمارے پاس آ کر سورت بقرہ شروع کر دی۔ رسول اکرم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: معاذ! کیا آپ لوگوں کو دین سے متنفر کرتے ہیں؟ فلاں فلاں سورت پڑھا کیجیے۔''

(صحيح البخاري: 700؛ صحيح مسلم: 465، واللّفظ لهٗ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فِي الْمَكْتُوبَةِ، وَقَدْ كَانَ صَلَّاهَا قَبْلَ ذٰلِكَ، أَنَّ صَلَاةَ مَنِ ائْتَمَّ بِهٖ جَائِزَةٌ، وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ جَابِرٍ فِي قِصَّةِ مُعَاذٍ.

''ہمارے اصحاب (محدثین) کا اسی پر عمل ہے، جن میں امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب ایسا آدمی فرضوں میں لوگوں کی امامت کرے، جو خود اس سے پہلے وہی نماز پڑھ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

چکا ہو، تو اس کی اقتدا کرنے والوں کی نماز جائز ہے۔انہوں نے معاذ رضی اللہ عنہ کے قصہ والی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل لی ہے۔''

(سنن التِّرمِذي، تحت الحديث : 583)

❀ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَلَالَةُ هٰذَا الْحَدِيثِ عَلٰى جَوَازِ اقْتِدَاءِ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ وَاضِحَةٌ، وَالْجَوَابُ عَنْهُ مُشْكِلٌ جِدًّا، وَأَجَابُوْا بِمَا لَا يَتِمُّ.

''یہ حدیث واضح دلالت کرتی ہے کہ متنفل کی اقتدا مفترض کے لئے جائز ہے، گو کہ ناقص جوابات اس کے احناف نے دیئے ہیں، لیکن اس کا جواب بہت ہی مشکل ہے۔''

(حاشية السندي على النسائي : 103/2)

❀ صحیح مسلم (465) میں واضح الفاظ ہیں، شکایت کرنے والے نے کہا:

إِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى مَعَكَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتٰى فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ.

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ نماز عشاء ادا کی، پھر ہمارے ہاں آ کر سورت بقرہ شروع کر دی۔''

❀ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

يُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ، هِيَ لَهٗ نَافِلَةٌ، وَلَهُمْ فَرِيضَةٌ.

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو وہی نماز پڑھاتے، جو ان کے لئے نفل ہوتی اور قوم کے لئے فرض۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 86/3، الأم للشافعي : 173/1، سنن الدّارقطني :

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

374/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي :409/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ابن جریج رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح کی ہے۔دوسرے راویوں کی طرف سے ان الفاظ کا عدمِ ذکر عدمِ وجود پر دلالت نہیں کرتا،ثقہ کی زیادت بالاتفاق مقبول ہے،کیوں کہ یہ ثقات کی مخالفت نہیں ہے۔

② سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ ...... فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَأَخَّرُوا، وَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ، قَالَ: فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ، وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ.

”ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ذات الرقاع پہنچے۔......نماز کے لئے اذان کہی گئی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو دو رکعت پڑھائیں،دو رکعت ادا کرنے کے بعد وہ پیچھے ہٹ گئے،اور دوسری جماعت آگے آئی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی دو رکعت پڑھائیں۔یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار اور صحابہ کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔“

(صحيح البخاري تعليقاً : 4136، صحيح مسلم موصولًا : 843)

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَلٰى كُلِّ حَالٍ، فَالِاسْتِدْلَالُ عَلَى الْحَنَفِيَّةِ بِحَدِيثِ جَابِرٍ صَحِيحٌ.

”بہر حال سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے احناف کے خلاف (متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز کا) استدلال درست ہے۔“(نصب الرّاية : 57/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَخْفٰى أَنَّهٗ يَلْزَمُ فِيْهِ اقْتِدَاءُ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ قَطْعًا، وَلَمْ أَرَ لَهُمْ عَنْهُ جَوَابًا شَافِيًا.

”اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ متنفل کی اقتدا میں مفترض کی نماز کا قطعی جواز اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، احناف کے پاس اس کا کوئی شافی جواب نہیں۔“

(حاشية السّندي على النسائي: 3/178، 179)

الحاصل:

نفل پڑھنے والے امام کے پیچھے فرض نماز ادا کی جا سکتی ہے، تراویح بھی نفل ہے، لہٰذا ہے، نماز تراویح پڑھانے والے کی اقتدا میں نماز عشاء پڑھی جاسکتی ہے۔

سوال: نماز تراویح میں نابالغ سامع کو پہلی صف میں کھڑا کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: تراویح میں سامع کی جگہ مخصوص کرنے کے لیے جائے نماز بچھانا کیسا ہے؟

جواب: یہ ضرورت ہے، کیونکہ سامع ایسی جگہ پر کھڑا ہوتا ہے، جہاں وہ قاری کی قرأت بالکل صحیح سماعت کر سکے اور غلطی کی صورت میں بآسانی لقمہ دے سکے۔ اس لیے سامع کی جگہ مختص کرنے کے لیے جائے نماز بچھانا درست ہے۔

سوال: کیا تراویح کی جماعت مسجد کے علاوہ ہوسکتی ہے؟

جواب: تراویح کی نماز کہیں بھی ہوسکتی ہے۔

سوال: ڈاڑھی منڈوانے والے کا نماز تراویح کی امامت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ڈاڑھی منڈوانا اعلانیہ کبیرہ گناہ ہے، ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کو کسی نماز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کا امام نہیں بنانا چاہیے، نہ نفل کا، نہ فرض کا۔

سوال: مصحف سے دیکھ کر امامت کرانا کیسا ہے؟

جواب: نماز میں زبانی قراءت کی قدرت نہ ہو تو قرآن ہاتھ میں پکڑ کر قراءت کی جا سکتی ہے، محدثین اسے جائز سمجھتے تھے، اسی طرح اگر سامع حافظ نہ ہو تو وہ بھی ایسا کر سکتا ہے۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ .

”ان کے غلام ذکوان انہیں امامت قرآن مجید سے دیکھ کر کرواتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 1/96 تعليقاً، مصنّف ابن أبي شيبة : 2/337؛ كتاب المَصاحف لابن أبي داود : 797، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 2/253، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ نووی رحمہ اللہ (خُلاصة الأحكام : 1/550) نے سند کو ”صحیح“ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تغليق التعليق : 2/291) نے روایت کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

② امام شعبہ رحمہ اللہ، بیان کرتے ہیں:

فِي الرَّجُلِ يَؤُمُّ فِي رَمَضَانَ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ، رَخَّصَ فِيهِ .

”حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ رمضان المبارک میں قرآن سے دیکھ کر قرأت کرنے کی رخصت دیتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/337، وسندهٗ صحيحٌ)

③ امام حسن بصری رحمہ اللہ اور امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نماز میں قرآن پکڑ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/337، وسندہٗ صحيحٌ)

④ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نماز میں قرآن سے دیکھ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/337؛ وسندہٗ صحيحٌ)

⑤ امام یحییٰ بن سعید انصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَرٰی بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الْمُصْحَفِ فِي رَمَضَانَ بَأْسًا، يُرِيدُ الْقُرْآنَ .

”رمضان المبارک میں قرآن سے دیکھ کر قراءت میں حرج نہیں۔“

(كتاب المصاحف لابن أبي داوٗد : 805، وسندہٗ حسنٌ)

⑥ محمد بن عبداللہ بن مسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْقِرَائَةِ فِي الْمُصْحَفِ يَؤُمُّ النَّاسَ، فَقَالَ : لَمْ يَزَلِ النَّاسُ مُنْذُ كَانَ الْإِسْلَامُ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ .

”میں نے امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ لوگ امامت کرواتے ہوئے قرآن ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں؟ فرمایا: شروع اسلام سے ہر دور کے مسلمان ایسا کرتے آئے ہیں۔“

(كتاب المَصاحف لابن أبي داوٗد : 806، وسندہٗ حسنٌ)

⑦ امام مالک رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص قرآن ہاتھ میں پکڑ کر امامت کرواتا ہے؟ فرمایا:

لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا اضْطُرُّوا . ”اگر مجبوری ہو، تو حرج نہیں۔“

(كتاب المَصاحف لابن أبي داود : 808، وسندہٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

⑧ ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَنَسٌ يُّصَلِّي وَغُلَامُهٗ يُمْسِكُ الْمُصْحَفَ خَلْفَهٗ، فَإِذَا تَعَايَا فِي آيَةٍ، فَتَحَ عَلَيْهِ.

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تو ان کا غلام ان کے پیچھے قرآن پکڑ کر کھڑا ہو جاتا۔ جب آپ کسی آیت پر رکتے تو لقمہ دے دیتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 2/337، السنن الكبرٰى للبَيهقي: 3/212، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ قرآن پکڑ کر قراءت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس کے خلاف سلف سے کچھ ثابت نہیں۔

شیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ نے بھی فتح الباری (2/185) کی تحقیق میں اسے بوقت ضرورت جائز قرار دیا ہے۔

شبہات کا ازالہ:

جو لوگ کہتے ہیں کہ ہاتھ میں قرآن پکڑ کر نماز میں قراءت کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں:

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

نَهَانَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُّؤَمَّ النَّاسُ فِي الْمُصْحَفِ.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں قرآن ہاتھ میں پکڑ کر امامت کروانے سے منع فرمایا۔'' (كتاب المَصاحف: 772)

سند سخت ضعیف ہے:

① نہشل بن سعید ''متروک'' اور ''کذاب'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تقريب التهذيب لابن حَجَر : 7197، ميزان الاعتدال للذهبي : 275/4)

② ضحاک بن مزاحم کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

(شعب الإيمان للبَيهقي : 367/3، 187/4؛ القرائة خلفَ الإمام للبَيهقي : 197؛ تفسير ابن كثير : 236/5؛ التلخيص الحبير لابن حَجَر : 21/1؛ العجائب في بَيان الأسباب لابن حجر، ص : 104)

❀ سلیم بن حنظلہ بکری رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ يَؤُمُّ قَوْمًا فِي مُصْحَفٍ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ.

”آپ رحمہ اللہ کا ایک شخص کے پاس سے گزر ہوا، جو مصحف سے دیکھ کر امامت کروا رہا تھا، تو آپ نے اسے پاؤں سے ٹھوکر ماری۔“

(كتاب المَصاحف لابن أبي داود، ص 452)

سند ضعیف ہے۔

① سلیم بن حنظلہ بکری مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات:۴/۳۳۲“ میں ذکر کیا ہے۔

② سفیان ثوری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

نوٹ:

”المصاحف“ کے نسخ میں سلیم بن حنظلہ کے بجائے سوید بن حنظلہ ہے، یہ تصحیف ہے۔ امام بخاری (التاریخ الکبیر:۴/۱۲۲)، امام ابو حاتم (الجرح والتعدیل:۴/۲۱۲)، امام ابن حبان رحمہم اللہ (۴/۳۳۲) وغیرہم کے نزدیک سلیم بن حنظلہ ہے۔ عیاش عامری، سلیم کے شاگردوں میں ہے، نہ کہ سوید بن حنظلہ کے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعض ائمہ کے اقوال:

اس سلسلے میں بعض ائمہ کے اقوال بھی وارد ہوئے ہیں، جن میں مصحف ہاتھ میں پکڑ کر نماز کی ممانعت کا مضمون وارد ہوا ہے، ان اقوال کا مختصر جائزہ ملاحظہ ہو:

① سعید بن مسیّب (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۱۲۴) اور حسن بصری (اَیضاً) کا قول قتادہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

② مجاہد رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۱۲۴) کا قول لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے ضعیف ہے۔

③ امام شعبی رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۱۲۴) کا قول جابر جعفی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

④ ربیع بن انس رحمہ اللہ (المصاحف لابن ابی داود، ص ۴۵۴) کا قول بھی ضعیف ہے، کیونکہ ابوجعفر عیسیٰ بن ابی عیسیٰ کی روایت ربیع بن انس سے ضعیف ہوتی ہے۔

حماد بن ابی سلیمان، قتادہ اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ نماز میں مصحف سے قراءت کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

ان و دنوں بزرگوں کے قول کو غیر اضطراری حالت پر محمول کیا جائے گا کہ جب قرآن کریم حفظ وضبط ہونے کے باوجود ہاتھ میں پکڑ کر قراءت کرے، تو مکروہ ہے۔

یوں تمام اقوال میں جمع وتوفیق ہو جاتی ہے۔ اس کی تائید امام مالک رحمہ اللہ کے مندرجہ بالا قول سے بھی ہوتی ہے کہ ''مجبوری ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

یوں امام زہری کا دعویٰ اجماع صحیح ثابت ہو جاتا ہے۔ ہم بھی بلا وجہ قرآن کریم ہاتھ میں پکڑ کر نماز میں قراءت کو مکروہ سمجھتے ہیں، البتہ اضطراری حالت میں جائز ہے۔

الحاصل:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز میں بوقتِ ضرورت قرآن ہاتھ میں پکڑ کر قراءت کی جاسکتی ہے، اسی طرح امام کو لقمہ دینے کے لیے قرآن سے دیکھ سننا بھی جائز ہے۔

سوال: قرآن سے دیکھ کر لقمہ دینا کیسا ہے؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔

❀ ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَنَسٌ يُّصَلِّي وَغُلَامُهٗ يُمْسِكُ الْمُصْحَفَ خَلْفَهٗ، فَإِذَا تَعَايَا فِي آيَةٍ، فَتَحَ عَلَيْهِ.

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تو ان کا غلام ان کے پیچھے قرآن پکڑ کر کھڑا ہو جاتا۔ جب آپ کسی آیت پر رکتے تو لقمہ دے دیتا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 337/2، السنن الكبرىٰ للبيهقي: 212/3، وسندهٗ صحيحٌ)

مصحف سے دیکھ کر لقمہ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس کے خلاف سلف سے کچھ ثابت نہیں۔

سوال: رمضان کے علاوہ وتروں کی جماعت کرانا کیسا ہے؟

جواب: غیر رمضان میں کبھی کبھار وتروں کی جماعت جائز ہے۔

❀ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”جس رات سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے کہ میرے وتر رہتے ہیں۔ ہم نے ان کے پیچھے صف بنالی، انہوں نے ہمیں تین رکعتیں پڑھائیں اور سلام آخری رکعت میں پھیرا۔“

(شرح معاني الآثار للطّحاوي: 293/1، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سند درجۂ صحت کی انتہا پر ہے، راوی صحیح بخاری کے ہیں۔''

(نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار : 105/5)

سوال: نماز تہجد یا دیگر نوافل کی جماعت کرانا کیسا ہے؟

جواب: بعض شروط و قیود کے ساتھ نوافل کی جماعت مشروع ہے، اس پر بے شمار احادیث دلالت کناں ہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۹ھ) فرماتے ہیں:

''جس نماز کے بارے میں جماعت کی ہمیشگی کرنا مشروع نہ ہو، اس پر باقاعدگی سے جماعت کا التزام کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر کوئی اسے لازمی سنت نہ بنائے یا کوئی مصلحت پیش نظر ہو، مثلاً کوئی آدمی اکیلے اچھی طرح سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو یا اکیلے نماز پڑھنے میں سستی کا شکار ہو، تو ایسی صورت میں جماعت بہتر ہے، البتہ اسے ہمیشہ کا معمول نہ بنائے۔ تاہم کوئی راجح مصلحت نہ ہو، تو نوافل گھر ہی میں پڑھنا افضل ہیں۔''

(فتاوى المِصريّة، ص 81)

سوال: نماز تہجد میں ایک سلام سے آٹھ رکعت پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ایک سلام سے آٹھ رکعت پڑھنا جائز نہیں۔ تہجد یا تراویح آٹھ رکعت مسنون ہیں، مگر ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے۔

سوال: قرآن کریم کی کم سے کم مدت تکمیل کتنی ہے؟

جواب: تین دن اور اس سے زائد مدت میں قرآنِ کریم کی تلاوت مکمل کرنا مستحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور افضل ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی حوصلہ افزائی کی ہے، دلائل ملاحظہ ہوں:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ان کا نبی کریم ﷺ سے یوں مکالمہ ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا:

صُمْ مِّنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ: صُمْ يَوْمًا وَّأَفْطِرْ يَوْمًا، وَقَالَ: اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ، فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، حَتّٰى قَالَ: اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي ثَلَاثٍ.

”مہینے میں صرف تین دن کے روزے رکھا کریں۔ عرض کیا: مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے اور مسلسل یہی کہتے رہے، (کہ مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے)، آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن روزہ رکھا کریں اور ایک دن کا روزہ چھوڑ دیا کریں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قرآنِ کریم کی تلاوت ایک مہینے میں مکمل کیا کریں۔ انہوں نے عرض کیا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، (اور مسلسل یہی کہتے رہے)، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین دن میں مکمل کرلیا کریں۔“

(صحيح البخاري: 1978)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ.

”جس نے تین دن سے پہلے قرآن کی تلاوت مکمل کی، اس نے قرآن کو سمجھا نہیں۔“

(سنن أبي داوٗد: 1394، سنن الترمذي: 2949، سنن ابن ماجه: 1347،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فضائل القرآن للنسائي : 92، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ چالیس (۴۰) دنوں میں قرآنِ کریم کی تکمیل کیا کریں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مہینے میں، پھر فرمایا: بیس (۲۰) دنوں میں، پھر فرمایا: پندرہ (۱۵) دنوں میں، پھر فرمایا: دس (۱۰) دنوں میں، پھر فرمایا: سات (۷) دنوں میں، اور سات (۷) دنوں پر آ کر رک گئے۔

(فضائل القرآن للنّسائي : 94، مختصر قيام اللّيل للمَروزي، ص 66، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں بات چیت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ، قُلْتُ : إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، حَتّٰى قَالَ : فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ، وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ .

''ایک مہینے میں قرآنِ مجید مکمل کیا کریں، میں نے عرض کیا: میں اس سے کم مدت میں تکمیل کی طاقت رکھتا ہوں، فرمایا...... پھر سات دنوں میں تکمیل کر لیا کریں، اس سے کم مدت میں مکمل نہ کرنا۔''

(صحيح البخاري : 5054، صحيح مسلم : 1159)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهٗ فِي لَيْلَةٍ .

''میں نہیں جانتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک رات میں مکمل قرآنِ کریم پڑھا ہو۔''

(صحيح مسلم : 139/746)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَبْعٍ .

”ہر ہفتے قرآنِ کریم کی تلاوت مکمل کیا کریں۔“

(فضائل القرآن للفريابي: 131، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَاهُ كَانَ يَخْتِمُ فِي رَمَضَانَ فِي ثَلَاثٍ، وَفِي غَيْرِ رَمَضَانَ مِنَ الْجُمُعَةِ لِلْجُمُعَةِ .

”میرے والد محترم رمضان المبارک میں تین دنوں میں قرآن کریم کی تکمیل کیا کرتے تھے اور دوسرے دنوں میں ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک قرآن مکمل کیا کرتے تھے۔“(فضائل القرآن للفريابي: 132، وسندهٗ صحيحٌ)

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی ایک رات میں مکمل قرآن کریم نہیں پڑھا، نیز آپ ﷺ سات دن یا کم از کم تین دن میں تکمیل کی ہدایت فرماتے تھے، لہٰذا بہتر یہی ہے تین دن یا اس سے زائد مدت میں ہی قرآنِ کریم کی تکمیل کی جائے۔

تین دن سے کم مدت میں تکمیل اور اسلافِ امت:

البتہ ان تعلیماتِ نبوی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تین دن سے پہلے تکمیل کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اسلافِ امت کا فہم و عمل یہی بتاتا ہے۔ اس کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

❁ ابو جمرہ، نصر بن عمران بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”میں تیز قرأت کرنے والا شخص ہوں اور کبھی تو ایک رات میں ایک یا دو مرتبہ قرآنِ مجید مکمل کر لیتا ہوں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک سورت کی تلاوت کرلوں، تو یہ مجھے آپ کے طرزِ عمل سے اچھا لگتا ہے۔ البتہ اگر آپ ضرور ہی ایسا کرنا چاہتے ہیں، تو تلاوت ایسے انداز میں کریں کہ آپ کے کان اسے سن رہے ہوں اور آپ کا دل اسے سمجھ رہا ہو۔''

(السّنن الکبرٰی للبیهقي : 396/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ لَيْلَتَيْنِ .

''آپ رحمہ اللہ دو راتوں میں قرآنِ پاک مکمل پڑھ لیا کرتے تھے۔''

(طَبقات ابن سعد : 270/2، سنن الدّارمي : 3528، حلية الأولياء لأبي نعيم الأصبهاني : 273/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً، فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ؛ خَتَمَ فِي كُلِّ ثَلَاثِ لَيَالٍ مَّرَّةً، فَإِذَا جَاءَ الْعَشْرُ؛ خَتَمَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مَّرَّةً .

''آپ رحمہ اللہ سات راتوں میں ایک مرتبہ قرآنِ مجید مکمل کیا کرتے تھے۔ البتہ جب ماہِ رمضان آتا، تو تین راتوں میں ایک مرتبہ قرآن کریم کی تکمیل کرتے اور جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا، تو ہر رات میں ایک مرتبہ تکمیل کرتے تھے۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعيم الأصبهاني : 339/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علقمہ بن قیس نخعی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّ عَلْقَمَةَ كَانَ يَقْرَأُ فِي خَمْسٍ، قَالَ : وَقَرَأَهٗ فِي مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ .

''علقمہ رحمہ اللہ پانچ دنوں میں قرآنِ کریم پڑھا کرتے تھے، البتہ مکہ مکرمہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے ایک رات میں قرآنِ کریم کی قرأت کی۔''

(فضائل القرآن للفريابي : 139، وسندهٗ صحيحٌ، فضائل القرآن لأبي عُبيد، ص 182، الثّقات لابن حبّان : 208/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اسود بن یزید رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ الْأَسْوَدُ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي لَيْلَتَيْنِ، وَيَخْتِمُهٗ فِي سِوٰى رَمَضَانَ فِي سِتٍّ.

''اسود بن یزید رحمہ اللہ رمضان میں دو راتوں میں مکمل قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے، جبکہ عام حالات میں چھ دنوں میں قرآن کی تکمیل کیا کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 500/2، الثّقات لابن حبّان : 31/4، الطّبَقات الكبرٰى لابن سعد : 136/6، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علی ازدی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي رَمَضَانَ كُلَّ لَيْلَةٍ.

''آپ رحمہ اللہ رمضان میں ہر رات مکمل قرآنِ کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 500/2، الثّقات لابن حِبّان : 164/5، 165، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام شعبہ بن حجاج قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ.

''سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن رحمہ اللہ ہر دن رات میں ایک دفعہ مکمل قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔''

(طبقات ابن سعد : 364/5، تاريخ ابن عساكر : 213/20، وسندهٗ صحيحٌ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

❁ محمد بن خالد، خزاز رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ .

"آپ رحمہ اللہ ایک دن رات میں قرآنِ مجید مکمل کیا کرتے تھے۔"

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتِم : 245/7)

❁ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ يَّخْتِمُ فِي كُلِّ لَيْلَتَيْنِ، كَانَ وِرْدُهٗ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ نِصْفُ الْقُرْآنِ .

"عبد الرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ دو راتوں میں قرآنِ کریم مکمل کیا کرتے تھے۔ ایک رات میں نصف قرآن پڑھا کرتے تھے۔"

(تاريخ بغداد للخطيب : 247/10، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ محمد بن احمد بن ابوعون رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ مَّرَّتَيْنِ .

"آپ رحمہ اللہ ہر دن رات میں دو مرتبہ قرآنِ کریم مکمل کیا کرتے تھے۔"

(صحيح ابن حبّان : 4622)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

"اس سلسلہ میں راجح بات یہ ہے کہ تکمیل قرآن کی مدت کا مسئلہ مختلف لوگوں کے لیے مختلف ہے۔ جو شخص سمجھ بوجھ اور گہری سوچ رکھنے والا ہے، وہ اتنی مقدار میں تلاوت کرے کہ تدبر اور استخراج معانی کے مقصد میں خلل واقع نہ ہو۔ اسی طرح جو شخص علمی مصروفیات یا دیگر دینی سرگرمیوں اور عام مسلمانوں کی اصلاح میں مشغول ہے، اس کیلئے مستحب ہے کہ وہ اتنی مقدار میں تلاوت کرے کہ اس کے دیگر امور میں خلل نہ آئے۔ ہاں، جو شخص ایسی مصروفیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نہیں ہے، اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ اکتاہٹ کے بغیر جس قدر ممکن ہو سکے، کثرت کے ساتھ قرآنِ مجید کی تلاوت کرے، نیز تیز رفتاری سے قرأت نہ کرے، واللہ اعلم!''

(التِّبيان في آداب حَمَلَة القرآن، ص 61، فتح الباري لابن حَجَر : 97/9، تفسير ابن كثير :81/1، 82)

❁ علامہ محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ تَتَبَّعْتَ تَرَاجِمَ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ؛ لَوَجَدْتَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ، فَالظَّاهِرُ أَنَّ هَؤُلَاءِ الْأَعْلَامَ لَمْ يَحْمِلُوا النَّهْيَ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ عَلَى التَّحْرِيمِ.

''اگر آپ ائمہ حدیث کی سیرت کی ورق گردانی کریں گے، تو آپ کو ان میں بہت سے ایسے ائمہ ملیں گے، جو تین دنوں سے پہلے قرآنِ کریم کی قرأت مکمل کر لیا کرتے تھے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کبار محدثین تین دن سے پہلے قرآنِ کریم کی تکمیل کے بارے میں وارد ہونے والی ممانعت کو تحریمی نہیں سمجھتے تھے۔''

(تُحفَة الأحوَذي : 63/4)

لیکن تکمیل کی جو بھی صورت ہو، آدابِ تلاوت کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّرْتِيلُ فِي الْقِرَاءَةِ أَحَبُّ إِلٰى أَهْلِ الْعِلْمِ.

''قرأت میں ترتیل اہل علم کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 2946)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: پورا رمضان نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: نماز تراویح مشروع و مستحب ہے، رمضان میں قیام اللیل با جماعت بھی کیا جا سکتا ہے اور منفرد بھی، دونوں طرح جائز ہے، نیز پورا مہینہ تراویح پڑھنا بھی مستحب ہے۔

❀ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ : إِنِّي أَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ، لَّكَانَ أَمْثَلَ، ثُمَّ عَزَمَ، فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرٰى، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ : نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ، يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهٗ .

”میں رمضان کی ایک رات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا، لوگ مختلف گروہوں میں منقسم تھے۔ کوئی آدمی اکیلا اور کوئی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے مطابق انہیں ایک قاری پر جمع کر دیا جائے، تو بہت اچھا ہوگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عزم مصمم کر لیا اور لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کر دیا۔ ایک رات پھر میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا۔ لوگ ایک قاری کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: یہ تجدید نو کیا خوب ہے! البتہ ان سے وہ افضل ہیں، جو اس وقت سو جاتے ہیں اور آخری پہر قیام کرتے ہیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 2010)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پورا مہینہ باجماعت نماز تراویح کا دوبارہ اجرا کیا، کیونکہ اب وہ علت اور خدشہ ختم ہو گیا تھا، جس کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا مہینہ نماز تراویح باجماعت ادا نہیں کی۔

✿ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَصَلّٰى بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ، ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ، فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، أَوِ الرَّابِعَةِ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ، قَالَ : قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ، إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ، قَالَ : وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ.

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی ایک رات مسجد میں نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں لوگوں نے بھی نماز پڑھی، اگلی رات نماز پڑھائی، تو نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی، پھر لوگ تیسری یا چوتھی رات بھی جمع ہوئے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے نہ نکلے۔ صبح ہوئی، تو فرمایا: میں نے آپ کا شوق عبادت دیکھا، لیکن باہر اس لئے نہیں آیا کہ کہیں آپ پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے، راوی کہتے ہیں: یہ رمضان کا واقعہ ہے۔‘‘

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 1129، صحيح مسلم :177/761، واللّفظ لهٗ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ، فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ يَذْكُرُونَ ذٰلِكَ، فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَخَرَجَ، فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ، عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهٖ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَطَفِقَ رِجَالٌ مِّنْهُمْ يَقُولُونَ : الصَّلَاةَ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رات تشریف لائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ لوگ اس کا تذکرہ کرنے لگے۔ تیسری رات مسجد میں نمازی بڑھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ چوتھی رات مسجد تنگیٔ داماں کا شکوہ کرنے لگی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے، حاضرین مسجد کہنے لگے: نماز (تراویح)! لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے وقت ہی تشریف لائے۔“

(صحيح البخاري : 2012، صحيح مسلم :178/761)

❁ دوسری روایت میں ہے:

خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ، فَتَعْجِزُوا عَنْهَا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”مجھے خدشہ ہوا کہ قیام اللیل فرض نہ ہو جائے اور آپ اس سے عاجز آ جائیں۔“

(صحیح البخاري : 924، صحیح مسلم : 178/761)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ مِّنْ سُنَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْدُوبٌ إِلَيْهَا مَرْغُوبٌ فِيهَا وَلَمْ يَسُنَّ مِنْهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذْ أَحْيَاهَا إِلَّا مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهُ وَيَرْضَاهُ وَلَمْ يَمْنَعْ مِنَ الْمُوَاظَبَةِ عَلَيْهِ إِلَّا خَشْيَةَ أَنْ يُفْرَضَ عَلٰى أُمَّتِهٖ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفًا رَّحِيمًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا عَلِمَ ذٰلِكَ عُمَرُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِمَ أَنَّ الْفَرَائِضَ لَا يُزَادُ فِيهَا وَلَا يُنْقَصُ مِنْهَا بَعْدَ مَوْتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، أَقَامَهَا لِلنَّاسِ وَأَحْيَاهَا وَأَمَرَ بِهَا، وَذٰلِكَ سَنَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَذٰلِكَ شَيْءٌ ادَّخَرَهُ اللّٰهُ لَهٗ وَفَضَّلَهٗ بِهٖ وَلَمْ يُلْهِمْ إِلَيْهِ أَبَا بَكْرٍ وَإِنْ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ عُمَرَ وَأَشَدَّ سَبْقًا إِلٰى كُلِّ خَيْرٍ بِالْجُمْلَةِ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَضَائِلُ خُصَّ بِهَا لَيْسَتْ لِصَاحِبِهٖ.

”یہ حدیث دلیل ہے کہ رمضان کا قیام (تراویح) نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، نیز مستحب اور مستحسن عمل ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب (پورا مہینہ) نماز تراویح پڑھنے کا اہتمام کروایا، تو انہوں نے یہ عمل اسی لیے جاری کیا، کیونکہ رسول

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

اللہ ﷺ باجماعت نماز تراویح کو پسند کرتے تھے، اس پر ہمیشگی کرنے میں صرف یہ چیز مانع تھی کہ آپ ﷺ کو یہ خدشہ ہوا کہ کہیں اُمت پر فرض نہ کر دی جائے اور آپ ﷺ تو مؤمنوں کے لیے بہت شفیق و مہربان ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اس علت کو جان لیا اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اب فرائض میں اضافہ یا کمی نہیں ہو سکتی، تو انہوں نے لوگوں کے لیے نماز تراویح کا قیام کیا، اس کی تجدید نو کر دی اور اسے قائم کرنے کا حکم دیا۔ یہ سن ۱۴ ہجری کا واقعہ ہے۔ یہ ایسی نیکی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حصہ بھی رکھی تھی اور انہیں یہ فضیلت بخشی تھی، اللہ تعالیٰ نے یہ بات سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں نہیں ڈالی، اگرچہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے افضل تھے اور مجموعی طور پر ہر خیر میں سبقت لے جانے والے تھے، مگر ہر صحابی کے خاص فضائل ہیں، جو دوسرے صحابہ کے حصہ میں نہیں آئے۔"

(التّمہید: 108/8)

❁ نیز ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْفِقْهِ فَضْلُ قِيَامِ رَمَضَانَ وَظَاهِرُهٗ يُبِيحُ فِيهِ الْجَمَاعَةَ وَالْاِنْفِرَادَ لِأَنَّ ذٰلِكَ كُلَّهٗ فِعْلُ خَيْرٍ وَقَدْ نَدَبَ اللّٰهُ إِلٰى فِعْلِ الْخَيْرِ وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ مَا أَمَرَ بِهٖ عُمَرُ وَفَعَلَهٗ مِنْ قِيَامِ رَمَضَانَ قَدْ كَانَ سَبَقَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ التَّرْغِيبُ وَالْحَضُّ فَصَارَ ذٰلِكَ مِنْ سُنَنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''اس حدیث میں فقہ ہے کہ قیام رمضان بافضیلت عمل ہے، اس حدیث کے ظاہر سے قیام اللیل کو باجماعت اور انفرادی دونوں طرح پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیونکہ یہ سب اُمورِ خیر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے خیر کے کاموں کی ترغیب دی ہے، نیز اس حدیث میں دلیل ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو قیام رمضان کا حکم فرمایا تھا اور جو اس بارے میں عمل کیا تھا، اس بارے میں پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ترغیب اور تحسین موجود تھی، یوں یہ (پورا رمضان باجماعت تراویح پڑھنا) بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہوا۔''

(التّمهيد : 105/7)

✿ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ قِيَامَ الْإِمَامِ بِالنَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ سُنَّةٌ عَمِلَ بِهَا صَاحِبُ السُّنَّةِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّمَا تَرَكَهَا خَوْفًا مِّنَ الِافْتِرَاضِ، فَلَمَّا انْقَضٰى زَمَنُ الْوَحْيِ؛ زَالَتِ الْعِلَّةُ فَعَادَ الْعَمَلُ بِهَا إِلٰى نِصَابِهٖ .

''ماہِ رمضان میں امام کو لوگوں کو باجماعت قیام کرانا سنت ہے، اس پر صاحب سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہے اور اسے صرف فرضیت کے خوف سے ترک کیا، مگر جب وحی کا زمانہ ختم ہو گیا اور علت ختم ہو گئی، تو یہ عمل اپنی اصل حالت پر لوٹ آیا۔''

(الاعتصام: 375/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

قِيَامُ رَمَضَانَ سُنَّةٌ بِلَا خِلَافٍ، وَالْجَمَاعَةُ فِي نَافِلَتِهِ لَا تُنْكَرُ.

”قیام رمضان کے سنت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، قیام اللیل کی جماعت کرانا بھی منکر نہیں ہے۔“

(سُبُل السّلام:345/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سحر وافطار کا بیان

سوال: تہجد کی اذان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: نماز تہجد کے لیے اذان مشروع نہیں، کیونکہ تہجد نفل ہے اور نوافل کے لیے اذان نہیں، اس پر اجماع ہے۔

✿ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

فِي إِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى أَنَّ النَّافِلَةَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَا أَذَانَ لَهَا دَلِيلٌ بَيِّنٌ أَنَّ أَذَانَهٗ كَانَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ .

''مسلمانوں کا اجماع کہ دن اور رات کے نوافل کے لیے اذان نہیں، میں واضح دلیل ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی یہ اذان نماز فجر کے لیے تھی۔''

(شرح صحيح البخاري : 251/2)

✿ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ أَنْ لَا أَذَانَ وَلَا إِقَامَةَ فِي النَّافِلَةِ فَأَغْنٰى عَنِ الْكَلَامِ فِي ذٰلِكَ .

''بلاشبہ اہل علم کا اجماع ہے کہ نوافل میں نہ اذان ہے، نہ اقامت، لہٰذا اس مسئلہ میں مزید گفتگو کی ضرورت نہیں۔''

(التّمهيد : 108/8)

عہد نبوی میں طلوع فجر سے پہلے جو اذان کہی جاتی تھی، اس کا مقصد متنبہ کرنا ہے کہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سحری کا وقت ختم ہونے والا ہے، لہٰذا نوافل پڑھنے والا سحری کر لے اور سویا ہوا شخص جاگ جائے اور نماز فجر کے لیے تیاری کر لے۔ اس اذان سے نماز فجر کے لیے ایک سے زائد اذانوں کا جواز بھی ثابت نہیں ہوتا۔ نیز پہلی اذان دوسری اذان سے کفایت نہیں کرتی۔ فجر کی اصل اذان طلوع فجر کے بعد والی اذان ہے۔ اگر کسی نے غلطی سے دوسری اذان بھی وقت سے پہلی کہہ دی، تو وقت داخل ہونے کے بعد دوبارہ اذان کہی جائے گی۔

پہلی اذان دراصل اعلام ہے اور نماز فجر کی اذان کا مقدمہ ہے۔ اذان فجر اور اس سے پہلے کہی گئی اذان کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقٰى هٰذَا.

”بلال رات کو اذان کہتے ہیں، لہٰذا (اس کے بعد بھی) کھائیں پئیں، جب تک کہ عبداللہ بن اُم مکتوم اذان نہ کہہ دیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں کی اذان میں زیادہ وقت نہ ہوتا تھا، ایک (چبوترے یا منار سے) اُترتا، تو دوسرا چڑھ جاتا۔“

(صحيح مسلم: 1092)

اگر چہ اس حدیث میں مذکور الفاظ سے حقیقت مراد نہیں، مگر اس سے بلال رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان میں فاصلہ کی قلت ثابت ہوتی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ، فَإِنَّهُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِي بِلَيْلٍ، لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ، وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ .

”کسی کو بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے، کیونکہ وہ رات کے وقت اذان کہتے ہیں، تاکہ آپ میں جو قیام کر رہا ہے، وہ (سحری یا نماز فجر کی تیاری کے لیے) لوٹ آئے اور جو سویا ہوا ہے، وہ جاگ جائے۔“

(صحيح البخاري : 621، صحيح مسلم : 1093)

❀ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَغُرَّنَّكُمْ مِنْ سَحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ ....

”آپ کو بلال کی اذان سحری کے بارے میں دھوکے میں نہ ڈال دے......۔“

(صحيح مسلم : 1094)

اذان فجر سے پہلے کہی گئی اذان کو نماز تہجد یا سحری کی اذان نہیں کہہ سکتے، اس کا مقصد حدیث میں ذکر ہو چکا ہے۔ نیز یہ اذان سال بھر کہی جا سکتی ہے، اسے صرف رمضان کے ساتھ خاص کرنے پر کوئی دلیل نہیں۔

تنبیہ:

اس بحث میں بعض روایات کی تحقیق بھی ملاحظہ کریں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَغُرَّنَّكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ فَإِنَّ فِي بَصَرِهِ شَيْئًا .

”آپ کو بلال کی اذان دھوکے میں مت ڈال دے، کیونکہ ان کی نظر کمزور ہے۔“

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 140/1، ح : 866)

سند ضعیف ہے۔ قتادہ اور سعید بن ابی عروبہ دونوں مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا شیبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَجَلَسْتُ إِلٰى حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَنَحْنَحُ فَقَالَ: أَبُو يَحْيٰى؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ فَقُلْتُ: إِنِّي أُرِيدُ الصَّوْمَ، فَقَالَ: وَأَنَا أُرِيدُ الصَّوْمَ وَلٰكِنَّ مُؤَذِّنَنَا فِي عَيْنِهٖ سَوْءٌ، وَإِنَّهٗ أَذَّنَ قَبْلَ أَنْ يَّنْشَقَّ الْفَجْرُ.

''میں مسجد (نبوی) میں داخل ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے قریب ہو کر بیٹھ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھنگارتے سنا، تو فرمایا: ابو یحییٰ (شیبان رضی اللہ عنہ کی کنیت) ہو؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: آیئے، کھانا کھا لیجئے، عرض کیا: میرا روزے کا ارادہ ہے۔ فرمایا: میرا بھی روزے کا ارادہ ہے، مگر ہمارے مؤذن کی نظر کمزور ہے، اس نے طلوع فجر سے پہلے ہی اذان کہہ دی ہے۔''

(الآحاد والمَثاني لابن أبي عاصم: 2652، المُعجم الكبير للطّبراني: 311/7، السّنن الكبرىٰ للبيهقي: 8023)

سند ضعیف ہے۔

① اشعث بن سوار ''ضعیف'' ہے۔

② یحییٰ بن عباد کا سیدنا شیبان رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ بِلَالًا أَذَّنَ بِلَيْلٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: اسْتَيْقَظْتُ وَأَنَا وَسْنَانُ فَظَنَنْتُ أَنَّ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ فَأَذَّنْتُ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنَادِيَ فِي الْمَدِينَةِ ثَلَاثًا : إِنَّ الْعَبْدَ رَقَدَ، ثُمَّ أَقْعَدَهُ إِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ : قُمِ الْآنَ .

”(ایک مرتبہ) بلال رضی اللہ عنہ نے (طلوع فجر سے قبل) رات کو ہی اذان کہہ دی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ عرض کیا: میں اور سنان رضی اللہ عنہ اٹھے، میں نے سمجھا کہ فجر طلوع ہو چکی ہے، تو میں نے اذان کہہ دی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ مدینہ میں تین مرتبہ یہ اعلان کریں: ”بندے (بلال) پر نیند کا غلبہ تھا (اس لیے پہلے اذان کہہ دی۔) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو اپنے پاس بٹھالیا، یہاں تک کہ جب فجر طلوع ہوئی، تو فرمایا: اب اٹھیے (اوراذان کہیے)۔“

(سنن أبي داود : 532، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 1800)

روایت ضعیف ہے۔ اس روایت کو موصول بیان کرنا خطا ہے۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ لَا يَصِحُّ .

”یہ روایت ضعیف و غیر ثابت ہے۔“

(السنن الكبرىٰ، تحت الرقم : 1799)

❁ حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ بِلَالًا أَذَّنَ لَيْلَةً بِسَوَادٍ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّرْجِعَ إِلٰى مَقَامِهٖ فَيُنَادِي : إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اندھیرے کی وجہ سے (طلوع فجر سے پہلے) رات کو ہی اذان کہہ دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اپنی جگہ پر واپس جائیں اور اعلان کریں کہ ”بندے (بلال) پر نیند کا غلبہ ہو گیا تھا۔“

(سنن الدّارقطني : 957)

سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔حمید بن ہلال تابعی ہیں، وہ عہد نبوی کے واقعہ کی خبر کیسے دے سکتے ہیں؟

❁ قبیلہ بنو نجار کی ایک صحابیہ سے مروی ہے:

كَانَ بَيْتِي مِنْ أَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ فَيَأْتِي بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى الْبَيْتِ يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ، فَإِذَا رَآهُ تَمَطّٰى، ثُمَّ قَالَ : اللّٰهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ وَأَسْتَعِينُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ أَنْ يُقِيمُوا دِينَكَ قَالَتْ : ثُمَّ يُؤَذِّنُ، قَالَتْ : وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُهُ كَانَ تَرَكَهَا لَيْلَةً وَاحِدَةً تَعْنِي هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ .

”مسجد نبوی کے اردگرد والے گھروں میں سے میرا گھر سب سے اونچا تھا، بلال رضی اللہ عنہ اس پر چڑھ کر اذان فجر کہا کرتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ سحری کے وقت آ جاتے، چھت پر ہی بیٹھے رہتے اور طلوع فجر کو دیکھتے رہتے، جب اسے دیکھ لیتے، تو انگڑائی لیتے، پھر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ وَأَسْتَعِينُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ أَنْ يُقِيمُوا دِينَكَ ”اللہ! میں تیری ہی حمد بیان کرتا ہوں اور تجھ سے ہی کفار قریش پر مدد مانگتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں۔“ پھر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتی کہ انہوں نے یہ کلمات ایک رات بھی ادا نہ کیے ہوں۔"

(سنن أبي داود : 519، السنن الكبرىٰ للبيهقي :425/1)

سند ضعیف ہے۔

① احمد بن محمد بن ایوب بغدادی نے ابراہیم بن سعد سے مغازی نہیں سنیں۔

❀ اسحاق بن ابی اسرائیل رحمہ اللہ کے قول سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

(الكامل لابن عدي :285/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ بھی اسی طرف گئے ہیں۔

(سؤالات ابن الجنيد : 863)

② عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا نجاریہ صحابیہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

❀ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِالْفَجْرِ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يُصْبِحَ .

"جب مؤذن فجر کی اذان کہہ دیتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے اور فجر کی دو سنت ادا کرتے، پھر مسجد کی طرف جاتے، (روزہ دار کے لیے) کھانا ممنوع قرار دیتے، مؤذن اسی وقت اذان کہتا تھا، جب صبح طلوع ہو جاتی۔"

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :140/1، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: روزے کی زبانی نیت کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

جواب: ثابت نہیں۔

سوال: روزے کی نیت کرتے وقت یہ الفاظ بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شِهْرِ رَمَضَانَ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: روزے کی نیت کرتے وقت یہ الفاظ کہے جاتے ہیں:

بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شِهْرِ رَمَضَانَ.

”میں کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں۔“

یہ الفاظ معنی کے اعتبار سے بھی درست نہیں۔ جس دن کا روزہ رکھا جا رہا ہے، اس کی نیت میں یہ کہنا کہ میں کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں، مضحکہ خیز ہے۔

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کو بے اصل قرار دیا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح : 1387/4)

نیت دل کے قصد و ارادے کا نام ہے، زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔

سوال: کیا سحری کھانا مستحب ہے؟

جواب: سحری کھانا مسنون و مستحب ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے اور رخصت پر عمل کرنا محبوب ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ (البقرة : ١٨٧)

”کھاؤ پیو، یہاں تک کہ فجر کا سفید دھاگہ کالے دھاگے سے واضح ہو جائے۔“

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

فِي إِبَاحَتِهٖ تَعَالٰى جوازَ الْأَكْلِ إِلٰى طُلُوعِ الْفَجْرِ، دَلِيلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ السَّحُورِ؛ لِأَنَّهٗ مِنْ بَابِ الرُّخْصَةِ، وَالْأَخْذُ بِهَا مَحْبُوبٌ؛ وَلِهٰذَا وَرَدَتِ السُّنَّةُ الثَّابِتَةُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَثِّ عَلَى السَّحُورِ لِأَنَّهٗ مِنْ بَابِ الرُّخْصَةِ.

''اللہ تعالیٰ کا طلوع فجر تک کھانے (پینے) کی اجازت دینا اس بات پر دلیل ہے کہ سحری کرنا مستحب ہے، کیونکہ یہ رخصت کی قبیل سے ہے اور رخصت پر عمل کرنا محبوب ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ سے ثابت حدیث میں سحری کرنے کی ترغیب وارد ہوئی ہے، کیونکہ یہ رخصت ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 513/1)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً.

''سحری کیجئے، کیونکہ سحری میں برکت ہے۔''

(صحيح البخاري: 1923، صحيح مسلم: 1095)

❁ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِّنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ، لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ، قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ، لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، قَالَ : فَقَالَ : «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ»، قَالَ : فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ، لَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ، جَمَعَ أَهْلَهٗ وَنِسَاءَهٗ وَالنَّاسَ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا أَنْ يَّفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قَالَ : قُلْتُ : وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ : السُّحُورُ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِقِيَّةَ الشَّهْرِ .

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے قیام نہیں کروایا، تئیسویں شب کا تہائی حصہ قیام کروایا۔ چوبیسویں کو قیام نہیں کروایا، پھر پچیسویں کو نصف رات تک قیام کروایا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کاش کہ آپ پوری رات قیام کرواتے۔ فرمایا: با جماعت نماز پڑھنے پر پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔ چھبیسویں رات قیام نہیں کروایا۔ ستائیسویں شب صحابہ کرام کو بمع اہل وعیال قیام کروایا، تا آنکہ ہمیں خدشہ ہوا کہ ہم ''فلاح'' سے محروم نہ رہ جائیں۔ راوی نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: فلاح سے کیا مراد ہے؟ کہا: سحری۔ پھر بقیہ ایام قیام نہیں کروایا۔''

(مسند الإمام أحمد : 159/5، سنن أبي داوٗد : 1375، سنن النّسائي : 1606، سنن التِّرمِذي : 806، سنن ابن ماجه : 1327، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِينَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قُمْنَا مَعَهٗ لَيْلَةَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَمْسٍ وَّعِشْرِينَ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قُمْنَا مَعَهُ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَّعِشْرِينَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ لَّا نُدْرِكَ الْفَلَاحَ، وَكَانُوا يُسَمُّونَهُ السُّحُورَ .

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کی تئیسویں شب کا تہائی حصہ قیام کیا۔ پھر پچیسویں کو نصف رات، ستائیسویں کو اتنا لمبا قیام کیا کہ ہمیں سحری فوت ہونے کا خدشہ ہوا۔''

(مسند الإمام أحمد : 272/4، سنن النّسائي : 1607، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (440/1) نے اس حدیث کو ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُورَنَا، وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا، وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي صَلَاتِنَا .

''ہم انبیا کو حکم دیا گیا کہ ہم سحری میں تاخیر کریں اور افطاری میں جلدی کریں، نیز (حکم دیا گیا کہ) ہم نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھیں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 199/11، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۷۰) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(تنوير الحوالك : 133/1)

یہ تمام احادیث دلیل ہیں کہ سحری کرنا پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کی بھی سنت ہے، رسول اللہ ﷺ کی بھی سنت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی عمل ہے، سحری کے مستحب ہونے کو یہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کافی ہے۔

(سوال): غسل واجب تھا، تاخیر سے اٹھا ہے، سحری کا کیا حکم ہے؟

(جواب): سحری کھا لے، بعد میں غسل کر لے۔

(سوال): سحری اور افطاری کے لیے سائرن بجتے ہیں، یا اعلان ہوتے ہیں، ایسا کرنا شرعا کیسا ہے؟

(جواب): جائز نہیں۔ اذان پر روزہ رکھا جائے اور اذان پر ہی افطار کیا جائے۔

(سوال): سحری کے وقت پان منہ میں رکھ کر سو گیا، جب جاگ آئی، تو صبح ہو چکی تھی، روزے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جاگ آنے کے بعد پان باہر پھینک دے اور کلی کر لے، روزہ درست ہے۔

(سوال): روزوں میں ''وصال'' کا کیا حکم ہے؟

(جواب): روزوں میں وصال سے مراد یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد افطار نہ کرنا اور ساری رات بھوکے پیاسے گزارنا، یہاں تک کہ اگلے روزے کی سحری کا وقت ہو جائے، تو گویا ایک روزے کو دوسرے روزے سے ملا دیا گیا ہے۔

روزوں میں وصال نبی کریم ﷺ کے لیے جائز تھا، اُمتیوں کے لیے مکروہ ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ فَقِيلَ : إِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ فَقَالَ : إِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ إِنِّي أَبِيتُ أُطْعَمُ وَأُسْقٰى .

''رسول اللہ ﷺ نے وصال (افطاری کیے بغیر پہلے روزے کو جاری رکھنا) سے منع فرمایا ہے۔ کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ تو وصال کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں؟ فرمایا: میں تمہاری طرح تو نہیں ہوں، مجھے رات کو کھلا پلا دیا جاتا ہے۔''

(صحیح البخاري : 1922 ، صحیح مسلم : 1102 ، المنتقی لابن الجارود : 394)

سوال: بغیر سحری روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ نفل ہو یا فرض، اس کے لیے سحری کرنا مستحب، مسنون اور باعث خیر و برکت ہے، البتہ اس کے بغیر روزہ درست ہے، بشرطیکہ روزے کی نیت کی ہو۔

سوال: ایک انسان نے سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد سگریٹ یا حقہ پی لیا، یہ سمجھ کر کہ ابھی وقت باقی ہے، اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سگریٹ اور حقہ ناجائز ہے۔ مگر شک کی بنا پر ایسا ہوا، لہٰذا روزہ درست ہے۔

سوال: اگر فرض روزے کی سحری نہ کر سکے، بعد میں جاگ آئے، تو کیا کرے؟

جواب: اگر سحری سے پہلے تک روزہ کی نیت تھی، تو بغیر سحری کیے روزہ رکھا جا سکتا ہے۔

سوال: صبح سویرے آنکھ کھلی، سحری نہیں کی، نہ روزے کی نیت کی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر فرض روزہ ہے، تو بغیر نیت کے جائز نہیں۔ البتہ نفل روزے کی نیت طلوع آفتاب کے بعد بھی ہو سکتی ہے، بشرطیکہ طلوع فجر تک کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

سوال: سحری کھانے کے بعد طلوع فجر سے پہلے بیوی سے جماع کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، روزہ جاری رکھے۔

سوال: بے خبری میں فجر کی اذان کے بعد سحری کھائی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ جاری رکھے، کچھ حرج واقع نہیں ہوا۔

سوال: جان بوجھ کر وقت سے پہلے روزہ افطار کرنا کیسا ہے؟

جواب: جان بوجھ کر روزہ وقت سے پہلے افطار کرنا گناہ ہے۔ اس پر وعید آئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ، فَأَخَذَا بِضَبْعَيَّ وَآتَيَا بِي جَبَلًا، فَقَالَا لِي : اصْعَدْ فَقُلْتُ : إِنِّي لَا أُطِيقُهُ، فَقَالَا : إِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ قَالَ : فَصَعِدْتُ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ إِذَا أَنَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ، فَقُلْتُ : مَا هٰذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالَ : هٰذَا عُوَاءُ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي فَإِذَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ مُنْشَقَّةٌ أَشْدَاقُهُمْ تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا قَالَ : قُلْتُ : مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ : هُمُ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ .

”ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں میرے پاس دو فرشتے آئے، انہوں نے مجھے میرے بازوؤں سے پکڑا اور ایک پہاڑ کے پاس لے آئے، مجھے کہنے لگے:اس کے اوپر چڑھیے، میں نے کہا: میں چڑھ نہیں پاؤں گا۔انہوں نے کہا: ہم آپ کے لیے چڑھنا آسان کر دیں گے، (بس آپ چڑھنے کی کوشش کیجیے۔) تو میں پہاڑ پر چڑھا، یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا، تو مجھے اونچی اونچی آوازیں سنائی دیں، میں نے پوچھا: یہ آوازیں کیسی؟ فرشتے نے کہا: یہ آگ کے عذاب میں مبتلا لوگوں کی چیخ و پکار ہے۔ پھر مجھے فرشتہ اور آگے لے کر آیا، تو میں نے دیکھا کہ وہاں کچھ لوگ اُلٹے لٹکائے گئے ہیں، ان کے جبڑے چیرے ہوئے تھے، جن سے مسلسل خون بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا : یہ کون لوگ ہیں؟ فرشتے نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں، جو وقت سے پہلے روزہ افطار

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کر دیتے تھے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 155/8، إثبات عذاب القبر للبَيْهقي : 98، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۹۸۶)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۷۴۹۱) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۱۵۶۸) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

سوال: افطار کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

جواب: جب سورج غروب ہو جائے، تو مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے، یہی افطار کا وقت ہے، ائمہ اہل سنت کا اس پر اجماع ہے۔

روافض کہتے ہیں کہ افطار کا وقت سورج غروب ہونے کے بعد اس وقت شروع ہوتا ہے، جب ستارے طلوع ہونے لگیں۔ یہ بے دلیل مؤقف ہے، بلکہ کئی نصوص اس کے برعکس ہیں۔

✿ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ وَالَّذِي قَبْلَهٗ يَدُلَّانَ عَلٰى أَنَّ مُجَرَّدَ غَيْبُوبَةِ الْقَرْصِ يَدْخُلُ بِهٖ وَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، كَمَا يُفْطِرُ الصَّائِمُ بِذٰلِكَ، وَهٰذَا إِجْمَاعٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، حَكَاهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَيْرُهٗ ...... وَالظَّاهِرُ : أَنَّهٗ قَوْلُ طَائِفَةٍ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ كَالرَّوَافِضِ وَنَحْوِهِمْ، وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمُعْتَدِّ بِهِمْ.

”یہ اور اس سے پہلے والی حدیث دلیل ہیں کہ سورج کی ٹکیہ غائب ہونے پر مغرب کا وقت داخل ہو جاتا ہے، اس پر روزہ دار افطار کر سکتا ہے، اس پر اہل علم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کا اجماع ہے، جسے امام ابن منذر رحمہ اللہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔......(غروب آفتاب کے بعد ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار کرنا) یہ اہل بدعت کے ایک گروہ روافض وغیرہ کا مذہب ہے، کسی قابل اعتماد عالم نے یہ مؤقف اختیار نہیں کیا۔''

(فتح الباري : 4/352-353)

سوال: کیا غروب آفتاب کے بعد روزہ جلدی افطار کرنا مسنون و مستحب ہے؟

جواب: روزہ جلدی افطار کرنا انبیا کی سنت اور اہل سنت کا شعار ہے۔ احادیث متواترہ اور اجماع امت اس پر دلالت کناں ہیں اور اسی میں امت کی خیر پنہاں ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾(البقرة : ١٨٧)

''روزہ رات تک مکمل کرو۔''

پوری امت کا اجماع ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جوں ہی سورج غروب ہو، روزہ افطار کر دیا جائے۔ احادیث صحیحہ اس کی تائید کرتی ہیں۔

❀ بشیر ابن خصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صُومُوا كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ، وَأَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ، فَإِذَا كَانَ اللَّيْلُ فَأَفْطِرُوا.

''روزہ ایسے رکھیں، جیسے اللہ نے حکم دیا ہے اور روزہ رات تک مکمل کریں، جوں ہی رات داخل ہو، افطار کر لیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 5/225، وسندهٗ صحيحٌ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

”جب اس (مغرب کی) طرف سے رات نمودار ہو جائے، اس (مشرق کی) طرف سے دن ختم ہو جائے اور سورج غروب ہو جائے، تو روزے دار کی افطاری کا وقت ہو جاتا ہے۔“

(صحيح البخاري : 1954، صحيح مسلم : 1100)

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ.

”لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔“

(صحيح البخاري : 1957، صحيح مسلم : 1098)

شرح الحدیث:

❁ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) نے حدیث پر بایں الفاظ باب قائم کیا ہے:

بَابُ ذِكْرِ دَوَامِ النَّاسِ عَلَى الْخَيْرِ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ وَفِيهِ كَالدِّلَالَةِ عَلَى أَنَّهُمْ إِذَا أَخَّرُوا الْفِطْرَ وَقَعُوا فِي الشَّرِّ.

”اس بات کا بیان ہے کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے، اس کا مفہوم مخالف یہ ہوگا کہ جب افطار میں تاخیر کریں گے، تو شر میں واقع ہو جائیں گے۔“

(صحيح ابن خزيمة، قبل الحديث : 2059)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

ظَاهِرُهُ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَشَارَ أَنَّ فَسَادَ الْأُمُورِ يَتَعَلَّقُ بِتَغَيُّرِ هٰذِهِ السُّنَّةِ الَّتِي هِيَ تَعْجِيلُ الْفِطْرِ، وَأَنَّ تَأْخِيرَهُ وَمُخَالَفَةَ السُّنَّةِ فِي ذٰلِكَ كَالْعِلْمِ عَلٰى فَسَادِ الْأُمُورِ.

''اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے کہ (دنیوی واخروی) معاملات کی بربادی کا سبب جلد افطار کرنے کی سنت کو بدلنا ہے۔ نیز افطاری میں تاخیر اور اس حوالے سے سنت کی مخالفت کرنا، جانتے بوجھتے امور (دین ودنیا) کو برباد کرنے کے مترادف ہے۔''

(إكمال المُعلم بشرح صحيح مسلم: 34/4)

❁ علامہ تورپشتی رحمہ اللہ (۶۶۱ھ) فرماتے ہیں:

''روزہ جلدی افطار کرنے میں یہود ونصاریٰ کی مخالفت ہے، یہ ستاروں کے طلوع ہونے پر افطار کرتے تھے، پھر یہ ہماری امت میں اہل بدعت کا شعار بن چکا ہے، یہ ان کی نشانی ہے، حالانکہ اس عمل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں تھے۔''

(المُيَسَّر في شرح مصابيح السّنّة: 463/2، المِرقاة للملا علي: 1381/4)

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

تَعْجِيلُ الْفِطْرِ بَعْدَ تَيَقُّنِ الْغُرُوبِ مُسْتَحَبٌّ بِاتِّفَاقٍ، وَدَلِيلُهُ هٰذَا الْحَدِيثُ، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى الْمُتَشَيِّعَةِ، الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ إِلٰى ظُهُورِ النَّجْمِ، وَلَعَلَّ هٰذَا هُوَ السَّبَبُ فِي كَوْنِ النَّاسِ لَا يَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ؛ لِأَنَّهُمْ إِذَا أَخَّرُوهُ كَانُوا دَاخِلِينَ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِعْلٍ خِلَافِ السُّنَّةِ، وَلَا يَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا فَعَلُوا السُّنَّةَ .

”غروب شمس کے یقین ہو جانے کے فورا بعد افطار کرنا بالاتفاق مستحب ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔ نیز اس میں شیعہ کا رد ہے کہ جو افطار میں تاخیر کرتے ہیں اور ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ شاید لوگوں کے خیر پر رہنے کا سبب جلدی افطار کرنا ہے، کیونکہ اگر وہ افطار تاخیر سے کریں گے، تو خلاف سنت عمل کے مرتکب ٹھہریں گے اور خیر پر تب تک رہیں گے، جب تک سنت پر عمل پیرا رہیں گے۔“

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 26/2)

❀ علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ، بَعْدَ تَحَقُّقِ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَقَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَيْهِ، وَفِيهِ الرَّدُّ عَلَى الْمُتَشَيِّعَةِ، الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ الْفِطْرَ إِلٰى ظُهُورِ النَّجْمِ، وَلَعَلَّ الْمُرَادُ بِالْحَدِيثِ الرَّدُّ عَلَيْهِمْ، وَفِيهِ الْحَثُّ عَلَى اتِّبَاعِ السُّنَّةِ، وَتَرْكِ مُخَالَفَتِهَا، وَأَنَّ فَسَادَ الْأَمْرِ بِتَرْكِهَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ غروب آفتاب کے یقین ہو جائے، تو اس کے فوراً بعد روزہ افطار کرنا مستحب ہے۔ اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ نیز حدیث میں شیعہ کا رد ہے، جو افطار کو ستارے ظاہر ہونے تک مؤخر کرتے ہیں، ممکن ہے کہ حدیث میں انہیں کا رد مقصود ہو، اسی طرح حدیث میں سنت کا اتباع کرنے اور اس کی مخالفت کو ترک کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، نیز دلیل ہے کہ دین کا فساد سنت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کوترک کرنے میں ہے، واللہ اعلم۔“

(العُدة في شرح العمدة : 883/2)

❁ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى الرَّدِّ عَلَى الشِّيعَةِ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ الْفِطْرَ إِلٰى ظُهُورِ النَّجْمِ لِأَنَّهُمْ إِذَا أَخَّرُوهُ كَانَ عَلٰى خِلَافِ السُّنَّةِ.

”اس حدیث میں شیعہ کا رد ہے، جو ستاروں کے طلوع ہونے تک افطاری میں تاخیر کرتے ہیں، کیونکہ یہ تاخیر خلافِ سنت ہے۔“

(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق : 343/1)

❁ علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

فِي التَّعْجِيلِ رَدٌّ عَلَى الشِّيعَةِ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ إِلٰى ظُهُورِ النُّجُومِ.

”روزہ جلدی افطار کرنے میں شیعہ کا رد ہے، جو افطاری کو ستاروں کے طلوع ہونے تک مؤخر کرتے ہیں۔“

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 400/13)

❁ علامہ محمد طاہر پٹنی حنفی رحمہ اللہ (۹۸۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ رَدٌّ عَلَى الْمُتَشَيِّعَةِ، الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ إِلٰى ظُهُورِ النُّجُومِ.

”اس حدیث میں شیعہ کا رد ہے، جو افطار کو ستارے ظاہر ہونے تک مؤخر کرتے ہیں۔“

(مَجمع بحار الأنوار : 530/5)

❁ تابعی کبیر، ابوعطیہ وادعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْنَا : يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ، قَالَتْ : أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ : قُلْنَا : عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَتْ، كَذٰلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”میں اور مسروق رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے، ہم نے کہا: ام المومنین! دو صحابی ہیں، ایک جلدی افطار کر لیتے ہیں اور نماز بھی جلدی ادا کرتے ہیں، جبکہ دوسرے (تھوڑی) تاخیر سے افطار کرتے ہیں اور نماز میں بھی تاخیر کر دیتے ہیں، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: وہ کون ہیں، جو افطار اور نماز میں جلدی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، تو سیدہ نے فرمایا: جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔“

(صحیح مسلم : 1099)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ، لِأَنَّ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُونَ .

”دین تب تک غالب رہے گا، جب تک لوگ جلدی افطار کرتے رہیں گے، کیونکہ یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سنن أبي داود : 2353، السنن الکبری للنسائي : 3313، سنن ابن ماجه : 1698، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۰۶۰) امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۰۳) نے صحیح قرار دیا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ (۴۳۱/۱) نے اسے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع:۴۰۴/۶) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادُهٗ صَحِيحٌ، وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ .

''یہ سند ''صحیح'' ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔''

(مِصباح الزّجاجة : 71/2)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ صَلّٰى صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يُفْطِرَ، وَلَوْ عَلٰى شَرْبَةٍ مِّنْ مَاءٍ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے افطار کیے بغیر مغرب کی نماز پڑھائی ہو، چاہے پانی کے ایک گھونٹ پر ہی افطار کر لیں۔''

(صحيح ابن حبان : 3504، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُورَنَا، وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا، وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي صَلَاتِنَا .

''ہم انبیا کو حکم دیا گیا کہ ہم سحری میں تاخیر کریں اور افطاری میں جلدی کریں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز (حکم دیا گیا کہ) ہم نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھیں۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني :199/11، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۷۰) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(تنوير الحوالك :133/1)

❁ ان تمام احادیث کے متعلق حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ مُتَوَاتِرَةٌ صِحَاحٌ .

”یہ احادیث متواتر اور ”صحیح“ ہیں۔“

(الاستذكار : 345/3)

❁ علامہ ابن رشد قرطبی (۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مِنْ سُنَنِ الصَّوْمِ تَأْخِيرَ السُّحُورِ وَتَعْجِيلَ الْفِطَرِ .

”فقہا کا اجماع و اتفاق ہے کہ سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنا روزے کی سنن میں شامل ہے۔“

(بداية المجتهد ونهاية المقتصد :404/1)

❁ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

تَعْجِيلُ الْإِفْطَارِ سُنَّةٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهَا .

”افطار میں جلدی کرنا بالاتفاق سنت ہے۔“

(الشافي في شرح مسند الشافعي : 198/3)

❁ امام ابو جمرہ ضبعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهُ كَانَ يُفْطِرُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي رَمَضَانَ فَكَانَ إِذَا أَمْسٰى، بَعَثَ رَبِيبًا لَهُ يَصْعَدُ ظَهْرَ الدَّارِ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَذَّنَ فَيَأْكُلَ، وَنَأْكُلَ فَإِذَا فَرَغَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَيَقُومَ يُصَلِّيَ، وَنُصَلِّيَ مَعَهُ.

''آپ رحمہ اللہ (عالم اہل بیت) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ رمضان میں افطاری کیا کرتے تھے۔ جب شام ہوتی، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے سوتیلے بیٹے کو بھیجتے کہ وہ گھر کی چھت پر چڑھے۔ جوں ہی سورج غروب ہوتا، وہ خبر دیتا، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کھانا شروع کر دیتے، ہم بھی کھانے لگ جاتے، کھانے سے فارغ ہوتے، تو اقامت کہی جاتی، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھاتے، ہم بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 12/3، وسندهٗ صحيحٌ)

المیہ:

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

صَارُوا لَا يُؤَذِّنُونَ إِلَّا بَعْدَ الْغُرُوبِ بِدَرَجَةٍ لِتَمْكِينِ الْوَقْتِ زَعَمُوا فَأَخَّرُوا الْفِطْرَ وَعَجَّلُوا السُّحُورَ وَخَالَفُوا السُّنَّةَ فَلِذٰلِكَ قَلَّ عَنْهُمُ الْخَيْرُ وَكَثِيرٌ فِيهِمُ الشَّرُّ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

''اب لوگوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ وہ غروب شمس کے ایک وقت بعد اذان دیتے ہیں، اس خیال سے کہ وقت پوری طرح داخل ہو جائے، افطاری تاخیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کرتے ہیں، سنت کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں، اسی لیے ان میں خیر کم اور شر زیادہ ہے۔ باقی، اللہ ہی مددگار ہے۔"

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 199/4)

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ قَوْلُ طَائِفَةٍ مِّنْ أَهْلِ الْبِدَعِ كَالرَّوَافِضِ وَنَحْوِهِمْ، وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْمُعْتَدُّ بِهِمْ.

"افطار میں تاخیر کرنا اہل بدعت روافض وغیرہ کا مذہب ہے، معتمد علیہ علما میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔"

(فتح الباري لابن رجب : 353/4)

تنبیہ:

❁ حمید بن عبد الرحمن مدنی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِينَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ، قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَا، ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ.

"سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب دیکھتے کہ رات ہو رہی ہے تو افطار کرنے سے پہلے مغرب کی نماز ادا کرتے ہیں، پھر نماز مغرب کے بعد افطار کرتے تھے، یہ آپ کے رمضان کا معمول تھا۔"

(موطأ الإمام مالك: 289/1)

سند ضعیف ہے۔ حمید بن عبد الرحمن کا سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سماع نہیں ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ أَنَّهُ لَمْ يُدْرِكْهُ .

”صحیح یہ ہے کہ حمید نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔“

(تاریخ الإسلام: 1085/2)

حمید کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی سماع نہیں۔اس پر قرائن موجود ہیں۔

① حمید نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بغیر واسطہ کے ایک یا دو روایتیں ہی بیان کی ہیں، جن میں احتمال ہے، تصریح نہیں، جبکہ باقی تمام روایات ایک راوی کے واسطہ سے بیان کی ہیں۔

② امام ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حمید کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہے۔“

(المراسیل لابن أبي حاتم، 49)

جب علی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں، تو یقیناً عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی نہیں۔

③ جمہور ائمہ حدیث نے حمید کا سن وفات ۱۰۵ھ ذکر کیا ہے، اس بنا پہ کہا جا سکتا ہے حمید کا عثمان رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

طبقات ابن سعد (۵/ ۱۱۷) اور شرح معانی الآثار للطحاوی (۱/ ۱۵۵) میں حمید بن عبد الرحمن نے رَأَيْتُ عُمَرَ وَعُثْمَانَ ...... کہا ہے۔

یہ روایت زہری کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ زہری نے جہاں سماع کی تصریح کی ہے، وہاں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ یا یہ الفاظ کسی راوی کا وہم ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

تنبیہ:

قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عُمَرَ، وَعُثْمَانَ، كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ إِذَا رَأَيَا اللَّيْلَ، كَانَا يُفْطِرَانِ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَا.

”سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما رات طلوع ہوتے ہی مغرب کی نماز ادا کر لیتے تھے اور نماز سے پہلے افطاری کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 105/3)

سوال: افطاری کی دعا کیا ہے؟

جواب: ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ، وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

”پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے اگر چاہا تو اجر ثابت ہو گا۔“

(سنن أبي داود : 2357؛ عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : 299؛ وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ اس حدیث کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

(سنن الدّارقطني : 182/2)

امام حاکم رحمہ اللہ (۴۲۲/۱) نے اس حدیث کو بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَيْسَ عَلَيْهِمْ حِسَابٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا كَانَ حَلَالًا؛ الصَّائِمُ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَالْمُتَسَحِّرُ، وَالْمُرَابِطُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ .

”تین طرح کے لوگ حلال کھائیں، تو ان سے کھانے کے متعلق حساب نہیں ہوگا: ① روزہ دار (روزہ افطار کرنے والا) ② سحری کھانے والا ③ راہِ خدا میں پہرہ دینے والا۔“

(المعجم الكبير للطّبراني : 12012)

جواب: روایت من گھڑت ہے۔

① ابوصباح عبدالغفور واسطی ”وضاع“ ہے۔

② عبداللہ بن عصمہ ”مجہول“ ہے۔

تنبیہ:

اس معنی کی روایات دیگر صحابہ سے بھی مروی ہیں، سب کی سب ضعیف و باطل ہیں۔

سوال: رمضان میں نماز مغرب کی جماعت چند منٹ تاخیر سے ادا کرنا ہے؟

جواب: رمضان میں لوگوں نے افطاری کرنی ہوتی ہے، اس وجہ سے پانچ دس منٹ تاخیر سے نماز مغرب کی جماعت کھڑی کی جائے، تو کوئی حرج نہیں۔ یہ بہتر ہے، تاکہ سبھی لوگ جماعت میں بآسانی شریک ہو جائیں۔

سوال: افطار کی دعا کب پڑھنی چاہیے؟

جواب: بسم اللہ پڑھ کر افطار کریں، افطار کرنے کے بعد دعا پڑھ لیں۔

سوال: افطاری کی دعا: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ ...... بلحاظ سند کیسی ہے؟

جواب: یہ دعا سنن ابی داود (۲۳۵۸) میں آتی ہے، مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ معاذ بن زہرہ تابعی ہیں، براہ راست رسول اللہ ﷺ سے بیان کر رہے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا دوسروں کے پاس افطار کرنے کا ثواب زیادہ ہے؟

جواب: بعض یہ سمجھتے ہیں کہ دوسروں کے کھانے سے افطار کرنے سے روزے کا ثواب زیادہ ملتا ہے، مگر یہ بات شرعی دلیل سے ثابت نہیں۔

سوال: حالت روزہ میں فوت ہو گیا، روزہ افطار نہ کیا تھا، کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

جواب: پڑھی جائے گی۔

سوال: غروب آفتاب سمجھ کر روزہ افطار کر لیا، مگر بعد میں سورج نظر آ گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: وہ روزہ مکمل کرے، اس کا روزہ درست ہے، اس پر قضا نہیں۔ یہ بھول کر کھانے پینے کے مترادف ہے۔

سوال: روزہ کس چیز سے افطار کرنا بہتر ہے؟

جواب: افضل یہ ہے کہ کھجور سے افطار کرے، جیسا کہ بعض روایات سے ثابت ہے۔ طبی ماہرین بھی یہی کہتے ہیں۔

سوال: رنڈی اور ہندو کی افطاری سے افطار کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ایک شخص نے حقہ سے روزہ افطار کیا، تو کیا افطار ہوا یا نہیں؟

جواب: بلاشبہ حقہ نوشی ممنوع اور ناجائز ہے، مگر اس سے روزہ افطار کرنے سے روزہ ادا ہو جائے گا۔

سوال: ایک شخص کو تین افراد مل کر افطاری کراتے ہیں، مگر افطاری کرنے والے نے صرف ایک شخص کا کھانا کھایا، کیا تینوں کو ثواب ملے گا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: جی ہاں، تینوں کو ثواب ملے گا۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا، واپسی کا قصد کیا تو فرمایا:

أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَافْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ .

”آپ کا کھانا نیک لوگ کھائیں، روزے دار آپ کے پاس افطاری کرتے رہیں، فرشتے آپ کے لئے دعائے رحمت کریں۔“

(شرح مشکل الآثار للطحاوی : 1577؛مسند البزار (کشف الاستار : 2007)، السّنن الکبریٰ للبیہقی : 287/7)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رمضان اور روزوں کے متفرق مسائل

سوال: ماہِ رمضان شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں، تو انسان گناہ کیسے کرتا ہے؟

جواب: حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَعَاصِي تَقَعُ بِمَيْلِ الطَّبْعِ إِلَى الشَّهَوَاتِ الْمُحَرَّمَةِ، وَلَيْسَ لِلشَّيْطَانِ إِلَّا التَّزْيِينُ وَالتَّحْرِيضُ.

''گناہ اس لیے سرزد ہوتے ہیں، کیونکہ طبیعت حرام شہوتوں کی طرف مائل ہو چکی ہوتی ہیں، شیطان تو صرف گناہ کو مزین کرتا ہے اور اس پر اُبھارتا ہے۔''

(كَشف المُشكِل : 409/3)

سوال: کیا گرمی کے روزوں کی فضیلت زیادہ ہے؟

جواب: یقیناً جس روزے میں مشقت زیادہ ہو، اس میں اجر بھی بڑھ جاتا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ مِنَ الْإِيمَانِ؛ أَنْ يَحْتَلِمَ الرَّجُلُ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ فَيَقُومَ فَيَغْتَسِلَ لَا يَرَاهُ إِلَّا اللّٰهُ، وَالصَّوْمُ فِي الْيَوْمِ الْحَارِّ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْأَرْضِ الْفَلَاةِ لَا يَرَاهُ إِلَّا اللّٰهُ.

''تین کام (کمال) ایمان میں سے ہیں: ① آدمی ٹھنڈی رات میں محتلم ہو جائے، وہ اٹھتا ہے اور غسل کرتا ہے، اسے صرف اللہ ہی دیکھ رہا ہے۔ ②

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سخت گرم دن میں روزہ رکھنا ③ بیابان میں نماز ادا کرنا، جہاں اسے صرف اللہ ہی دیکھ رہا ہو۔“

(شُعب الإيمان للبيهقي : 51، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا ماہِ رمضان میں زکوٰۃ دینا مستحب ہے؟

جواب: اسلام نے زکوٰۃ کے لیے کوئی مہینہ خاص نہیں کیا۔ زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے، جب مال پر سال گزر جائے، خواہ کسی بھی مہینہ میں ہو۔ البتہ اگر کوئی ماہِ رمضان میں زکوٰۃ نکالنے کی ترتیب بنا لے، تو ایسا کرنا مستحب ہے، یقیناً رمضان میں اعمال کا اجر بڑھ جاتا ہے، تو زکوٰۃ کی ادائیگی پر بھی دیگر مہینوں کی بہ نسبت رمضان میں زیادہ ثواب ملتا ہے، اس لیے اگر کوئی رمضان کی رمضان زکوٰۃ نکالے، تو ایسا کرنا درست بلکہ بہتر ہے۔

❀ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا:

هٰذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ .

”یہ (رمضان) آپ کی زکوٰۃ کا مہینہ ہے۔“

(موطأ الإمام مالك : 253/1، مسند الشّافعي، ص 97، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 7607، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ صَحِيحٌ وَهُوَ مَوْقُوفٌ .

”اس کی سند صحیح ہے اور یہ موقوف روایت ہے۔“

(المَطالب العالية : 504/5)

❀ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (٦٠٦ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يُسْتَحَبُّ أَنْ يُّخْتَارَ لَهَا شَهْرٌ مِّنَ الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ .

”مستحب ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے حرمت والے مہینوں میں سے کسی مہینے کو یا ماہِ رمضان کو خاص کر لیا جائے۔“

(الشّافي : 3/112)

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ ”رمضان میں روزے رکھنے سے کچھ حاصل نہیں، بھلا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیونکر بھوکا رکھے گا؟، میں روزے رکھنے کو بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں سمجھتا۔“ یہ کلمات کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یقیناً کلمہ کفر ہے، اسلام کے بنیادی رکن کا انکار ہے، جو کہ بالاتفاق کفر وارتداد ہے۔ مگر ایسے شخص کو اتمام حجت کے لیے سمجھایا جائے گا اور توبہ کا کہا جائے گا، اگر مان جائے، تو درست، ورنہ وہ مرتد ہو جائے گا اور اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ اسلامی حکومت کا مذہبی وقانونی فریضہ ہے۔

سوال: کیا غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: غیبت حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اس سے روزے کی اجر وثواب میں کمی واقع ہوتی ہے، مگر روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس بارے میں تمام روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں، بعض اہل علم کی شاذ رائے بھی ہے۔

❀ علامہ ابن مودود موصلی حنفی رحمہ اللہ (۶۸۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الْغِيبَةَ لَا تُفْطِرُ، وَلَا اعْتِبَارَ بِالْحَدِيثِ فِي مُقَابَلَةِ الْإِجْمَاعِ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ غیبت سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اجماع کے مقابلہ میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(ضعیف) حدیث کا کوئی اعتبار نہیں۔‘‘

(الاختیار لتعلیل المُختار: 133/1)

سوال: کیا روزہ جھوٹ اور چغلی سے فاسد ہو جاتا ہے؟

جواب: یہ دونوں گناہ کبیرہ ہیں، ان سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، البتہ اجر و ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: روزے کی حالت میں خون دینا کیسا ہے؟

جواب: مجبوری ہو، تو جائز ہے۔

سوال: روزے کی حالت میں وکس لگانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: بچے کی ولادت کے کتنے دن بعد روزہ رکھا جائے؟

جواب: نفاس کا خون آنا بند ہو جائے یا زیادہ سے زیادہ چالیس دن گزر جائیں، تو عورت پاک ہے، اس پر نماز اور روزہ فرض ہے۔

سوال: جمعہ کے دن نفلی روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ جمعہ کے دن کو روزہ کے ساتھ خاص نہ کیا جائے، البتہ جمعرات یا ہفتہ کا روزہ ساتھ ملا لیا جائے۔ اگر کوئی صرف جمعہ کا روزہ رکھ لیتا ہے، تو یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ مطلب کہ بچنا بہتر ہے، رکھ لے، تو گناہ گار نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَوْمُ عِيدٍ، فَلَا تَجْعَلُوا يَوْمَ عِيدِكُمْ يَوْمَ صِيَامِكُمْ، إِلَّا أَنْ تَصُومُوا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جمعہ کا دن عید کا دن ہے، لہٰذا اپنے عید کے دن میں روزہ نہ رکھیں، الا یہ کہ اس سے پچھلے یا اگلے دن کا بھی رکھیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 303/2، 532/2، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۱۶۱) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۶۱۰) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ نے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

سوال: کیا روزے کی حالت میں سر پر مہندی یا خوشبو لگائی جا سکتی ہے؟

جواب: لگائی جا سکتی ہے، کوئی حرج نہیں۔

سوال: جہاں روزہ دار بیٹھے ہوں، وہاں اگر بتی سلگانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، کوئی حرج نہیں۔ اس کی خوشبو اور دھوئیں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

سوال: روزے میں ان ہیلر کا استعمال کیسا ہے؟

جواب: روزے کی حالت میں ان ہیلر کا استعمال جائز ہے۔ ان ہیلر میں آکسیجن اور معمولی مقدار میں دوائی وغیرہ شامل ہوتی ہے۔ مجبوری کی حالت میں اس کے استعمال سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ اسے غذا کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا اور نہ اس کی نمی معدہ تک پہنچتی ہے، بلکہ حلق اور پھیپھڑوں میں جاتی ہے۔ یہ ٹیکے کے حکم میں ہے۔

مفتی اعظم سعودی عرب علامہ ابن باز رحمہ اللہ (فتاویٰ ابن باز: ۲۶۴/۱۵) اور شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (مجموع فتاویٰ ورسائل ابن عثیمین: ۲۰۹/۱۹) اس کے جواز کے قائل ہیں۔ نیز کثیر علمائے عرب کا یہی فتویٰ ہے۔ (مجلّہ بحوث اسلامیہ: ۱۵۵/۴۳)

سوال: روزے کی حالت میں لپ اسٹک لگانا کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جائز ہے۔

سوال: روزے کی حالت میں خون دینا کیسا ہے؟

جواب: مجبوری ہو، تو دیا جا سکتا ہے، بچنا بہتر ہے، کیونکہ خون دینے کے بعد کمزوری اس قدر آجاتی ہے کہ روزہ توڑنے پر مجبور ہو سکتا ہے۔

سوال: روزہ کی حالت میں سینگی لگوانا کیسا ہے؟

جواب: روزہ کی حالت میں سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ دلائل اس پر شاہد ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں سینگی لگوائی اور روزے کی حالت میں بھی سینگی لگوائی۔''

(صحيح البخاري: 1938)

❁ ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَكُنْتُمْ تَكْرَهُونَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ.

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا آپ (عہد نبوی میں) روزہ دار کے لیے سینگی لگوانا مکروہ خیال کرتے تھے؟ فرمایا: نہیں، البتہ کمزوری کی وجہ سے مکروہ سمجھتے تھے۔''

(صحيح البخاري: 1940)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

✿ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ إِلٰى هٰذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَرَوْا بِالْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَالشَّافِعِيِّ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور دیگر اہل علم میں سے بعض اس حدیث کی طرف گئے ہیں، وہ روزہ دار کے لیے سینگی لگوانے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔ امام سفیان ثوری، امام مالک بن انس اور امام شافعی رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔''

(سنن الترمذي، تحت الرقم: 777)

تنبیہ:

✿ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ.

''سینگی لگانے والے اور سینگی لگوانے والے نے روزہ افطار کرلیا۔''

اس صحیح حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سینگی لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، جیسا کہ اوپری احادیث سے ثابت ہوتا ہے، لہٰذا اس حدیث کا صحیح اور حقیقی مفہوم یہ ہے کہ سینگی لگانے والا اور سینگی لگوانے والا قریب ہے کہ روزہ توڑ بیٹھے۔ سینگی لگانے والے کے حلق سے نیچے خون اتر جائے، یوں اس کا روزہ ٹوٹ سکتا ہے۔ سینگی لگوانے والا خون نکلنے سے اس قدر کمزوری میں چلا جائے کہ روزہ مکمل نہ کر سکے۔ لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ روزے کی حالت میں سینگی لگوانے سے اجتناب کیا جائے، اگر کوئی لگوا لے، تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر رات کو لگوا لے، تو زیادہ بہتر ہے۔ اس بنا پر بعض اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم نے روزے کی حالت میں سینگی لگوانے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

تَأَوَّلَ بَعْضُهُمُ الْحَدِيثَ فَقَالَ: مَعْنٰى «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ» أَيْ تَعَرَّضَا لِلْإِفْطَارِ أَمَّا الْمَحْجُومُ فَلِلضَّعْفِ الَّذِي يَلْحَقُهٗ مِنْ ذٰلِكَ فَيُؤَدِّيهِ إِلٰى أَنْ يَعْجِزَ عَنِ الصَّوْمِ، وَأَمَّا الْحَاجِمُ فَلِأَنَّهٗ لَا يُؤْمَنُ أَنْ يَصِلَ إِلٰى جَوْفِهٖ مِنْ طَعْمِ الدَّمِ أَوْ مِنْ بَعْضِ أَجْرَاحِهٖ إِذَا ضَمَّ شَفَتَيْهِ عَلٰى قَصْبِ الْمُلَازِمِ وَهٰذَا كَمَا يُقَالُ لِلرَّجُلِ يَتَعَرَّضُ لِلْمَهَالِكِ قَدْ هَلَكَ فُلَانٌ وَإِنْ كَانَ بَاقِيًا سَالِمًا، وَإِنَّمَا يُرَادُ بِهٖ أَنَّهٗ قَدْ أَشْرَفَ عَلَى الْهَلَاكِ.

''بعض اہل علم نے اس حدیث کی تاویل کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ حدیث: ''سینگی لگانے والے اور سینگی لگوانے والے نے روزہ افطار کر لیا۔'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں روزہ توڑنے کے درپے ہو چکے ہیں، سینگی لگوانے والا اس کمزوری کی وجہ سے، جو (خون نکلنے سے) اسے لاحق ہوتی ہے، ہوسکتا ہے کہ اس کمزوری کی وجہ سے وہ روزہ پورا کرنے سے عاجز آ جائے (اور اسے کچھ نہ کچھ کھانا پینا پڑے۔) سینگی لگوانے والا روزہ توڑنے کا درپے اس لحاظ سے ہے، کہ جب وہ سینگی والے آلے پر اپنے ہونٹ رکھے گا، تو خون کا ذائقہ یا زخم کا کچھ حصہ اس کے پیٹ میں چلا جانے کا اندیشہ ہے، جیسے جب کوئی شخص کسی ہلاکت والی جگہوں کا قصد کرے، تو اسے کہا جاتا ہے کہ فلاں تو ہلاک ہو گیا،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

حالانکہ وہ بالکل صحیح سلامت باقی ہوتا ہے، دراصل مراد یہ ہے کہ وہ ہلاکت کی طرف مائل ہو چکا ہے۔"

(معالم السّنن: 2/110)

کئی شارحین نے حدیث کا یہی معنی بیان کیا ہے۔

❀ اسحاق بن منصور کوسج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ : مَنْ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ ...... وَهٰكَذَا قَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ .

"امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے روزے کی حالت میں سینگی لگوائی، اس پر قضا ہے۔......یہی بات امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ نے فرمائی ہے۔"

(سنن التّرمذي، تحت الرقم: 774)

احادیث صحیح اور جمہور اہل علم کا مؤقف ہے کہ سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، یہی راجح ہے، لہٰذا امام عبدالرحمٰن بن مہدی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا فتویٰ مرجوح ہے۔

سوال: الٹی آجائے، تو کیا روزہ باقی رہے گا؟

جواب: الٹی سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: رمضان میں نماز عشاء اکیلے ادا کرنے والا کیا وتر با جماعت ادا کر سکتا ہے؟

جواب: جی، ادا کر سکتا ہے۔

سوال: روزے کی حالت میں سرمہ لگانا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

جواب: درست ہے، سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ روزے میں سرمہ لگانے کی کراہت یا ممانعت ثابت نہیں۔

❁ سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ لِلصَّائِمِ .

”میں نے نہیں دیکھا کہ ہمارے اصحاب میں سے کسی نے روزے دار کے لیے سرمہ لگانا مکروہ سمجھا ہو۔“

(سنن أبي داود : 2379، وسندہٗ حسنٌ)

تنبیہ:

❁ معبد بن ہوذہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِيَتَّقِهِ الصَّائِمُ .

”روزہ دار سرمہ لگانے سے اجتناب کرے۔“

(سنن أبي داود : 2377)

روایت ضعیف و منکر ہے۔

① عبد الرحمن بن نعمان بن معبد ”ضعیف“ ہے۔

② نعمان بن معبد ”مجہول الحال“ ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات : ۷/۵۳۰“ میں ذکر کیا ہے۔

✿ اس روایت کو امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ”منکر“ کہا ہے۔

(سنن أبي داود، تحت الحديث : 2377)

✿ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی ”منکر“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مسائل أبي داود:1891)

سوال: کیا نابالغ بچوں کو روزہ رکھوایا جا سکتا ہے؟

جواب: بچوں پر روزہ اگرچہ بلوغت کے بعد فرض ہوتا ہے، مگر انہیں عادت ڈالنے کے لیے شروع سے ہی روزہ رکھوانا چاہیے۔ (بخاری:۱۹۶۰، مسلم:۱۱۳۶) البتہ بچہ کمزور یا بیمار ہو، تو نہیں رکھوانا چاہیے۔

سوال: روزے کی حالت میں بچے کو دودھ پلانے کا حکم کیا ہے؟

جواب: روزے کی حالت میں ماں بچے کو دودھ پلا سکتی ہے۔ یہ نواقص صوم میں سے نہیں ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”جسم میں داخل ہونے والی ہر چیز (جس پر دلیل قائم ہو) سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جسم سے نکلنے والی (ہر چیز) سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔“

(الأوسط لابن المنذر:81، وسندہٗ حسنٌ)

سوال: روزے کی حالت میں احتلام ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ وہ انسان کے اختیار میں نہیں، نیز سویا ہوا انسان مرفوع القلم ہوتا ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ أَجْمَعُوا أَنَّ الِاحْتِلَامَ بِالنَّهَارِ لَا يُفْسِدُ الصِّيَامَ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ دن میں احتلام ہو جائے، تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔“

(الاستذکار:291/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سوال: جان بوجھ کر فرض روزہ توڑنے پر قضا ہے؟

جواب: بغیر عذر کے جان بوجھ کر فرض روزہ توڑنے پر قضا ہے، کفارہ نہیں ہے۔ مرض یا سفر کی وجہ سے روزہ افطار کر دے، تو دوسرے دونوں میں قضا دے گا، جس نے جان بوجھ کر افطار کیا، وہ بالاولیٰ قضا دے گا، نیز توبہ کرے گا۔

سوال: رمضان میں عمرہ کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے، یا نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (صحیح مسلم: ۳۰۳۷) یاد رہے کہ یہ برابری ثواب میں ہے۔ رمضان میں عمرہ کرنے سے صاحب نصاب سے فرضیت ساقط نہیں ہوتا، بلکہ اگر وہ صاحب حیثیت ہے، تو اس پر حج بدستور فرض ہی رہے گا، تا آنکہ وہ حج ادا کر لے۔

سوال: کیا ہر روزے کے لیے نیت ضروری ہے؟

جواب: نیت ہر عمل کے لیے ہے، نیت دل کا عمل ہے۔

سوال: کیا رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں زکوۃ نکال سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: رمضان میں مریض یا مسافر سفر میں نفل روزے کی نیت کرے، تو وہ روزہ نفل ہوگا یا فرض؟

جواب: ماہِ رمضان میں نفل روزے کی نیت کرنا جائز نہیں۔ مریض یا مسافر کو چاہیے کہ اگر روزہ رکھنا چاہتا ہے، تو فرض روزے کی نیت کرے اور بعد میں اگر روزہ مکمل کرنا دشوار ہو، تو توڑ سکتا ہے، اس پر کفارہ یا گناہ نہیں، صرف قضا واجب ہے۔

سوال: جو روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لے، اس کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، یاد آنے کے بعد اسے چاہیے کہ کھانے پینے سے رک جائے اور روزہ مکمل کرے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ.

''جس نے بھول کر کھا لیا یا پی لیا، وہ اپنا روزہ مکمل کرے، کیوں کہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا، پلایا ہے۔''

(صحيح البخاري : 6669)

سوال: نفل روزے کی نیت کب کی جائے؟

جواب: نفل روزہ کی نیت طلوع فجر کے بعد بھی کی جا سکتی ہے، بلکہ طلوع آفتاب کے بعد بھی کی جا سکتی ہے، بشرطیکہ طلوع فجر کے بعد کچھ کھایا، پیا نہ ہو اور نہ ہم بستری کی ہو۔

سوال: نذر کے روزے کی نیت کب کی جائے؟

جواب: نذر کا روزہ واجب ہے، اس کی نیت طلوع فجر سے پہلے کرنا ضروری ہے۔

سوال: ہندو کے پانی سے روزہ کھولنا کیسا ہے؟

جواب: پانی پاک ہے، تو کھولا جا سکتا ہے۔

سوال: ثقہ لوگوں نے چاند دیکھا، تو کچھ لوگوں نے روزہ رکھ لیا اور کچھ نے نہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: ثقہ کی گواہی ماننا ضروری ہے۔ جنہوں نے روزہ نہیں رکھا، انہوں نے شرعی حکم کی خلاف ورزی کی۔

سوال: چاند دیکھنے کے لیے مائیکروسکوپ یا جدید آلات کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(جواب): جدید ٹیکنالوجی سے مستفید ہونا چاہیے، مگر رؤیت وہی معتبر ہوگی، جو بصری ہو، یعنی آنکھ سے دیکھنے کے لیے جدید وسائل کو بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔

(سوال): کیا بیوی نفلی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر رکھ سکتی ہے؟

(جواب): بیوی نفلی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ .

”کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے۔“

(صحيح البخاري : 5195، صحيح مسلم : 1026)

❀ علامہ ابن عطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا يَحِلُّ لَهَا صَوْمُ التَّطَوُّعِ وَزَوْجُهَا حَاضِرٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے۔“

(العُدّة في شرح العُمدة : 874/2، التّوضيح لابن المُلَقّن : 367/13)

(سوال): شک کا روزہ رکھنا کیسا ہے؟

(جواب): شک کا روزہ رکھنا درست نہیں۔ اس بارے میں روایت ضعیف ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کا کیا حکم ہے؟

لَا يُصَامُ يَوْمُ الشَّكِّ إِلَّا تَطَوُّعًا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”شک والے دن کا (فرض) روزہ نہیں، البتہ نفلی روزہ رکھ سکتے ہیں۔“

جواب: بے اصل روایت ہے۔

❀ حنفی علمانے بھی اسے بے اصل قرار دیا ہے۔

(درر الحكام لملا خسرو: 198/1، تبيين الحقائق للزّيلعي: 318/1، فتح القدير لابن الهمام: 496/2، الدّر المختار للحصكفي، ص 143، مَجمع الأنهر لشيخي زاده: 234/1، حاشية الطّحطاوي على مراقي الفلاح، ص 738)

سوال: روزے کی حالت میں منجن کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: روزہ کی حالت میں سر میں تیل جذب کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: روزہ میں رومال بھگو کر سر پر ڈالنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا روزہ دار پانی میں غوطہ لگا سکتا ہے؟

جواب: غوطہ لگا سکتا ہے، البتہ یہ احتیاط کرے کہ پانی منہ یا ناک کے ذریعہ پیٹ میں داخل نہ ہو۔

سوال: روزہ کی حالت میں نسوار منہ میں رکھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

سوال: تمباکو کا پتہ جلا کر اس کی راکھ سے روزے دار کے دانت صاف کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر راکھ کا اثر پیٹ میں نہ جائے، تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: روزے دار کی نکسیر پھوٹ جائے، تو کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: روزہ میں بار بار غسل کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: روزے میں انجکشن کا کیا حکم ہے؟

جواب: حالت روزہ میں اگر انجکشن لگانا ضروری ہو، تو لگایا جا سکتا ہے۔

سوال: روزہ دار کا آنکھ میں دوا ڈالنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: دودھ پلانے سے عورت کا روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں۔

سوال: ریت منہ میں گئی، پھر تھوک دیا، کیا روزہ باقی ہے؟

جواب: روزے پر کچھ اثر نہیں ہوا۔

سوال: دانت سے خون آ گیا، روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: دانت سے خون آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسے چاہیے کہ کلی کرے اور خون کو تھوک دے۔

سوال: روزہ دار عورت اپنی شرمگاہ میں دوا رکھے، تو روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔

سوال: تھوک کو نگلنے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب: نہیں۔

سوال: تالاب میں نہا رہا ہے، ہوا خارج ہوئی، تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔

سوال: روزہ کی حالت میں بواسیر کے زخموں پر مرہم لگانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔

سوال: تمبا کو سونگھنے سے روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: حالت روزہ میں سرمہ اور تیل لگانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: روزہ کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں (اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کا) بوسہ بھی لے لیتے تھے اور جسم کے ساتھ جسم بھی ملا لیتے تھے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بہ نسبت خواہش پر زیادہ کنٹرول رکھنے والے تھے۔''

(صحيح البخاري: 1106)

سوال: حالت روزہ میں سو گیا، جاگا، تو منہ میں خون دیکھا، کیا حکم ہے؟

جواب: روزے میں کچھ خلل واقع نہیں ہوا۔

سوال: رمضان میں جنابت کا غسل طلوع فجر کے بعد کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اس سے روزے میں کچھ حرج واقع نہیں ہوتا۔ حالت جنابت میں روزہ رکھنا جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الصُّبْحُ وَهُوَ جُنُبٌ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت جنابت میں صبح ہو جاتی، تو غسل کرتے اور روزہ رکھ لیتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 1925، صحيح مسلم : 1109، المُنتقٰى لابن الجارود : 392)

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ عَلَى الْعَمَلِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، وَصَارَ ذٰلِكَ إِجْمَاعًا أَوْ كَالْإِجْمَاعِ.

”فقہا کا اتفاق ہے کہ اس حدیث پر عمل کرنا جائز ہے، اس مسئلہ کے جواز پر اجماع ہے یا قریب قریب اجماع ہے۔“

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 11/2)

سوال: مسوڑوں کا خون حلق میں چلے جانے سے روزہ باقی رہا یا نہیں؟

جواب: مسوڑوں کا خون باہر تھوکنا چاہیے، اگر غیر ارادی طور پر حلق میں چلا گیا، تو روزہ برقرار ہے۔

سوال: پان کی سرخی تھوک میں ملی ہے، اسے نگلنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: شرمگاہ میں دخول سے روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حالت روزہ میں دخول جائز نہیں۔اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس پر کفارہ لازم ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: میں ہلاک ہو گیا ہوں، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں رمضان (روزہ کی حالت) میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا ہوں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا آپ غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں؟ عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے پوچھا: کیا آپ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہیں؟ عرض کیا: نہیں! پوچھا: کیا آپ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہیں؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: بیٹھ جائیے، اتنے میں نبی کریم ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک بڑا ٹوکرا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے لیں اور صدقہ کر دیں۔اس نے کہا: کیا ایسے گھرانے پر صدقہ کروں، جو ہم سے زیادہ ضرورت مند ہے؟ ان دو سیاہ پہاڑوں کے درمیان (یعنی مدینہ میں) ہمارے گھر سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ اس قدر مسکرائے کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں اور فرمایا: اسے لے جائیں اور اپنے اہل وعیال کو کھلا دے۔“

(صحيح البخاري: 1936، صحيح مسلم: 1111)

سوال: کیا مشت زنی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: بلاشبہ جلق (مشت زنی) ناجائز، حرام اور لغو حرکت ہے۔ یہ انتہائی قبیح اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رسوا کن گناہ ہے۔ دین ودنیا کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس سے قوائے جسمانی کمزور ہو جاتے ہیں، قبل از وقت بڑھاپا چھا جاتا ہے۔ چہرے کی رعنائی ختم ہو جاتی ہے۔ نامردی اور بانجھ پن کا سبب ہے۔ نسیان کا مرض لاحق ہوسکتا ہے۔ اعصابی، دماغی اور جسمانی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

عَامَّةُ الْعُلَمَاءِ عَلٰی تَحْرِيمِهٖ، وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ : إِنَّهٗ كَالْفَاعِلِ بِنَفْسِهٖ، وَهِيَ مَعْصِيَةٌ أَحْدَثَهَا الشَّيْطَانُ وَأَجْرَاهَا بَيْنَ النَّاسِ حَتّٰى صَارَتْ قِيلَةً، وَيَا لَيْتَهَا لَمْ تُقَلْ، وَلَوْ قَامَ الدَّلِيلُ عَلٰى جَوَازِهَا لَكَانَ ذُو الْمُرُوءَةِ يُعْرِضُ عَنْهَا لِدَنَاءَتِهَا .

''اکثر اہل علم مشت زنی کو حرام سمجھتے ہیں، بعض اہل علم نے تو کہا ہے کہ یہ اپنے ہی ساتھ زنا کرنے کے مترادف ہے۔ یہ معصیت ہے، اسے شیطان نے ایجاد کیا اور لوگوں میں جاری کردیا، یہاں تک کہ یہ ایک بحث ومباحثہ بن چکا ہے، کاش کہ اس پر گفتگو ہی نہ کی جاتی۔ اگر اس کے جواز پر دلیل بھی قائم ہو جائے، تب بھی معزز لوگ اس کے گھٹیا پن کی وجہ سے اس سے اعراض کریں گے۔''

(تفسير القرطبي : 12/106)

روزہ میں کوئی مشت زنی کرلے، تو حرام اور کبیرہ گناہ تو ہے ہی، مگر اس کا روزہ باقی رہے گا یا نہیں؟ یہ ایک فقہی مسئلہ ہے۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ روزے میں مشت زنی کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کے مدنظر یہ دلیل ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي .

”میرا بندا میرے لیے کھانا پینا اور شہوت ترک کر دیتا ہے۔“

(صحيح البخاري : 1894، صحيح مسلم : 1151)

❀ علامہ سمرقندی حنفی رحمہ اللہ (۵۴۰ھ) فرماتے ہیں:

لَوِ اسْتَمْنٰى بِالْكَفِّ فَأَنْزَلَ فَإِنَّهُ يُفْسِدُ لِأَنَّهُ اقْتَضٰى شَهْوَتَهُ بِفِعْلِهِ .

”اگر کسی نے ہاتھ کے ساتھ مشت زنی کی اور انزال ہو گیا، تو اس کا روزہ فاسد ہو جاتا ہے، کیونکہ اس نے مشت زنی کے ساتھ اپنی شہوت پوری کر لی ہے۔“

(تحفة الفقهاء، ص 358)

بے شک مشت زنی کے ساتھ شہوت پوری کرنا جائز نہیں، مگر اس سے روزہ ٹوٹنے کا استدلال بھی درست نہیں، کیونکہ مشت زنی صورتاً اور معنیً جماع نہیں ہے۔

❀ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنْ أَمْنَى الصَّائِمُ أَفْطَرَ .

”اگر روزہ دار (مشت زنی کے ذریعے) منی خارج کر دے، تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔“(مصنّف ابن أبي شيبة : 9482، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنِ اسْتَمْنٰى فَأَنْزَلَ فَإِنَّهُ يُفْطِرُ .

”جس نے مشت زنی کی اور انزال ہو گیا، تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(مَجموع الفتاویٰ: 224/25)

❀ علامہ رافعی رحمہ اللہ (۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمَنِيُّ إِنْ خَرَجَ بِالْاِسْتِمْنَاءِ أَفْطَرَ وَإِنْ خَرَجَ بِمُجَرَّدِ الْفِكْرِ وَالنَّظْرِ فَلَا .

”منی اگر مشت زنی سے خارج ہو، تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر محض سوچنے اور دیکھنے سے خارج ہو، تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔“

(الشّرح الكبير: 388/6)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

«كَالْمُسْتَمْنِي بِالْكَفِّ عَلٰى مَا قَالُوا» يَعْنِي لَا يُفْطِرُ وَفِيهِ نَظَرٌ، قَالَ فِي الذَّخِيرَةِ: هٰذَا قَوْلُ أَبِي بَكْرٍ وَّأَبِي الْقَاسِمِ، وَعَامَّةُ الْمَشَايِخِ عَلٰى خِلَافِهِ، وَهُوَ قَوْلُ الْأَئِمَّةِ الثَّلَاثَةِ، قَالَ فِي الْيَنَابِيعِ: وَهُوَ الْمُخْتَارُ .

”اسی طرح ہتھیلی سے مشت زنی کرنے والے کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔“ جبکہ یہ مؤقف محل نظر ہے۔”ذخیرہ“ میں لکھا ہے: یہ ابو بکر اور ابو القاسم کا مؤقف ہے۔مگر اکثر مشائخ اس کے خلاف ہیں، ائمہ ثلاثہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔ ”ینابیع“ میں مندرج ہے کہ یہی مختار قول ہے۔“

(التّنبيه على مشكِلات الهِداية: 207/9، البِناية للعيني: 330/2)

❀ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

لَوِ اسْتَمْنٰی بِكَفِّهٖ فَعَامَّةُ الْمَشَايِخِ أَفْتَوْا بِفَسَادِ الصَّوْمِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ .

”اگر کوئی ہاتھ سے مشت زنی کرے، تو اکثر مشائخ فتویٰ دیتے ہیں کہ اس کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

روزہ فاسد ہو جاتا ہے، یہی مختار قول ہے۔“

(حاشية الطّحطاوي على مَراقي الفلاح، ص 658)

راجح مؤقف:

راجح مؤقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ مشت زنی سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں۔ اسے جماع پر قیاس کرنا کئی وجوہ سے درست نہیں۔ جماع سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اس پر کفارہ ہے، جن اہل علم کے نزدیک مشت زنی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، وہ اس پر کفارہ واجب نہیں سمجھتے۔

❁ علامہ البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ هٰذَا صَحِيحًا لَكَانَ إِيجَابُ الْكَفَّارَةِ فِي الْاِسْتِمْنَاءِ أَوْلٰى مِنْ إِيجَابِهَا عَلَى الْإِيلَاجِ بِدُونِ إِنْزَالٍ وَهُمْ لَا يَقُولُونَ أَيْضًا بِذٰلِكَ، فَتَأَمَّلْ تَنَاقُضَ الْقِيَاسِيِّينَ!

”اگر یہ مؤقف صحیح ہوتا، تو بغیر انزال کے دخول پر کفارہ کے واجب ہونے کی بہ نسبت مشت زنی پر کفارہ واجب قرار دینا زیادہ اولیٰ ہوتا، جبکہ یہ لوگ اس کے قائل نہیں ہیں، تو قیاس والوں کے تناقض پر ذرا غور کیجئے۔“

(تمام المنّة، ص 419)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

مِمَّنْ يُنْقِضُ الصَّوْمَ بِالْإِنْزَالِ لِلْمَنِيِّ إِذَا تَعَمَّدَ اللَّذَّةَ، وَلَمْ يَأْتِ بِذٰلِكَ نَصٌّ، وَلَا إِجْمَاعٌ، وَلَا قَوْلُ صَاحِبٍ، وَلَا قِيَاسٌ.

”بعض اہل علم کے نزدیک اس شخص کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جو جان بوجھ کر منی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خارج کرتا ہے۔ جبکہ اس پر کوئی نص، اجماع، قول صحابی یا قیاس نہیں ہے۔“

(المُحلّٰی بالآثار: 4/338)

✿ محدث البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا دَلِيلَ عَلَى الْإِبْطَالِ بِذٰلِكَ وَإِلْحَاقُهُ بِالْجِمَاعِ غَيْرُ ظَاهِرٍ وَلِذٰلِكَ قَالَ الصَّنْعَانِيُّ : الْأَظْهَرُ أَنَّهُ لَا قَضَاءَ وَلَا كَفَّارَةَ إِلَّا عَلٰى مَنْ جَامَعَ وَإِلْحَاقُ غَيْرِ الْمُجَامِعِ بِهٖ بَعِيدٌ، وَإِلَيْهِ مَالَ الشَّوْكَانِيُّ وَهُوَ مَذْهَبُ ابْنِ حَزْمٍ .

”مشت زنی سے روزہ باطل ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور اسے جماع پر قیاس کرنا درست نہیں، اسی لیے امیر صنعانی رحمہ اللہ نے فرمایا: درست بات یہی ہے کہ قضا اور کفارہ صرف جماع کرنے والے پر ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کو جماع کرنے والے پر قیاس کرنا بعید ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا میلان بھی اسی طرف ہے اور علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔“

(تمام المِنّة، ص 418)

فائدہ:

✿ ثقہ فقیہ، جابر بن زید رحمہ اللہ (۹۳ھ) کے بارے میں ہے:

عَنْ رَجُلٍ نَظَرَ إِلَى امْرَأَتِهٖ فِي رَمَضَانَ فَأَمْنٰى مِنْ شَهْوَتِهَا، هَلْ يُفْطِرُ؟ قَالَ: لَا، وَيُتِمُّ صَوْمَهٗ .

”آپ رحمہ اللہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا، جو رمضان میں اپنی بیوی کی طرف دیکھتا ہے، شہوت کی وجہ سے اس کی منی خارج ہو جاتی ہے، تو کیا اس کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

روزہ ٹوٹ جائے گا؟ فرمایا: نہیں۔ وہ روزہ پورا کرے۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة : 9480، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنِّي رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ عَجَبًا، رَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي قَدِ احْتَوَشَتْهُ مَلَائِكَةٌ، فَجَاءَهٗ وُضُوؤُهٗ فَاسْتَنْقَذَهٗ مِنْ ذٰلِكَ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي قَدِ احْتَوَشَتْهُ الشَّيَاطِينُ، فَجَاءَهٗ ذِكْرُ اللّٰهِ فَخَلَّصَهٗ مِنْهُمْ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي يَلْهَثُ عَطَشًا مِّنَ الْعَطَشِ فَجَاءَهٗ صِيَامُ رَمَضَانَ فَسَقَاهُ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي بَيْنَ يَدَيْهِ ظُلْمَةٌ، وَمِنْ خَلْفِهٖ ظُلْمَةٌ، وَعَنْ يَمِينِهٖ ظُلْمَةٌ، وَعَنْ شِمَالِهٖ ظُلْمَةٌ، وَمِنْ فَوْقِهٖ ظُلْمَةٌ، وَمِنْ تَحْتِهٖ ظُلْمَةٌ، فَجَاءَهٗ حَجُّهٗ وَعُمْرَتُهٗ فَاسْتَخْرَجَاهُ مِنَ الظُّلْمَةِ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي جَاءَهٗ مَلَكُ الْمَوْتِ يَقْبِضُ رُوحَهٗ، فَجَاءَهٗ بِرُّهٗ بِوَالِدَيْهِ فَرَدَّ عَنْهُ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي يُكَلِّمُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يُكَلِّمُوهُ، فَجَاءَتْهُ صِلَةُ الرَّحِمِ فَقَالَتْ : إِنَّ هٰذَا وَاصِلٌ كَانَ وَاصِلًا لِرَحِمِهٖ، فَكَلَّمَهُمْ وَكَلَّمُوهُ وَصَارَ مَعَهُمْ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي يَأْتِي النَّاسَ وَهُمْ حِلَقٌ، فَكُلَّمَا أَتٰى عَلٰى حَلْقَةٍ طُرِدَ، فَجَاءَهٗ اغْتِسَالُهٗ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَابَةِ فَأَخَذَهُ بِيَدِهِ فَأَجْلَسَهُ مَعَهُمْ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي يَتَّقِي وَهَجَ النَّارِ بِيَدَيْهِ عَنْ وَجْهِهِ، فَجَاءَتْهُ صَدَقَتُهُ وَصَارَتْ ظِلًّا عَلٰى رَأْسِهِ وَسِتْرًا عَلٰى وَجْهِهِ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي جَائَتْهُ زَبَانِيَةُ الْعَذَابِ، فَجَاءَهُ أَمْرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُهُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَاسْتَنْقَذَهُ مِنْ ذٰلِكَ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي هَوٰى فِي النَّارِ، فَجَاءَتْهُ دُمُوعُهُ الَّتِي بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ فَأَخْرَجَتْهُ مِنَ النَّارِ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي قَدْ هَوَتْ صَحِيفَتُهُ إِلٰى شِمَالِهِ، فَجَاءَهُ خَوْفُهُ مِنَ اللّٰهِ فَأَخَذَ صَحِيفَتَهُ فَجَعَلَهَا فِي يَمِينِهِ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي يَرْعَدُ كَمَا تَرْعَدُ السَّعَفَةُ، فَجَاءَهُ حُسْنُ ظَنِّهِ بِاللّٰهِ فَسَكَّنَ رِعْدَتَهُ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي يَزْحَفُ عَلَى الصِّرَاطِ مَرَّةً، وَيَجْثُو مَرَّةً، وَيَتَعَلَّقُ مَرَّةً، فَجَاءَتْهُ صَلَاتُهُ عَلَيَّ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَأَقَامَتْهُ عَلَى الصِّرَاطِ حَتّٰى جَاوَزَ، وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي انْتَهٰى إِلٰى أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَغُلِّقَتِ الْأَبْوَابُ دُونَهُ، فَجَاءَتْهُ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَأَخَذَتْهُ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ .

''رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے (اور فرمایا:) میں نے ایک رات عجیب وغریب خواب دیکھا، میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا، اسے پکڑنے کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرشتوں نے چاروں طرف سے گھیرا ڈالا ہوا ہے، اس کا وضو والا عمل آیا اور اسے اس گھیرے سے باہر نکال لیا۔ میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا، جسے شیاطین نے پکڑنے کے لیے گھیرا ہوا ہے، تو اللہ کے ذکر والا عمل آیا اور اسے شیاطین سے بچا لیا۔ میں اپنا ایک اُمتی دیکھا، جو پیاس سے ہانپ رہا تھا، تو اس کے پاس رمضان کے روزوں کا عمل آیا اور اسے پانی پلایا۔ میں نے اپنا ایک اُمتی دیکھا، جس کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر اور نیچے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا، اتنے میں اس کا حج اور عمرہ کا عمل آیا اور انھوں نے اسے اندھیرے سے باہر نکالا۔ میں نے اپنا ایک اُمتی دیکھا، جس کے پاس ملک الموت آیا ہے اور اس کی روح قبض کر رہا ہے، تو اس کے پاس والدین سے حسن سلوک کا عمل آیا اور اس نے ملک الموت سے روح واپس لے لی۔ میں نے اپنا ایک آدمی دیکھا، جو مؤمنوں سے کلام کر رہا ہے، مگر مؤمن اس سے بات نہیں کر رہے، تو صلہ رحمی کا عمل آیا اور کہا: یہ صلہ رحمی کرنے والا شخص ہے، پھر اس شخص نے مؤمنوں سے بات کی، تو مؤمن بھی اس سے گفتگو کرنے لگے اور وہ شخص مؤمنوں میں داخل ہو گیا۔ میں نے اپنا ایک اُمتی دیکھا، جو حلقوں میں بیٹھے لوگوں کے پاس آیا، جب بھی وہ کسی حلقے کے پاس آتا، تو اسے واپس بھیج دیا جاتا، تو اس کا حالت جنابت میں غسل کرنے والا عمل آیا اور اسے ان لوگوں کے ساتھ (حلقے میں) بٹھا دیا۔ میں نے اپنا ایک اُمتی دیکھا، جو اپنے ہاتھ کے ساتھ خود کو آگ سے شعلوں سے بچا رہا ہے، تو اس کا صدقہ والا عمل آیا اور اس کے سر پر چھتری اور چہرے پر جہنم سے پردہ بن گیا۔ میں نے اپنا ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُمتی دیکھا، جس کے پاس عذاب کے سپاہی (فرشتے) آتے ہیں، اسی اثنا میں اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر والا عمل آیا اور اس نے اسے عذاب سے بچا لیا۔ میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا، جو آگ میں گر رہا ہے، تو اس کے وہ آنسو، جو خشیت الٰہی میں رونے سے نکلے تھے، اس کے پاس آئے اور انہوں نے اسے جہنم سے باہر نکال لیا۔ میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا کہ اس کا صحیفہ اس کے بائیں ہاتھ کی طرف بڑھ رہا ہے، تو اس کا خوف الٰہی کا عمل آیا، اس نے صحیفے کو پکڑ کر اس کے دائیں ہاتھ میں رکھ دیا۔ میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا، وہ (کانپتے ہوئے) اس لیے ہل رہا ہے، جیسے (تیز آندھی میں) کھجور کی شاخ ہلتی ہے، تو اللہ کے بارے میں حسن ظن والا عمل آیا اور اس کی کپکپاہٹ کو پرسکون کر دیا۔ میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا، جو پل صراط پر لڑھک رہا تھا، کبھی ادھر گرتا تو کبھی اُدھر گرتا، تو اس کے پاس میرے اوپر بھیجا گیا درود کا عمل آیا اور اسے پل صراط پر ثابت قدم کر دیا اور وہ (بآسانی) پل کو عبور کر گیا۔ میں نے اپنا ایک اُمتی دیکھا، جو جنت کے دروازوں پر پہنچا، تو دروازے بند ہو گئے، تو اس کے پاس لا الٰہ الا اللہ کی گواہی والا عمل آیا، اس کا ہاتھ تھاما اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔"

(الأحاديث الطِّوال للطّبراني، ص 273)

جواب: سند باطل ہے۔

① سلیمان بن احمد واسطی متروک وکذاب ہے۔

② علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ وزیر بن عبد الرحمٰن خولانی ضعیف ہے۔

④ سعید بن مسیّب کا سیدنا عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

❁ العلل المتناہیہ لابن الجوزی (۲/۲۰۹) میں سند کے بعض حصے کی متابعت ہے۔مگر وہ سند سخت ضعیف ہے۔

① ابوجبلہ ہلال مجہول ہے۔

② فرج بن فضالہ سخت ضعیف ہے۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل المُتناهية : 211/2)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ آخِرَ النَّهَارِ وَهُوَ صَائِمٌ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں دن کے آخری وقت مسواک کرتے تھے۔''

(كتاب المَجروحين لابن حبان : 144/1)

جواب: سند باطل ہے۔ابومیسرہ احمد بن عبد اللہ بن میسرہ حرانی سخت ضعیف ہے۔
اس روایت کو مرفوع بیان کرنا خطا ہے،اس کا موقوف ہونا ہی درست ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ''باطل'' کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(كتاب المَجروحين :144/1)

فائدہ:

روزہ کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَامَ نُوحٌ الدَّهْرَ إِلَّا يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى، وَصَامَ دَاوُدُ نِصْفَ الدَّهْرِ، وَصَامَ إِبْرَاهِيمُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَامَ الدَّهْرَ وَأَفْطَرَ الدَّهْرَ.

”نوح علیہ السلام نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ پورا سال روزے رکھے، داود علیہ السلام نے آدھا سال روزے رکھے اور ابراہیم علیہ السلام نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے (ثواب کے اعتبار سے) پورا سال روزے رکھے اور (حقیقت میں تقریباً) پورا سال روزے چھوڑے۔“

(سنن ابن ماجه : 1714، المُعجم الكبير للطّبراني : 133، شُعَب الإيمان للبَيْهقي : 3563، واللّفظ لهٗ)

جواب: سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن لہیعہ ضعیف و مختلط ہے۔

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِبْنُ لَهِيعَةَ، أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَقْبَلُونَ شَيْئًا مِّنْ حَدِيثِهٖ.

”اکثر اہل علم ابن لہیعہ کی کوئی بھی حدیث قبول نہیں کرتے۔“

(التّمهيد لما في الموطّا من المَعاني والأسانيد : 254/12)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِالْاتِّفَاقِ لِاخْتِلَالِ ضَبْطِهِ .

”ابن لہیعہ حافظے کی خرابی کی بنا پر بالاتفاق ضعیف ہے۔“

(خُلاصة الأحكام : 625/2)

سوال: سفر میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: اگر سفر میں روزہ رکھنے سے دشواری محسوس نہ ہو، تو روزہ رکھا جا سکتا ہے، البتہ اگر مشکل پیش آئے، تو سفر میں روزہ ترک کرنا اولیٰ ہے۔

❁ سیدنا حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَجِدُ بِي قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هِيَ رُخْصَةٌ مِّنَ اللّٰهِ، فَمَنْ أَخَذَ بِهَا، فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ .

”اللہ کے رسول! میں سفر میں روزہ رکھنے کی (جسمانی) استطاعت رکھتا ہوں، کیا مجھ پر گناہ ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر میں (فرض) روزہ چھوڑنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے، لہٰذا جس نے اس رخصت کو اختیار کیا، اس نے بہت اچھا کیا اور جس نے روزہ رکھنا چاہا، تو کوئی حرج نہیں۔“

(صحيح مسلم : 1121)

البتہ اگر سفر میں روزہ رکھنا بہت مشکل ہو، تو رخصت کو چھوڑ کر روزہ رکھنا درست نہیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَرَأَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ : مَا هٰذَا؟، فَقَالُوا : صَائِمٌ، فَقَالَ : لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ .

”رسول اللہ ﷺ ایک سفر پر تھے، اسی اثنا آپ ﷺ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا، ایک شخص پر سایہ کیا گیا تھا، تو پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اس نے روزہ رکھا ہوا ہے، فرمایا: سفر میں (مشقت کے ساتھ) روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔“

(صحيح البخاري : 1946، صحيح مسلم : 1115)

سوال: روزہ کشائی کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: بعض علاقوں میں روزہ کشائی کی رسم کی جاتی ہے، وہ یہ ہے کہ جب کوئی بچہ اپنا پہلا روزہ رکھتا ہے، تو افطاری کے وقت اس کے گلے میں ہار پہنائے جاتے ہیں، اس کی طرف سے دیگیں پکا کر لوگوں میں تقسیم کی جاتی ہیں، مساجد میں افطاری بھیجی جاتی ہے۔ اسے روزہ کشائی کا نام دیا جاتا ہے۔

ایسی رسومات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تکلف ہے، جسے اسلام میں داخل کر دیا گیا، اس پر سخت نکیر ہونی چاہیے، تاکہ یہ رسم لوگوں میں رواج نہ پائے۔

سوال: کیا ماہِ رمضان میں فوت ہونے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے؟

جواب: اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

سوال: روزہ رکھا ہے، کہ حیض آ گیا، اب کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ توڑ دے، کیونکہ حیض میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ حیض کی وجہ سے رمضان کے جتنے روزے نہ رکھ سکے، ان کی قضا اگلے سال تک دینا ضروری ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ؛ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ ؟ .

”کیا ایسا نہیں کہ حائضہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔“

(صحيح البخاري : 304، صحيح مسلم : 79)

❁ معاذہ رحمہ اللہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے سوال و جواب بیان کرتی ہیں:

مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ، وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ، فَقَالَتْ : أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ ؟ قُلْتُ : لَسْتُ بِحَرُورِيَّةٍ، وَلٰكِنِّي أَسْأَلُ، قَالَتْ : كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ، فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ .

”عرض کیا، حائضہ روزے کی قضائی تو دیتی ہے، نماز کی قضائی کیوں نہیں دیتی؟ فرمایا: آپ حروریہ ہیں؟ عرض کیا نہیں، میں حروریہ نہیں ہوں، فقط سوال کیا ہے، فرمایا: ہم ماہواری میں ہوتیں تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضا کا نہیں۔“

(صحيح البخاري : 321، صحيح مسلم : 335)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِجْمَاعٌ أَنَّ الْحَائِضَ لَا تَصُومُ فِي أَيَّامِ حَيْضَتِهَا وَتَقْضِي الصَّوْمَ، وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ، لَا خِلَافَ فِي شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ .

”اجماع ہے کہ عورت ماہواری میں روزے نہیں رکھ سکتی، بلکہ بعد میں قضائی دے گی، البتہ نماز کی قضا نہیں ہے۔ الحمدللہ! اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔“

(التمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : 107/22)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حائضہ روزہ نہیں رکھے گی، یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے، البتہ روزے کی حالت میں حیض آ گیا، تو اس روزے کی اور باقی روزے جو رہ گئے، ان کی قضا دے گی۔

سوال: عورت کا حیض ختم ہو چکا ہے، مگر اس نے ابھی غسل نہیں کیا، تو کیا وہ غسل سے پہلے روزہ رکھ سکتی ہے؟

جواب: رکھ سکتی ہے، کیونکہ اس کا حیض ختم ہو چکا ہے، اسے طہارت حاصل ہو چکی ہے، البتہ نماز وغیرہ کے لیے غسل ضروری ہے۔

سوال: بچے یا بچی پر روزہ کب فرض ہوگا؟

جواب: جب اس میں بلوغت کی کوئی نشانی ظاہر ہو جائے یا پندرہ سال کا ہو جائے۔

✿ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

الْاِحْتِلَامُ وَالْإِنْبَاتُ وَاسْتِكْمَالُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً حَدٌّ لِّلْبُلُوغِ، الَّذِي يَجِبُ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، بِوُجُودِ أَيِّ وَاحِدَةٍ مِّنْ هٰذِهِ الْخِصَالِ كَانَ مَوْجُودَةً، الْفَرَائِضُ وَالْحُدُودُ، وَفِي الْمَرْأَةِ خَصْلَةٌ رَابِعَةٌ تَجِبُ بِوُجُودِهَا فِيهَا عَلَيْهَا الْفَرَائِضُ، وَهِيَ الْحَيْضُ، وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ بِوُجُودِ الْحَيْضِ فِي الْمَرْأَةِ تَجِبُ الْفَرَائِضُ.

”احتلام، زیر ناف بال اور پندرہ سال عمر مرد اور عورت کی بلوغت کی نشانی ہے، ان میں سے جو بھی علامت پائی جائے، فرائض و حدود کو واجب کر دے گی۔ البتہ عورت کی چوتھی علامت بلوغ ماہواری ہے۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ماہواری آئے، تو اس پر فرائض کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف : 4/388)

سوال: اگر حاملہ کو بچے کی ولادت سے ایک دو دن پہلے خون آئے، تو کیا وہ اس دوران نماز روزہ کرے گی؟

جواب: یہ دمِ فاسد ہے، عورت بدستور پاک ہے، نماز روزہ جاری رکھے گی۔

سوال: کیا روزہ دار خوشبو کی دھونی لے سکتا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: قضائے عمری کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: رمضان میں جمعۃ الوداع کے موقع پر ایک بدعت تراش لی گئی ہے، اسے قضائے عمری کہتے ہیں۔ نماز ایجاد کر کے اس کے ثبوت میں ایک حدیث بھی گھڑ لی گئی ہے۔ یہ ائمہ محدثین کے عقیدہ و عمل کے خلاف ہے۔

علمائے امت کے متفقہ فہم اور اجماع کے برخلاف کسی رائے کو دین کا درجہ دینا دراصل اسلام میں رخنہ اندازی کرنا ہے۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ مَنْ قَضٰى صَلَاةً مِّنَ الْفَرَائِضِ فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذٰلِكَ جَابِرًا لِّكُلِّ صَلَاةٍ فَائِتَةٍ فِي عُمُرِهٖ إِلٰى سَبْعِينَ سَنَةً، بَاطِلٌ قَطْعًا لِّأَنَّهٗ مُنَاقِضٌ لِّلْإِجْمَاعِ عَلٰى أَنَّ شَيْئًا مِّنَ الْعِبَادَاتِ لَا يَقُومُ مَقَامَ فَائِتَةِ سَنَوَاتٍ ثُمَّ لَا عِبْرَةَ بِنَقْلِ النِّهَايَةِ وَلَا بِبَقِيَّةِ شُرَّاحِ الْهِدَايَةِ فَإِنَّهُمْ لَيْسُوا مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُحَدِّثِينَ وَلَا أَسْنَدُوا الْحَدِيثَ إِلٰى أَحَدٍ مِّنَ الْمُخَرِّجِينَ .

”حدیث ’جس نے رمضان کے آخری جمعہ کو قضا نماز پڑھی، یہ اس کی عمر کے ستر برس تک فوت ہونے والی تمام نمازوں کا کفارہ ہوگی۔‘ قطعی باطل ہے، کیوں کہ اجماع سے ثابت ہے کہ فوت شدہ عبادات کی کمی پوری نہیں ہوسکتی اور یہ اس اجماع کے مخالف ہے، دوسرے یہ کہ صاحب ہدایہ اور شارحین ہدایہ کی نقل غیر معتبر ہے، یہ لوگ نہ تو خود محدث تھے، نہ انہوں نے روایت کی نسبت کسی محدث کی طرف کی ہے۔“

(الأسرار المرفوعة، ص 356، ح : 519)

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مَوْضُوعٌ لَّا إِشْكَالَ فِيهِ وَلَمْ أَجِدْهُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْكُتُبِ الَّتِي جَمَعَ مُصَنِّفُوهَا فِيهَا الْأَحَادِيثَ الْمَوْضُوعَةَ وَلٰكِنَّهُ اشْتَهَرَ عِنْدَ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُتَفَقِّهَةِ بِمَدِينَةِ صَنْعَاءَ فِي عَصْرِنَا هٰذَا وَصَارَ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ وَلَا أَدْرِي مَنْ وَّضَعَهُ لَهُمْ، فَقَبَّحَ اللّٰهُ الْكَذَّابِينَ .

”اس کے من گھڑت ہونے میں کوئی دوسری رائے نہیں۔ یہ تو موضوعات پر لکھی جانے والی کتابوں میں بھی نہیں پائی جاتی، اس دور میں فقیہان صنعاء کے ہاں مشہور ہوچکی ہے۔ وہ کثیر تعداد میں اس پر عامل ہیں، میں نہیں جانتا اسے کس نے گھڑا؟ بہرکیف اللہ جھوٹوں کو برباد کرے۔“

(الفوائد المَجموعة، ص 54، ح : 115)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الحاصل:

فوت شدہ نمازوں پر توبہ ہے۔ قضائے عمری نامی کسی نماز کا اسلام میں وجود نہیں، لہٰذا اس بدعت سے خود بھی بچیں اور لوگوں کو بھی آگاہ کریں۔

سوال: رمضان میں تکمیل قرآن پر مسجد میں لائٹنگ اور چراغاں کرنا کیسا ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں تکمیل قرآن کریم کے موقع پر مسجد میں لائٹنگ کرنا بدعت اور منکر کام ہے۔ خیر القرون میں اس کا وجود نہیں ملتا، بعد کی ایجاد ہے۔ وقت اور مال کا ضیاع ہے، مجوسیوں سے مشابہت ہے۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

صَارُوا يُوقِدُونَ النِّيرَانَ الْكَثِيرَةَ لِلْخَتْمَةِ فَيَجْمَعُونَ بَيْنَ تَضْيِيعِ الْمَالِ وَالتَّشَبُّهِ بِالْمَجُوسِ وَالتَّسَبُّبِ إِلَى اجْتِمَاعِ النِّسَاءِ وَالرِّجَالِ بِاللَّيْلِ لِلْفَسَادِ وَيُرِيهِمْ إِبْلِيسُ أَنَّ فِي هٰذَا إِعْزَازًا لِّلْإِسْلَامِ وَهٰذَا تَلْبِيسٌ عَظِيمٌ لِّأَنَّ إِعْزَازَ الشَّرْعِ بِاسْتِعْمَالِ الْمَشْرُوعِ .

”تکمیل قرآن کے موقع پر چکا چوند روشنیوں کا اہتمام کرتے ہیں اور مال کا ضیاع، مجوس سے مشابہت اور رات میں مردوزن کے اختلاط جیسے کئی فسادات کا موجب بنتے ہیں۔ شیطان یہ چکمہ دیتا ہے کہ یہ عمل اسلام کی سربلندی کا باعث ہے۔ یہ شیطان کی ملمع سازی ہے، کیوں کہ اسلام کی سربلندی مشروع ذرائع سے ہی ممکن ہے۔“

(تلبیس إبلیس، ص 138)

❁ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (۷۳۷ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا يُزَادُ فِي لَيْلَةِ الْخَتْمِ شَيْءٌ زَائِدٌ عَلٰى مَا فُعِلَ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ، لِأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ مِنْ فِعْلِ مَنْ مَضٰى بِخِلَافِ مَا أَحْدَثَهٗ بَعْضُ النَّاسِ الْيَوْمَ مِنْ زِيَادَةِ وُقُودِ الْقَنَادِيلِ الْكَثِيرَةِ الْخَارِجَةِ عَنِ الْحَدِّ الْمَشْرُوعِ لِمَا فِيهَا مِنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ وَالسَّرَفِ وَالْخُيَلَاءِ سِيَّمَا إِذَا انْضَافَ إِلٰى ذَالِكَ مَا يَفْعَلُهٗ بَعْضُهُمْ مِنْ وُّقُودِ الشَّمْعِ وَمَا يُرْكَزُ فِيهِ، فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ مِّنَ الْفِضَّةِ أَوِ الذَّهَبِ فَاسْتِعْمَالُهٗ مُحَرَّمٌ لِّعَدَمِ الضَّرُورَةِ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَ بِغَيْرِهِمَا، فَهُوَ إِضَاعَةُ مَالٍ وَّسَرَفٌ وَّخُيَلَاءُ .

”جو کچھ آغازِ رمضان میں کیا جاتا ہے، تکمیل قرآن کی رات اس سے زائد کچھ نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ یہ اسلاف امت کی مخالفت ہے۔ آج کل بعض لوگوں نے اس فانوس اور روشنیوں کا انتظام شروع کر دیا ہے، جس سے شرعی حدود پر زد آتی ہے، کیوں کہ اس میں مال کا ضیاع، اسراف اور فخر و تکبر ہے۔ بعض لوگ خصوصی طور پر شمعیں وغیرہ روشن کرتے ہیں اور ان موم بتیوں میں طرح طرح کی چیزیں گاڑی جاتی ہیں، یہ اور بھی قبیح عمل ہے۔ اگر تو سونا چاندی گاڑیں، تو یہ ممنوع اور حرام ہے اور اگر کوئی اور قیمتی چیز گاڑیں، تو مال کے ضیاع، اسراف و تبذیر اور تفاخر کا باعث ہے۔“

(المَدخل : 302/2)

اس عمل میں مذاہب باطلہ کی پیروی ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا روزہ دار دورانِ سفر روزہ توڑ سکتا ہے؟

جواب: دورانِ سفر روزہ ختم کیا جا سکتا ہے، کیونکہ مسافر کو روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے، رمضان کے بعد قضا کر لے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ عَامَ الْفَتْحِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيدَ أَفْطَرَ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال (سفر میں) روزہ رکھا، جب کدید نامی جگہ پر پہنچے، تو روزہ توڑ دیا۔“

(صحيح البخاري : 1944، صحيح مسلم : 1113، المُنتقى لابن الجارود : 398)

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ شَهْرَ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يُرْفَعُ إِلَّا بِزَكَاةِ الْفِطْرِ.

”بلاشبہ ماہ رمضان آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتا ہے، جب تک صدقہ فطر ادا نہ کیا جائے، اوپر نہیں چڑھتا۔“

(العِلَل المُتناهية لابن الجوزي : 8/2)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① محمد بن عبید بصری ”مجہول“ ہے۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ”مجہول“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

② اسماعیل بن ابی خالد کا عنعنہ ہے۔

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ .

”یہ حدیث ثابت نہیں۔“

(العِلَل المُتناهية : 8/2)

✿ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ صِيَامُ الْعَبْدِ مُعَلَّقًا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ حَتّٰى تُؤَدّٰى زَكَاةُ فِطْرِهٖ .

”بندے کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں، تا آنکہ وہ اپنا صدقہ فطر ادا کر دے۔“

(تاريخ بغداد للخطيب : 175/10)

سند سخت ضعیف ہے۔

① بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتا تھا، آخر سند تک سماع کی تصریح چاہیے۔

② عبدالرحمٰن بن عثمان کون ہے؟ معلوم نہیں ہو سکا!

③ عین ممکن ہے کہ عبد الرحمٰن بن عثمان اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے مابین ایک یا زیادہ واسطے گرے ہوں۔

④ محمد بن ابی السری عسقلانی ”کثیر الغلط“ ہے۔

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔“

(العِلَل المتناهية : 8/2)

سوال: روزے دار کے پاس کوئی شے کھانا کیسا ہے؟

جواب: روزے دار کے سامنے کھانا کھایا جاسکتا ہے، ممانعت نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

الصَّائِمُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهٗ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلاَئِكَةُ .

”جب روزے دار کے سامنے کھایا جائے، تو فرشتے اس (روزہ دار) کے لیے دعا کرتے ہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 9618، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا روزے دار کے لیے دن کے کسی حصہ میں مسواک کرنا مکروہ ہے؟

جواب: روزے دار دن کے جس حصہ میں چاہے، مسواک کرسکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں۔

سوال: کیا روزے دار جسم کو ٹھنڈا کرنے کے لیے نہا سکتا ہے؟

جواب: نہا سکتا ہے۔

سوال: حالت روزہ میں خوشبو سونگھنا کیسا ہے؟

جواب: روزہ میں خوشبو سونگھنا جائز ہے، مکروہ یا ممنوع نہیں۔

سوال: حالت روزہ میں بوس و کنار سے انزال ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال: کیا کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا نسوار سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: نہیں ٹوٹتا۔

سوال: حالت روزہ میں عمداً تمبا کو نوشی کر لی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا روزہ ٹوٹ گیا، اس پر قضا واجب ہے، نیز توبہ واستغفار بھی کرے۔

سوال: حالت روزہ میں احتلام ہوا، تو کھا پی لیا، کیا حکم ہے؟

جواب: احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جس نے یہ سمجھا کہ احتلام سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کھا پی لیا، اب اس پر روزہ کی قضا واجب ہے۔

سوال: ایک نوکر نے کام کی شدت کی وجہ سے روزہ افطار کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کام کی شدت کی وجہ سے افطار کرنا جائز نہیں، البتہ اگر کام کرتے کرتے بھوک و پیاس اس قدر شدید ہو کہ ہلاکت کا اندیشہ ہو، تو روزہ توڑ سکتا ہے، اس پر قضا واجب ہو گی، کفارہ نہیں۔

سوال: بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ توڑ دیا، کیا حکم ہے؟

جواب: اس پر قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔

سوال: ایک عورت نے شرعی عذر کی بنا پر ماہِ رمضان کے روزے قضا کیے، کیا اس کا شوہر اس کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے؟

جواب: کسی کی طرف سے روزے نہیں رکھے جا سکتے۔ عورت اپنے روزوں کی قضا خود دے گی، اگر نہیں دے سکتی، تو روزوں کا فدیہ ادا کر دے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ، وَّلَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلٰكِنْ يُطْعِمُ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مُدًّا مِّنْ حِنْطَةٍ .

''کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے، نہ روزہ رکھے، بلکہ (روزے کی جگہ) اس کی طرف سے مستحقین کو ہر روز گندم کا ایک مد کھلائے۔''

(السّنن الکبرٰی للنّسائي : 2918، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: نفل روزہ جان بوجھ کر توڑ دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نفل روزہ عمداً توڑ دے، تو کوئی حرج نہیں۔ اس پر قضا واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے۔ جمہور اہل علم کا مذہب ہے کہ کسی نفل کام کو شروع کیا جائے، تو اختتام تک نفل ہی رہتا ہے، واجب نہیں ہوتا، سوائے نفلی حج اور عمرہ کے۔

ایک رائے یہ بھی ہے کہ نفل جب تک شروع نہ کر دیئے جائیں، نفل رہتے ہیں، لیکن جب ادا کرنا شروع کر دیا تو مکمل کرنا واجب ہے، مکمل نہ کرنے پر قضا لازم ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ : هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ فَقُلْنَا : لَا، قَالَ : فَإِنِّي إِذَنْ صَائِمٌ، ثُمَّ أَتَانَا يَوْمًا آخَرَ فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ : أَرِينِيهِ، فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلَ .

''نبی کریم ﷺ ایک دن میرے پاس آئے اور پوچھا: کیا گھر میں کھانا موجود ہے؟ عرض کیا: جی نہیں۔ فرمایا: تب میں روزے سے ہوں، پھر کسی اور دن تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! تحفے میں حلوہ آیا ہے، فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لائیں، ویسے تو صبح میں نے روزہ رکھا تھا، پھر آپ نے حلوہ کھا لیا۔‘‘

(صحيح مسلم : 1154)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِي الرِّوَايَةِ الثَّانِيَةِ التَّصْرِيحُ بِالدَّلَالَةِ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَمُوَافِقِيهِ فِي أَنَّ صَوْمَ النَّافِلَةِ يَجُوزُ قَطْعُهُ وَالْأَكْلُ فِي أَثْنَاءِ النَّهَارِ وَيَبْطُلُ الصَّوْمُ لِأَنَّهُ نَفْلٌ فَهُوَ إِلٰى خِيَرَةِ الْإِنْسَانِ فِي الْابْتِدَاءِ وَكَذَا فِي الدَّوَامِ وَمِمَّنْ قَالَ بِهٰذَا جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَآخَرُونَ وَلٰكِنَّهُمْ كُلُّهُمْ وَالشَّافِعِيَّ مَعَهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلَى اسْتِحْبَابِ إِتْمَامِهِ .

’’دوسری روایت امام شافعی اور آپ کے موافقین کی دلیل ہے کہ نفلی روزہ توڑ کر کچھ کھا لینا جائز ہے، اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا، کیونکہ یہ نفل ہے اور نفل جیسے ابتدا میں انسان کی مرضی پر ہوتا ہے، ایسے ہی اسے جاری رکھنا بھی مرضی پر موقوف ہے۔ یہ موقف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق رحمہم اللہ وغیرہم کا ہے، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ سمیت تمام اسے مکمل کرنا مستحب سمجھتے ہیں۔‘‘

(شرح النّووي : 35/8)

❁ سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صَائِمَةٌ، فَقَالَ : أَصُمْتِ أَمْسِ؟ ، قَالَتْ : لَا، قَالَ : تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟ قَالَتْ : لَا، قَالَ : فَأَفْطِرِي .

”جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ میرے ہاں آئے، میں روزہ سے تھی، پوچھا: کل آپ نے روزہ رکھا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔فرمایا: آئندہ کل کا ارادہ ہے؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: تو پھر افطار کر دیں۔“

(صحیح البخاري : 1986)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

دَلَّ عَلٰى أَنَّ الشُّرُوعَ فِي الْعِبَادَةِ لَا يَسْتَلْزِمُ الْإِتْمَامَ إِذَا كَانَتْ نَافِلَةً بِهٰذَا النَّصِّ فِي الصَّوْمِ وَبِالْقِيَاسِ فِي الْبَاقِي، فَإِنْ قِيلَ : يَرِدُ الْحَجَّ قُلْنَا : لَا، لِأَنَّهُ امْتَازَ عَنْ غَيْرِهٖ بِلُزُومِ الْمُضِيِّ فِي فَاسِدِهٖ فَكَيْفَ فِي صَحِيحِهٖ وَكَذٰلِكَ امْتَازَ بِلُزُومِ الْكَفَّارَةِ فِي نَفْلِهٖ كَفَرْضِهٖ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ نفلی عبادت کا آغاز کرنے پر اسے مکمل کرنا ضروری نہیں۔روزوں میں تو یہ واضح نص ہے اور باقی عبادات میں اس پر قیاس کیا جائے گا۔اگر کوئی کہے کہ پھر تو حج میں بھی ایسا ہی ہونا چاہیے! ہم کہیں گے کہ نہیں، حج اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ حج فاسد ہو جائے، تب بھی اسے جاری رکھنا ضروری ہے، چہ جائیکہ حج کو درمیان میں چھوڑ دیا جائے۔اسی طرح فرض حج کی طرح نفل حج میں بھی کفارہ لازم ہوتا ہے (لہٰذا اسے دیگر عبادات پر قیاس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرنا درست نہیں۔)''

(فتح الباري :1/107)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے:

بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ وَالْخُرُوجِ مِنْهُ قَبْلَ تَمَامِهِ .

''نفلی روزہ اوراسے مکمل کرنے سے پہلے افطار کا بیان۔''

(السّنن الكبرٰى : 4/455)

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ لَهَا : مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ : أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ : كُلْ؟ قَالَ : فَإِنِّي صَائِمٌ، قَالَ : مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ، قَالَ : فَأَكَلَ، ...... فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : صَدَقَ سَلْمَانُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سلمان فارسی اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہما میں مواخات قائم کی۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے، تو دیکھا کہ سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کی حالت پراگندہ ہے۔ پوچھا: یہ کیا؟ کہا: آپ کے بھائی ابو درداء کو دنیا کی کوئی غرض نہیں۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

لیے کھانا پیش کیا۔ سلمان نے کہا: کھایئے، فرمایا: میں روزے سے ہوں۔ فرمایا: آپ کھائیں گے، تو میں کھاؤں گا، تو سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کھا لیا۔ اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمان نے درست کیا۔‘‘

(صحيح البخاري : 1968)

۞ امام بخاری رحمہ اللہ کی تبویب:

بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلٰی أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ، وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ قَضَاءً إِذَا كَانَ أَوْفَقَ لَهُ .

’’کسی پر قسم اٹھا دی کہ وہ نفل روزہ افطار کر دے گا، اب اگر اس نے روزہ افطار کر دیا ہے تو اس پر قضا نہیں۔‘‘

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ جَوَازُ الْفِطْرِ مِنْ صَوْمِ التَّطَوُّعِ كَمَا تَرْجَمَ لَهُ الْمُصَنِّفُ وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ وَلَمْ يَجْعَلُوا عَلَيْهِ قَضَاءً إِلَّا أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ لَهُ ذٰلِكَ .

’’ترجمۃ الباب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حدیث میں نفلی روزہ افطار کرنے کا جواز ہے۔ جمہور کا یہی مذہب ہے، نیز روزہ توڑنے والے پر قضا ضروری نہیں، البتہ مستحب ہے۔‘‘

(فتح الباري : 212/4)

۞ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ أَخْبَرَ أَصْحَابَهُ أَنَّهُ صَائِمٌ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْهِمْ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالُوا : أَوَلَمْ تَكُ صَائِمًا؟ قَالَ : بَلٰى وَلٰكِنِّي مَرَّتْ جَارِيَةٌ لِي

www.KitaboSunnat.com

فَأَعْجَبَتْنِي فَأَصَبْتُهَا وَكَانَتْ حَسَنَةً هَمَمْتُ بِهَا وَأَنَا قَاضِيهَا يَوْمًا آخَرَ .

”آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ میں روزے سے ہوں، بعد میں ان کے پاس آئے، تو سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے، شاگردوں نے پوچھا: آپ تو روزے میں تھے؟ فرمایا: جی ہاں، روزے میں ہی تھا، مگر میرے پاس سے میری لونڈی گزری، وہ مجھے اچھی لگی، وہ خوب صورت بھی تھی، تو میں نے اس سے مقاربت اختیار کر لی، اب اس روزے کی قضا کسی دوسرے دن دوں گا۔“

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 2/111، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ انس بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَعَطِشَ عَطَشًا شَدِيدًا فَأَفْطَرَ، فَسَأَلَ عِدَّةً مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرُوهُ أَنْ يَقْضِيَ يَوْمًا مَكَانَهٗ .

”آپ رحمہ اللہ نے یوم عرفہ کا روزہ رکھا، شدید پیاس لگی، تو روزہ افطار کر دیا، پھر بہت سارے صحابہ سے اس بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے اس روزے کی قضا کا حکم دیا۔“

(مُصنّف ابن أبي شيبة : 9093، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: جان بوجھ کر فرض روزہ توڑنے پر قضا ہے؟

جواب: بغیر عذر کے جان بوجھ کر فرض روزہ توڑنے پر قضا ہے، کفارہ نہیں ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

مرض یا سفر کی وجہ سے روزہ افطار کر دے، تو دوسرے دونوں میں قضا دے گا، جس نے جان بوجھ کر افطار کیا، وہ بالا ولیٰ قضا دے گا، نیز توبہ کرے گا۔

❀ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَأَفْطَرَ قَالَ : فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ : صَدَقَ أَنَا صَبَبْتُ لَهُ الْوَضُوءَ .

”(نفلی روزہ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قے آئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ توڑ دیا، کہتے ہیں: دمشق کی مسجد میں میری ملاقات ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی، میں نے اُن سے یہ بات ذکر کی، تو کہنے لگے: انہوں نے سچ کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروانے کے لیے پانی میں نے ہی بہایا تھا۔“

(سنن أبي داوٗد : 2381، سنن التّرمذي : 87، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۹۵۶) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۰۹۷) نے ”صحیح“ کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۴۲۶/۱) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ امام ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ مُتَّصِلٌ صَحِيحٌ .

”اس کی سند متصل صحیح ہے۔“

(التّلخيص الحبير لابن حَجَر : 190/2)

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ روزہ قے آنے سے نہیں ٹوٹا، بلکہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

کو قے آئے، تو آپ ﷺ نے اپنے اختیار سے روزہ توڑ دیا۔ یقیناً یہ نفلی روزہ گا۔ اس مفہوم سے تمام دلائل میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے:

مَنْ قَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُفْطِرْ .

”جس نے روزے کی حالت میں (جان بوجھ کر) قے کی، وہ افطار کر دے۔“

(السّنن الکبرٰی للنّسائي : 3118، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَقَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ، وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ .

”جس نے روزے کی حالت میں جان بوجھ کر قے کی، اس پر قضا ہے اور جسے خود بخود قے آئی، اس پر قضا نہیں ہے۔“

(موطأ الإمام مالك :1/304، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

فِي رَجُلٍ تَقَيَّأَ لَمْ يَتَعَمَّدْ ذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ أَبِي : أَرٰى أَنْ لَّا يُعِيدَ صَوْمَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِأَبِي : فَإِنْ هُوَ تَقَيَّأَ تَعَمَّدَ ذٰلِكَ، قَالَ : أَرٰى أَنْ يُّعِيدَ الصَّوْمَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ .

”جس شخص کو رمضان کے روزے میں قے آجائے، اس نے ایسا جان بوجھ کر نہ کیا ہو، تو میرے مطابق وہ روزے کی قضا نہیں دے گا۔ (یعنی اس کا روزہ برقرار رہے گا۔) میں (عبداللہ بن احمد) نے والد گرامی سے پوچھا: اگر کوئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جان بوجھ کر قے کرے؟ فرمایا: میرے مطابق وہ اس روزے کی قضا دے، لیکن اس پر کفارہ نہیں ہے۔“

(مسائل الإمام أحمد بروایة ابنه عبد اللّٰه، ص 184)

جان بوجھ کر قے کرے، تو فرض روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس پر قضا ہے، تو جب جان بوجھ کر کھا پی لے، تو اس پر بھی قضا ہے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِقْضُوا اللّٰهَ الَّذِي لَهٗ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ .

”اللہ تعالیٰ کا حق ادا کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔“

(صحیح البخاري : 7315)

روزہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اگر جان بوجھ کر توڑ دے گا، تو قضا کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا حق پورا کرے گا۔

❁ جابر بن زید رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جو شخص جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑ دے، وہ کیا کرے؟ فرمایا:

لِيَصُمْ يَوْمًا مَكَانَهٗ، وَيَصْنَعُ مَعَ ذٰلِكَ مَعْرُوفًا .

”اس کی قضا میں ایک روزہ رکھے، نیز کوئی نیکی بھی کرے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 9775، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا، جو جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑ دے، فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ ذٰلِكَ، وَيَتُوبُ إِلَيْهِ، وَيَقْضِي يَوْمًا مَّكَانَهٗ .

''وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور ایک روزے کی قضا دے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 9778، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَّإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ .

''جس کو روزے کی حالت میں خود بخود قے آ جائے، اس پر قضا نہیں ہے (یعنی اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا) اور جو قصداً قے کرے، اس پر قضا لازم ہے۔''

(مسند أحمد : 498/2، سنن أبي داوٗد : 2380، سنن التّرمذي : 720)

یہ حدیث معلول ہے۔ اس حدیث پر امام احمد بن حنبل اور امام بخاری رحمہما اللہ جیسے ائمہ علل نے جرح کی ہے، اسے مرفوع بیان کرنا خطا ہے۔

سوال: روزے کی حالت میں غشی آجائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: روزے کی حالت میں غشی آجائے، تو روزہ برقرار ہے۔

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَصُومُ تَطَوُّعًا فَيُغْشٰى عَلَيْهِ فَلَا يُفْطِرُ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نفل روزہ کے دوران بے ہوش ہو جاتے، تو روزہ نہیں توڑتے تھے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 8110، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْإِغْمَاءَ خِلَالَ الصَّوْمِ لَا يُفْسِدُهُ.

”یہ اثر دلیل ہے کہ دوران روزہ غشی آجائے، تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔“

(السّنن الكبرىٰ، تحت الرقم : 8110)

سوال: حاملہ عورت کے روزہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: سیدنا انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ، وَعَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ.

”اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور نماز کا نصف معاف کر دیا ہے، اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی کو بھی۔“

(سنن النّسائي : 2315، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“ اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۰۴۴) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

یاد رہے کہ اس حدیث میں صرف روزہ اور نماز کے وقتی طور پر معاف ہونے کا ذکر ہے، قضا دینی ہے یا نہیں، حدیث کا ظاہر اس بارے میں خاموش ہے، اس لئے فہم صحابہ سے اس کا معنی متعین کیا جائے گا۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حاملہ کے بارے میں پوچھا گیا، جسے اپنے بچے کے نقصان کا خطرہ ہے، فرمایا:

”وہ روزہ چھوڑ دے، اس کے بدلے میں ایک مسکین کو ایک ”مد“ (تقریباً

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نصف کلوگرام) گندم دے دے۔“

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 230/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک حاملہ نے روزے کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا:

أَفْطِرِي، وَأَطْعِمِي عَنْ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا وَّلَا تَقْضِي .

”روزہ چھوڑ دیں اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں، قضا نہ دیں۔“

(سنن الدّارقطني :207/1، ح : 2363، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیٹی ایک قریشی کے نکاح میں تھیں، وہ حاملہ تھیں، رمضان میں اس نے پیاس محسوس کی، تو آپ نے اسے حکم دیا کہ روزہ چھوڑ دیں، ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

(سنن الدّارقطني :207/1، ح : 2364، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ﴾ (البقرة : ١٨٤) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أُثْبِتَتْ لِلْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ .

”یہ آیت حاملہ اور دودھ پلانے والی کے لیے ثابت (غیر منسوخ) رکھی گئی ہے۔“

(سنن أبي داود : 2317، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ حاملہ اور دودھ پلانے والی جو اپنے بچے کے حوالے سے خائف ہو، کے بارے میں فرماتے ہیں کہ روزہ نہ رکھیں، ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں، چھوڑے ہوئے روزے کی قضائی بھی ان دونوں پر نہیں ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف عبد الرّزاق : 216/4، ح : 7555، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ (تفسیر طبری : ۲۷۵۸، وسندہ حسن) اور عکرمہ رحمہ اللہ (تفسیر طبری : ۲۷۴۸، وسندہ صحیح) کا بھی یہی موقف ہے۔

تنبیہ:

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ حاملہ اور مرضعہ فدیہ کے ساتھ روزے کی قضا بھی دیں گی، اس مؤقف پر کوئی دلیل معلوم نہیں ہوسکی۔

الحاصل:

حاملہ اور دودھ پلانے والی دونوں روزہ نہ رکھیں، ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں، ان پر قضا نہیں۔

سوال: روزے کی حالت میں تمباکونوشی کا کیا حکم ہے؟

جواب: تمباکونوشی سے بالاتفاق روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال: بیوی کے پاس بیٹھنے سے انزال ہو جائے، تو روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: روزے دار کے سامنے ''اگربتی'' جلانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اس سے روزے پر کچھ خلل واقع نہیں ہوتا۔

سوال: عورت نے قصداً روزہ توڑ دیا، پھر اسے فوراً حیض آ گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: عورت روزہ توڑنے پر گناہ گار ہوئی، اسے توبہ واستغفار کرنی چاہیے، نیز اس پر روزے کی قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔

سوال: روزے دار نے بیوی سے جماع کیا، مگر انزال نہ ہوا، تو کفارہ لازم ہوگا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: انزال ہو یا نہ ہو، حالت روزہ میں دخول سے کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔

سوال: ایک شخص نے رمضان کا قضا روزہ رکھا ہے اور بیوی سے جماع کر لیا، کیا کفارہ لازم ہو گا؟

جواب: رمضان کی قضا میں رکھا جانے والا روزہ فرض ہے اور ہر فرض روزہ میں جماع کرنے سے کفارہ لازم آئے گا۔

سوال: نفلی روزے میں بیوی سے جماع کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ ٹوٹ گیا، اس پر کفارہ نہیں، البتہ قضا مستحب ہے، واجب نہیں۔

سوال: ایک شخص نے نذر کا روزہ رکھا ہے اور بیوی سے جماع کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر نذر یہ مانی تھی کہ کسی دن روزہ رکھے گا، دن یا تاریخ کو خاص نہیں کیا تھا، تو جماع کی صورت میں اس پر کفارہ لازم نہیں، البتہ قضا واجب ہے اور اگر دن یا تاریخ کو خاص کیا تھا، تو اس پر کفارہ اور قضا دونوں واجب ہیں۔

سوال: کیا لواطت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: لواطت زنا ہے، بلکہ زنا سے زیادہ سنگین جرم ہے۔ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، قضا و کفارہ بھی لازم ہوتا ہے۔

❀ علامہ حسین بن محمود مظہری حنفی رحمہ اللہ (۷۲۷ھ) فرماتے ہیں:

اَلزِّنَا فِي اللُّغَةِ عِبَارَةٌ عَنِ الْمُجَامَعَةِ فِي الْفَرَجِ عَلٰی وَجْهِ الْحَرَامِ، وَيَدْخُلُ فِي الزِّنَی اللِّوَاطَةُ وَإِتْيَانُ الْبَهَائِمِ .

”لغت میں زنا حرام ذریعے سے عورت کی شرمگاہ میں مجامعت کو کہتے ہیں، البتہ زنا میں لواطت اور چوپایوں کے ساتھ حرام کاری بھی آ جاتی ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(المفاتيح في شرح المصابيح :96/1)

سوال: حالت روزہ میں کسی بزرگ کا تھوک تبرک کے طور پر چاٹ لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جہاں تک تعلق ہے بزرگ کے تھوک سے تبرک کا، تو وہ جائز نہیں۔ تبرک صرف نبی سے حاصل کیا جا سکتا ہے، غیر نبی سے تبرک حاصل کرنا جائز نہیں۔

اگر کوئی روزہ دار قصداً بزرگ کا تبرک چاٹ لے، تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا، اس پر قضا واجب ہے، نیز توبہ واستغفار بھی کرے۔

سوال: ایک شخص نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا، مگر دوسرے لوگوں نے نہیں مانا، تو اس نے بھی توڑ دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اسے یقین ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے، تو اسے روزہ نہیں توڑنا چاہیے تھا، اگر توڑ دیا، تو اس پر قضا واجب ہے۔

سوال: تیسویں روزے دن کے وقت چاند دیکھا، تو روزہ توڑ دیا، کیا بعد میں اس کی قضا واجب ہے؟

سوال: غیر روزہ دار شوہر نے روزہ دار بیوی سے جماع کیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بیوی پر قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔

سوال: حالت روزہ میں بے ہوش ہو گیا، تو لوگوں نے پانی پلا دیا، بعد میں ہوش آیا، تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ گیا؟

جواب: اس کا روزہ ختم ہو گیا، اس پر قضا واجب ہے۔

سوال: رمضان کے روزے میں دن کو سخت بخار ہو گیا، تو کیا روزہ توڑ سکتا ہے؟

جواب: توڑ سکتا ہے، قضا ہے، کفارہ نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک شخص کو بھولنے کی بیماری ہے، روزے کی حالت میں وہ بہت کچھ کھا پی لیتا ہے، مگر اسے بعد میں یاد آتا ہے کہ میں روزے سے ہوں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: وہ روزہ جاری رکھے۔ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا سفر میں روزہ رکھنا یا چھوڑنا اختیاری ہے؟

جواب: جی ہاں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

''حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوران سفر روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا، فرمایا: مرضی ہے، روزہ رکھنا چاہیں، رکھ لیں، چھوڑنا چاہیں، چھوڑ دیں۔''

(صحيح البخاري: 1943، صحيح مسلم: 1121)

سوال: اگر سفر میں روزہ توڑنا پڑے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: توڑ سکتا ہے، اگر فرض روزہ ہے، تو اس کی قضا ضروری ہے اور اگر نفل ہے، تو اس کی قضا مستحب ہے۔

سوال: ایک شخص کو معلوم نہ تھا کہ بیوی سے جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، وہ ایک عرصہ تک جماع کرتا رہا، بعد میں معلوم ہوا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک معلوم نہ تھا، وہ معذور ہے، اس پر قضا یا فدیہ واجب نہیں۔

سوال: جس روزہ دار نے ایک دن میں کئی مرتبہ بیوی سے جماع کیا، تو اس پر کتنی بار کفارہ لازم ہوگا؟

جواب: روزہ دار ایک دن میں جتنی مرتبہ بھی بیوی سے جماع کر لے، بہرحال اس پر ایک کفارہ ہی واجب ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنْ لَّيْسَ عَلٰى مَنْ وَطِيءَ مِرَارًا فِي يَوْمٍ وَّاحِدٍ إِلَّا كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ.

”اہل علم کا اجماع ہے کہ جو ایک دن میں کئی مرتبہ جماع کرلے، اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔“

(الاستذکار: 318/3)

سوال: لگاتار دو روزوں میں بیوی سے جماع کیا، کتنے کفارے لازم ہوئے؟

جواب: دو کفارے ادا کرے گا۔

سوال: رمضان میں رات کے کتنے وقت میں بیوی سے جماع کیا جا سکتا ہے؟

جواب: غروب آفتاب سے طلوع فجر تک جماع کی اجازت ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ (البقرۃ: ۱۸۷)

”روزوں کی رات تمہارے لیے بیویوں سے جماع کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔“

رات کا اطلاق غروب آفتاب سے طلوع فجر تک ہوتا ہے۔

سوال: روزہ کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: روزے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام کو آزاد کرے، اگر اس کی استطاعت نہیں، تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے، اگر اس کی طاقت نہیں، تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔

سوال: کفارہ کی قیمت مساکین کو دے دینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک گھر میں آگ لگ گئی، کچھ افراد نے روزے توڑ دیے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: ان پر قضا واجب ہے۔

سوال: اگر کفارہ میں کسی غریب طالب علم کو دو ماہ تک کھانا کھلا دے، تو کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: ادا ہو جائے گا۔

سوال: روزے کے کفارہ کی رقم مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں لگانا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں، مدرسہ کے طلبا کو کھانا کھلایا جائے۔

سوال: کیا روزہ کا کفارہ توبہ واستغفار سے معاف ہوگا یا نہیں؟

جواب: کفارہ ادا کرنا ضروری ہے، توبہ سے معاف نہ ہوگا۔

سوال: اگر کفارہ ادا کرنے کی طاقت نہ ہو، تو کیا کرے؟

جواب: جب فراخی ہو، تو کفارہ ادا کر دے۔

سوال: کیا قرض لے کر روزے کا کفارہ ادا کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کفارہ کا کھانا دس مسکینوں کو چھ دن کھلانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کفارہ کا کھانا نابالغ بچے کھائیں، تو ادا ہو جائے گا؟

جواب: کفارہ کا کھانا نابالغ غریب و مسکین بچے کھائیں، تو ادا ہو جائے گا۔

سوال: اگر کوئی شخص کفارہ میں ایک ماہ کے روزے رکھے اور تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے، تو اس طرح کفارہ ادا ہو جائے گا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): اس طرح کفارہ ادا نہ ہوگا۔ وہ دو ماہ کے لگا تار روزے رکھے، اس کی استطاعت نہ ہو، تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(سوال): اگر کفارہ کے روزے رکھ رہا تھا کہ درمیان میں بیماری کی وجہ سے ایک روزہ چھوٹ گیا، تو کیا کفارہ میں روزوں کی گنتی دوبارہ سے شروع کرے گا یا ادھر سے ہی؟

(جواب): کفارہ کے روزے دو ماہ مسلسل رکھنا ضروری ہیں، البتہ اگر عذر یعنی بیماری یا سفر کی وجہ سے کوئی روزہ چھوٹ جائے، تو کوئی حرج نہیں، بقیہ روزے پورے کرے گا اور اگر بغیر عذر روزہ چھوڑے، تو کفارہ شروع سے ادا کرنا ہوگا۔

(سوال): کفارہ کے روزوں کے درمیان بقرعید آ گئی، تو کیا کرے؟

(جواب): عید اور ایام تشریق کے دنوں میں روزے چھوڑ دے، کیونکہ ان دنوں میں روزے رکھنا جائز نہیں، اس کے بعد بقیہ روزے رکھ لے۔

(سوال): ایام تشریق میں نفلی روزہ رکھنا کیسا ہے؟

(جواب): ایام تشریق میں نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں۔

❀ نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ .

''ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں۔''

(صحیح مسلم: 1141)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجُوزُ أَنْ يُتَطَوَّعَ بِصَوْمِهَا .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ ایام تشریق میں نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(کَشف المُشکل : 131/2)

تنبیہ:

عیدین کے دن بھی نفلی روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّهٗ لَا یَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ یَتَطَوَّعَ بِالصَّوْمِ فِي یَوْمَيِ الْعِیدِ .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ کسی کے لیے عیدین کے دن نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں۔“

(کَشف المشکل : 128/3)

سوال: ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلانا ہے یا ایک وقت؟

جواب: ایک وقت درمیانے درجہ کا کھانا کھلانا ہے۔

سوال: بوڑھے آدمی کے روزے کے متعلق کیا خیال ہے؟

جواب: اجماع ہے کہ بوڑھا آدمی، جو روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو، روزہ نہ رکھے، بلکہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔

✿ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰی أَنَّ لِلشَّیْخِ الْکَبِیرِ، وَالْعُجُوزِ الْعَاجِزَیْنِ عَنِ الصَّوْمِ أَنْ یُفْطِرَا .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت روزہ کی استطاعت نہ رکھتے ہوں، تو وہ روزہ چھوڑ دیں۔“

(الإجماع : 129، الإشراف : 152/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ، وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ لَا يَسْتَطِيعَانِ أَنْ يَصُومَا، فَيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا.

''سورت بقرہ (۱۸۴) منسوخ نہیں ہے، اس سے مراد وہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت ہے، جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، وہ ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔''

(صحيح البخاري: 4505)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب بوڑھے ہو گئے اور روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہی، تو روزہ نہیں رکھتے تھے، بلکہ کھانا کھلا دیتے تھے۔

(تفسير عبد الرّزاق: 184، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

''جب آپ رضی اللہ عنہ ایک سال روزہ رکھنے سے عاجز آ گئے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ٹب میں ثرید تیار کی، تیس مساکین کو خوب سیر کر کے کھلا دی۔''

(أحاديث إسماعيل: 112، سنن الدّارقطني: 2390، واللّفظ لهٗ، صحيحٌ)

❁ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ نے اس پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے۔

(بدائع الصّنائع: 97/2)

سوال: حاملہ عورت روزے قضا کر سکتی ہے؟

جواب: حاملہ عورت روزے قضا بھی کر سکتی ہے اور فدیہ بھی دے سکتی ہے۔

سوال: رضاعت کی مدت پوری نہ ہوئی کہ پھر حمل ہو گیا، تو کیا عورت مسلسل دو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سال تک فدیہ دے سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: دمہ کا مرض لاحق ہے، روزہ نہیں رکھ سکتا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: عموماً یہ مرض دائمی ہوتا ہے، اس لیے وہ روزوں کا فدیہ ادا کر دے۔

سوال: روزے کا فدیہ کتنا ہے؟

جواب: ایک مسکین کو اوسط درجہ کا ایک وقت کھانا کھلانا ہے۔

سوال: کیا فدیہ میں کھانے کی قیمت ادا کی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔ وہ رقم کسی مسکین کو دے دی جائے۔

سوال: شدت مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا اور اسی میں فوت ہو گیا، تو چھوٹے ہوئے روزوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: بیماری میں چھوڑے گئے روزے معاف ہیں۔ اس کے ورثاء پر قضا یا فدیہ نہیں، البتہ اگر نذر کے روزے ہوں، تو میت کا ولی وارث اس کی طرف سے نذر پوری کرے گا۔

سوال: دردِ زِہ کی وجہ سے روزہ توڑ دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس پر قضا ہے۔

سوال: اگر مسافر چھوڑے ہوئے روزے کا فدیہ دے دے، قضا نہ دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس پر قضا ضروری ہے، فدیہ سے فرض ادا نہ ہوگا۔

سوال: دودھ پلانے والی عورت روزہ رکھے گی یا نہیں؟

جواب: اسے اختیار ہے، چاہے تو روزہ رکھ لے، چاہے چھوڑ دے اور بعد میں قضا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر لے یا فدیہ ادا کر دے۔

سوال: جو شدید مرض کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے اور اسے صحت یابی کی اُمید نہیں، تو وہ کیا کرے؟

جواب: وہ روزوں کا فدیہ ادا کر دے۔

سوال: اگر بیمار شخص مشکل برداشت کر کے روزہ رکھے، تو کیا اسے روزے کا اجر ملے گا؟

جواب: ضرور ملے گا۔

سوال: اگر کوئی شخص روزے سے ہے، پیاس کی شدت کی وجہ سے وہ جان کنی کے عالم میں ہے، کیا اس کے لیے روزہ افطار کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر پیاس کی شدت اس قدر ہو کہ برداشت مشکل ہو جائے، تو وہ روزہ توڑ دے۔ اس پر قضا واجب ہے۔

سوال: کیا مسجد میں روزہ افطار کیا جا سکتا ہے؟

جواب: روزہ افطار کرنا کارِ خیر ہے، مسجد میں بھی جائز ہے۔

سوال: ایک دن کا سفر ہو، تو کیا روزہ افطار کیا جا سکتا ہے؟

جواب: آدھے دن کا سفر ہو، تو بھی روزہ افطار کیا جا سکتا ہے۔

سوال: بوڑھا دائم المرض رمضان میں کیا کرے؟

جواب: ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو اوسط درجہ کا کھانا کھلا دے۔

سوال: بوڑھا ذیابیطس کا مریض رمضان میں کیا کرے؟

جواب: ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: جو مسافر تردد میں ہو، کہ آج واپسی ہوتی ہے یا کل، اسی کشمکش میں انیس سے زائد ایام گزر جاتے ہیں، کیا ایسا مسافر نماز قصر کرنے کے ساتھ ساتھ روزہ قضا کر سکتا ہے؟

جواب: جس مسافر کو واپسی پر تردد ہو، وہ روزہ قضا کر سکتا ہے، خواہ پورا ماہ ہی تردد میں گزر جائے۔

سوال: شدید پیاس ہو، تو روزہ افطار کر سکتا ہے؟

جواب: اگر پیاس اتنی شدید ہو کہ ہلاکت کا اندیشہ ہو، یا عقل کے زائل ہونے کا خوف ہو، تو ایسا شخص روزہ افطار کر سکتا ہے، بعد میں قضا دے دے۔

سوال: جو شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاتا ہے، کیا وہ روزوں کا فدیہ دے سکتا ہے؟

جواب: جو شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہو جائے اور دوسرے دنوں میں قضا کرنے سے بھی بیمار ہو جاتا ہو، تو وہ روزوں کا فدیہ دے سکتا ہے۔

سوال: جس بیمار کو ماہر طبیب کا حکم ہو کہ دوپہر کو دوا ضرور پیئے، کیا وہ بیمار روزہ افطار کر سکتا ہے؟

جواب: اگر واقعی دوا پینا ضروری ہے، تو روزہ افطار کر سکتا ہے، اس پر قضا ہے۔

سوال: جو شخص نذر کا روزہ بوجہ خوف بیماری نہ رکھ سکے، وہ کیا کرے؟

جواب: جو شخص نذر کا روزہ بوجہ خوف بیماری نہ رکھ سکے، تو وہ اس روزے کو کسی دوسرے دن قضا کر لے، اگر دوسرے دن روزہ رکھنے سے بھی بیماری کا خدشہ ہے، تو روزے کا فدیہ دے سکتا ہے۔

سوال: اگر کسی نے نذر کے روزے پورے نہ کیے اور فوت ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جو اپنے نذر کے روزے رکھے بغیر فوت ہو جائے، تو میت کا ولی وارث اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی طرف سے روزہ رکھے گا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ .

”جس پر (نذر کے) روزے تھے اور وہ فوت ہو گیا، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔“

(صحيح البخاري : 1952، صحيح مسلم : 1147)

سوال: دوران رمضان ایام حیض شروع ہو گئے، تو کیا کرے؟

جواب: عورت کو جتنے دن حیض رہے، وہ روزے نہیں رکھے گی اور رمضان کے بعد ان روزوں کی قضا دے گی۔ حیض میں روزہ نہیں رکھ سکتی۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ؛ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ .

”کیا ایسا نہیں کہ حائضہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔“

(صحيح البخاري : 304، صحيح مسلم : 79)

❁ معاذہ رحمہا اللہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے سوال و جواب بیان کرتی ہیں:

”عرض کیا، حائضہ روزے کی قضائی تو دیتی ہے، نماز کی قضائی کیوں نہیں دیتی؟ فرمایا: آپ حروریہ ہیں؟ عرض کیا نہیں، میں حروریہ نہیں ہوں، فقط سوال کیا ہے، فرمایا: ہم ماہواری میں ہوتیں تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضا کا نہیں۔“

(صحيح البخاري :321، صحيح مسلم : 335)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''امتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ عورت ماہواری میں روزے نہیں رکھ سکتی، بلکہ بعد میں قضائی دے گی، البتہ نماز کی قضا نہیں ہے۔ الحمد للہ! اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

(التمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : 107/22)

حائضہ روزہ نہیں رکھے گی، یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے، البتہ روزے کی حالت میں حیض آ گیا، تو اس روزے کی اور باقی روزے جو رہ گئے، ان کی قضائی دے گی۔

سوال: جس روزے کے دوران حیض آیا، کیا اس دن شام تک کھا پی سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر روزے کے دوران حیض شروع ہو جائے، تو عورت کا روزہ ٹوٹ گیا، وہ اسی وقت کھا پی سکتی ہے، شام تک کھانے پینے سے رکے رہنے کی ضرورت نہیں، البتہ پاکی کے بعد اس روزے کی بھی قضا دے گی۔

سوال: ایک شخص بواسیر کے مرض میں مبتلا ہے، جب روزہ رکھتا ہے، تو شدید خون آنے لگتا ہے اور سخت تکلیف ہوتی ہے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص رمضان میں روزے چھوڑ سکتا ہے، بعد میں جب مرض میں خفت آئے، تو ان روزوں کی قضا دے دے، اگر آئندہ رمضان تک مرض سے شفایابی کی اُمید نہ ہو، تو ان روزوں کا فدیہ ادا کر دے۔

سوال: کیا اَسی سال کا لاچار بوڑھا روزوں کی طرح نماز کا بھی فدیہ دے سکتا ہے؟

جواب: فدیہ صرف روزوں کا ہے۔ نماز کا فدیہ نہیں، یہ ضرور بالضرور ادا کرنا ہوتی ہے، اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا، تو بیٹھ کر، اگر بیٹھ کر نہیں، تو لیٹ کر، ورنہ اشارے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھ لے، مگر پڑھنی ضرور ہے۔

سوال: جو شخص ہمیشہ سفر میں رہتا ہے، وہ رمضان کے روزوں کو قضا کیسے کرے؟

جواب: جو شخص پورا سال سفر میں رہتا ہے، اسے چاہیے کہ سردیوں کے موسم میں، جب دن چھوٹے ہوتے ہیں اور موسم قابل برداشت ہوتا ہے، رمضان کے روزوں کی قضا دے دے، اگر ایسا ممکن نہ ہو، تو روزوں کا فدیہ دے سکتا ہے۔

سوال: روزے دار کے منہ میں آنسو کے ایک دو قطرات داخل ہو گئے، تو روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ باقی ہے۔

سوال: روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار کی اور انزال ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹا۔

سوال: روزے دار نے منہ کھولا، تو اس کے منہ میں کوئی چیز داخل ہو کر حلق میں چلی گئی، تو روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ برقرار ہے۔

سوال: کیا استحاضہ والی عورت نماز روزہ کرے گی؟

جواب: مستحاضہ ایامِ حیض میں نماز و روزہ، تلاوتِ قرآن اور جماع سے رکی رہے گی، البتہ حیض ختم ہونے کے بعد غسل ضروری ہے۔ غسل کے بعد باقی دنوں میں اس کا حکم عام عورتوں جیسا ہے۔

سوال: کیا استحاضہ والی عورت نماز روزہ کرے گی؟

جواب: استحاضہ ایک بیماری ہے، اس سے عورت ناپاک نہیں ہوتی، بلکہ جو عورت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

اس بیماری کا شکار ہو، وہ پاک رہتی ہے، نماز روزہ کرے گی، اس سے جماع بھی جائز ہے۔ اگر اسے ہمیشہ خون جاری رہتا ہے، تو وہ حیض والے دنوں میں نماز روزہ ترک کر دے گی اور اس کے بعد غسل کر کے نماز روزہ جاری رکھے گی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جَاءَ تْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا، إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ، ثُمَّ صَلِّي

''سیدہ فاطمہ بنت ابی حُبیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! استحاضہ کی مریض ہوں، میں پاک نہیں رہ سکتی۔ کیا نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ فرمایا: یہ رگ کا خون ہے۔ (استحاضہ میں مبتلا ہونے کی صورت میں) ماہواری کے ایام میں نماز چھوڑ دیجیے، ماہواری ختم ہو تو خون دھوئیں اور نماز ادا کریں۔''

(صحيح البخاري : 228، صحيح مسلم : 333)

❀ صحیح بخاری (325) کے الفاظ ہیں:

إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ : إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ ؟ فَقَالَ : لَا، إِنَّ ذٰلِكِ عِرْقٌ، وَلٰكِنْ دَعِي الصَّلَاةَ قَدْرَ الْأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَحِيضِينَ فِيهَا، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي .

''سیدہ فاطمہ بنت ابی حُبَیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں استحاضہ ہوں، پاک نہیں رہ سکتی۔ نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ فرمایا: یہ حیض نہیں، بلکہ ایک رَگ کا خون ہے۔ آپ (استحاضہ سے پہلے) جتنے دن حیض میں گزارتی تھیں، اتنے دن نماز سے رک جائیں، پھر غسل کریں اور نماز پڑھیں۔''

فائدہ:

❀ شرح معانی الآثار (162/1، وسندہ حسن) کے الفاظ ہیں:

لٰكِنَّهُ عِرْقٌ فَتَقَهُ إِبْلِيسُ، فَإِذَا أَدْبَرَتِ الْحَيْضَةُ؛ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي، وَإِذَا أَقْبَلَتْ؛ فَاتْرُكِي لَهَا الصَّلَاةَ .

''یہ ایک رگ ہے، جسے ابلیس پھاڑ دیتا ہے۔ حیض ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز ادا کریں اور جب حیض آ جائے تو نماز سے رک جائیں۔''

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّمِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ : رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي .

''سیدہ امِ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کے بارے میں سوال کیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ان کے غسل کا برتن دیکھا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وہ خون سے بھرا ہوا تھا۔فرمایا:جب تک آپ کو حیض (کی پہلے سے معلوم مدت)روکے رکھے،رُکی رہیں،پھر غسل کریں اور نماز ادا کریں۔‘‘

(صحیح مسلم : 334)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالِاعْتِكَافُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ وَحَمْلُهُ وَسُجُودُ التِّلَاوَةِ وَسُجُودُ الشُّكْرِ وَوُجُوبُ الْعِبَادَاتِ عَلَيْهَا فَهِيَ فِي كُلِّ ذٰلِكَ كَالطَّاهِرَةِ وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ .

’’نماز، روزہ، اعتکاف، تلاوت قرآن، مصحف کو چھونے اور اُٹھانے، سجدہ تلاوت،سجدہ شکر اور واجب عبادات میں مستحاضہ کا حکم پاک عورت کی طرح ہے،اس پر اجماع ہے۔‘‘

(شرح مسلم : 17/4)

❁ علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (٧٢٤ھ) نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

(العُدّة في شرح العُمدة :264/1)

سوال: حالت روزہ میں بے ہوشی ہو جائے،تو کیا حکم ہے؟

جواب: بے ہوشی سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا بلغم آنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: بلغم سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: روزہ کی حالت میں بلغم نگل لے،تو کیا حکم ہے؟

جواب: بلغم نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: جو شخص روزہ رکھنے پر قدرت رکھتا ہے، مگر پھر بھی روزہ نہ رکھے اور فدیہ ادا کر دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: قدرت کے باوجود جو روزہ نہیں رکھتا اور فدیہ ادا کرتا ہے، تو فدیہ سے اس کا فرض ادا نہ ہوگا، یہ شخص گناہ گار ہے، تا آنکہ ان روزوں کی قضا دے دے اور توبہ کر لے۔

سوال: زمیندار کو سخت گرمی میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: زمیندار یا مزدور روزہ افطار نہیں کر سکتا، البتہ موسم کے مطابق اپنے کام کی ترتیب اور وقت بدل لے۔

سوال: روزوں کی قضا کب دی جائے گی؟

جواب: جس کے رمضان کے روزے رہ جائیں، اس کے لیے لگاتار روزوں کی قضا دینا بہتر ہے، البتہ اگر وقفے وقفے سے اگلے رمضان تک قضا مکمل کر لے، تو بھی جائز ہے۔ اگر کوئی شخص رمضان کے روزوں کی قضا دینے سے پہلے شوال کے چھ روزے رکھ لے، تو بھی کوئی حرج نہیں۔

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾(البقرة : ١٨٥)

''دوسرے دنوں میں (رمضان کے روزوں کی) گنتی پوری کر لیں۔''

❁ علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ (١٤١٤ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ أُمِرَ بِالْقَضَاءِ مُطْلَقًا عَنْ وَقْتٍ مُّعَيَّنٍ فَلَا يَجُوزُ تَقْيِيدُهٗ بِبَعْضِ الْأَوْقَاتِ إِلَّا بِدَلِيلٍ .

''روزوں کی قضا کا بغیر کسی وقت معین کے، مطلق حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اسے بغیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل کے کسی وقت کے ساتھ خاص کرنا جائز نہیں۔‘‘

(مِرعاة المَفاتيح: 23/7)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ.

’’مجھ پر رمضان کے روزوں کی قضا ہوتی، میں انہیں شعبان سے پہلے نہ رکھ سکتی تھی۔‘‘

(صحيح البخاري: 1950، صحيح مسلم: 1146)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

’’سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رمضان کے روزوں کی قضا تاخیر سے دینا اس بات کی دلیل ہے کہ قضا میں وسعت ہے اور اس میں تاخیر جائز ہے، نیز یہ روایت دلیل ہے کہ اس بارے میں تاخیر کی انتہا ماہِ شعبان ہے۔‘‘

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد: 149/23)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

’’اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کی قضاء کو مطلق طور پر مؤخر کرنا جائز ہے، خواہ عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر کے۔‘‘

(فتح الباري: 190/4)

❀ نیز فرماتے ہیں:

’’امام بخاری رحمہ اللہ کے ظاہری صنیع سے لگتا ہے کہ آپ رحمہ اللہ روزوں کی قضا (تاخیر) میں وسعت اور وقفہ کو جائز سمجھتے تھے، کیونکہ آپ رحمہ اللہ نے اپنے منہج

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق ترجمۃ الباب میں آثار ذکر کیے ہیں، یہی جمہور کا مؤقف ہے۔“

(فتح الباري : 4/189)

❀ علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۴۱۴ھ) فرماتے ہیں:

”یہ حدیث جمہور کی دلیل ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضا فوراً دینا ضروری نہیں، کیونکہ اگر قضا میں تاخیر ممنوع ہوتی، تو نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تاخیر پر قائم نہ رکھتے۔ البتہ جلد سے جلد قضا دینا مستحب ہے، کیونکہ اطاعت اور خیر میں جلدی کرنا اولیٰ ہے۔“

(مِرعاة المَفاتيح : 7/23)

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا يَضُرَّكَ كَيْفَ قَضَيْتَهَا إِنَّمَا هِيَ عِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ فَأَحْصِهِ .

”آپ کو کوئی نقصان نہیں، جیسے جی چاہے قضا دیں، صرف دوسرے دنوں میں (رمضان کے روزوں کی) گنتی (پوری کرنا ضروری) ہے۔“

(تغليق التّعليق لابن حَجَر: 3/186، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

فَرِّقْهُ إِذَا أَحْصَيْتَهٗ .

”جب آپ گنتی پوری کریں، تو وقفے میں کوئی حرج نہیں۔“

(سنن الدّارقطني : 2/193، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يُوَاتِرُهٗ إِنْ شَاءَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”چاہے تو متفرق رکھ لے۔“

(مصنّف ابن أبي شیبة : 34/3، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بِهٖ بَأْسًا، وَيَقُولُ : إِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ : ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾

”آپ رضی اللہ عنہ وقفہ یا تاخیر میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف دوسرے دنوں کی گنتی کا ذکر فرمایا ہے۔“

(السّنن الکبرٰی للبیھقي : 258/4، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے رمضان کے روزوں کی قضا کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُرَخِّصْ لَكُمْ فِي فِطْرِهٖ وَهُوَ لَا يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَلَيْكُمْ فِي قَضَائِهٖ فَأَحْصِ الْعِدَّةَ وَاصْنَعْ مَا شِئْتَ .

”اللہ تعالیٰ نے روزہ چھوڑنے کی رخصت اس لیے نہیں دی کہ قضا میں آپ پر مشقت ڈال دے، آپ جیسے چاہیں، گنتی پوری کریں۔“

(سنن الدّارقطني : 191/2، السّنن الکبریٰ للبیھقي : 258/4، وسندہٗ حسنٌ)

❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَرِّقْ قَضَاءَ رَمَضَانَ، وَأَحْصِ الْعِدَّةَ .

”رمضان کے روزوں کی قضا وقفہ سے دیں، لیکن (رمضان کے روزوں کی) گنتی پوری کریں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سنن الدارقطني : 192/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ وقفہ سے رمضان کے روزوں کی قضا میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 33/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ جعفر بن میمون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَضَاءُ رَمَضَانَ عِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ .

”رمضان کے روزوں کی قضا میں دوسرے دنوں میں گنتی (پوری کرنا) ضروری ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 33/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُوَاتِرُ قَضَاءَ رَمَضَانَ .

”رمضان کے روزوں کی قضاء متفرق دے سکتا ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رمضان کے روزوں کی قضا کے بارے میں فرماتے ہیں:

يُتَابَعُ بَيْنَهٗ . ”تسلسل کے ساتھ روزے رکھے جائیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَقْضِيهِ كَهَيْأَتِهٖ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جس طرح چھوڑے تھے، اسی طرح قضا دے گا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3/34، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ قاسم بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صُمْهُ مُتَتَابِعًا، إِلَّا أَنْ يُقْطَعَ بِكَ كَمَا قُطِعَ بِكَ فِيهِ .

”روزے کی قضا لگا تار دیں، الا یہ کہ (قضا میں بھی) وہی عارضہ پیش آ جائے، جو پہلے پیش آیا تھا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3/34، وسندهٗ صحيحٌ)

فہم سلف کی روشنی میں ان اقوال کو استحباب پر محمول کیا جائے گا۔

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَقْضِيهِ مُتَتَابِعًا أَحَبُّ إِلَيَّ وَإِنْ فَرَّقَ أَجْزَأَهٗ .

”رمضان کے روزوں کی قضا لگا تار ہو، تو مجھے زیادہ پسند ہے، البتہ قضا میں وقفہ بھی جائز ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3/35، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَّصُومَهٗ كَمَا أَفْطَرَهٗ .

”مجھے پسند ہے کہ جس طرح روزے چھوڑے تھے، اسی طرح قضا دے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3/34، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لگا تار قضا دینا مجھے پسند ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : 34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ اسحاق بن منصور کوسج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ : قَضَاءُ رَمَضَانَ؟ قَالَ : لَا بَأْسَ بِهٖ مُتَفَرِّقًا، قَالَ إِسْحَاقُ : كَمَا قَالَ، وَالتَّتَابُعُ أَفْضَلُ .

''میں نے (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے) رمضان کی قضا کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: متفرق روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں : میرا بھی یہی مؤقف ہے، البتہ تسلسل کے ساتھ روزے رکھنا افضل ہے۔''

(مسائل الكوسج : 707)

❀ صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنْكَرَ أَبِي عَلٰى مَنْ يَّقُولُ : لَا يُجْزِئُهٗ إِلَّا مُتَتَابِعٌ .

''میرے والد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کا رد کیا ہے، جو کہتے ہیں کہ رمضان کی قضا صرف تسلسل کے ساتھ ہی ہے۔''

(مسائل صالح : 920)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''(رمضان کی قضا) تسلسل کے ساتھ دینا ضروری نہیں، بلکہ چاہے، تو وقفے وقفے سے دے، چاہے، تو مسلسل دے۔ یہ جمہور سلف وخلف کا مؤقف ہے۔ اس پر دلائل موجود ہیں، کیونکہ تسلسل کے ساتھ روزے رکھنا ماہِ رمضان میں ضروری ہے، رمضان کے ختم ہو جانے کے بعد ضروری نہیں، لہٰذا جتنے روزے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

رہ گئے ہیں، اتنے دنوں کے روزے رکھنا مراد ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ ”دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنا ہے۔“ پھر فرمایا: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ ”اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے، تنگی نہیں۔“

(تفسیر ابن کثیر: 504/1)

❁ محدث البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

”حاصل کلام یہ کہ (روزوں کی قضا میں) وقفہ یا تسلسل کے متعلق کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔ درست بات یہی ہے کہ دونوں عمل ہی جائز ہیں۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔“

(إرواء الغليل: 97/4)

رمضان کے روزوں کی قضا پے در پے مستحب ہے، ضروری نہیں، لگاتار قضا کو ضروری قرار دینا بے دلیل ہے، اس مؤقف کو سلف صالحین کی حمایت حاصل نہیں۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ مَنْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ مِنْ رَمَضَانَ فِي شَعْبَانَ بَعْدَهٗ أَنَّهٗ مُؤَدٍّ لِفَرْضِهٖ غَيْرُ مُفْرِطٍ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ جس نے رمضان کے چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا آئندہ شعبان میں دے دی، اس کا فرض ادا ہو گیا، وہ گناہ گار نہیں۔“

(شرح صحيح البخاري: 95/4)

سوال: جس عورت نے پچھلے رمضان کی قضا نہیں دی اور اگلا رمضان شروع ہو گیا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تو وہ کیا کرے؟

جواب: رمضان کے روزوں کی قضا اگلے رمضان سے پہلے پہلے دینا ضروری ہے، اس سے تجاوز جائز نہیں، لہٰذا جس نے اگلے رمضان تک روزوں کی قضا نہیں دی، اسے چاہیے کہ توبہ کرے اور رمضان گزرنے کے بعد دونوں مہینوں کے چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا دے۔

سوال: کیا صرف ایک نفلی روزہ رکھنا جائز ہے یا اس کے ساتھ دوسرا تیسرا بھی ملایا جائے گا؟

جواب: صرف ایک نفلی روزہ بھی رکھا جا سکتا ہے، البتہ صرف جمعہ والے دن کو روزے کے ساتھ خاص نہیں کرنا چاہیے، اس سے منع کیا گیا ہے، جمعہ کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کا روزہ ملا لینا چاہیے۔

سوال: نابالغ لڑکا، جو پڑھائی کرتا ہے، کیا اس کے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے یا وہ پڑھائی میں وقت لگائے؟

جواب: روزہ رکھ کر بھی پڑھائی کی جا سکتی ہے۔ نابالغ کو بھی عادت ڈالنے کے لیے روزے رکھوانے چاہییں، یہ اس کی تربیت ہے۔ صحابیات چھوٹے بچوں کو بھی روزے رکھواتی تھیں اور جب وہ روزے کی شدت سے رونے لگتے، تو انہیں کھلونوں کے ساتھ بہلاتی تھیں، یہاں تک کہ مغرب کا وقت ہو جاتا۔ (بخاری: ۱۹۶۰، مسلم: ۱۱۳۶)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَوْصَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُصْبِحَ يَوْمَ صَوْمِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دَهِينًا مُتَرَجِّلًا، وَلَا تُصْبِحْ يَوْمَ صَوْمِكَ عَبُوسًا، وَأَجِبْ دَعْوَةَ مَنْ دَعَاكَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَا لَمْ يُظْهِرُوا الْمَعَازِفَ، فَإِذَا أَظْهَرُوا الْمَعَازِفَ فَلَا تُجِبْهُمْ، وَصَلِّ عَلٰى مَنْ مَاتَ مِنْ قِبْلَتِنَا، وَإِنْ قُتِلَ مَصْلُوبًا أَوْ مَرْجُومًا، فَلَأَنْ تَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ قُرَابِ الْأَرْضِ ذُنُوبًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ تَبُتَّ الشَّهَادَةَ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ.

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی کہ میں روزہ رکھوں، تو میں نے صبح کے وقت تیل لگایا ہوا ہو اور کنگھی کی ہوئی ہو۔ (مجھے مزید نصیحتیں یہ کیں کہ) اُداسی کی حالت میں صبح مت کریں، جو بھی مسلمان آپ کو دعوت دے، تو اس کے دعوت کو قبول کریں، جب تک کہ وہ (دعوت میں) آلات موسیقی کا استعمال نہ کریں۔ اگر وہ (دعوت میں) آلات موسیقی کا استعمال کریں، تو ان کی دعوت قبول مت کریں۔ اہل قبلہ پر نماز جنازہ پڑھیں، اگرچہ اسے سولی دی گئی ہو یا رجم کیا گیا ہو، کیونکہ اگر آپ اللہ کے پاس زمین بھرنے کے برابر گناہ لے کر آئیں، تو یہ آپ کے لیے اس سے بہتر ہے کہ آپ اہل قبلہ میں سے کسی کے حق میں گواہی دینے سے منع کر دیں۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 84/10)

جواب: سند باطل ہے۔

① یمان بن سعید مصیصی ضعیف ہے۔(لسان الميزان : 412/7)

② میسرہ بن عبدربہ متروک وکذاب ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

③ ولید بن عبد الواحد تمیمی مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات: ۹/۲۲۴“ میں ذکر کیا ہے۔

④ ابراہیم نخعی کا عنعنہ ہے۔

⑤ مغیرہ بن مقسم کا عنعنہ ہے۔

سوال: کیا شطرنج کھیلنے سے روزے پر کچھ اثر ہوتا ہے؟

جواب: شطرنج کھیلنا درست نہیں ہے، اس پر وعید آئی ہے۔

✿ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

”اہل علم کا اجماع ہے کہ شطرنج کھیلنا جوا ہے، جو کہ جائز نہیں۔“

(التّمہید: 182/13، الاستذکار: 462/8)

اس سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا، البتہ اجر وثواب میں کمی آجاتی ہے۔

سوال: کیا نفل اور رمضان کے قضا روزوں کی اکٹھی نیت کرنے سے دونوں کا ثواب ملے گا؟

جواب: دونوں کی اکٹھی نیت کرنا درست نہیں۔

سوال: عید کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز اور ممنوع ہے۔

سوال: اگر کسی نے عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن روزہ کی نذر مانی ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا ممنوع ہے، اس دن نذر، فرض یا نفل روزہ رکھنا جائز نہیں۔ اگر کوئی روزہ رکھے، تو وہ گناہ گار ہوگا، کیونکہ یہ معصیت کی نذر ہے، اسے پورا کرنا جائز نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ ابو عمیر بن انس رحمہ اللہ کے چچا جو صحابی رسول ہیں، بیان کرتے ہیں:

غُمَّ عَلَيْنَا هِلَالُ شَوَّالٍ فَأَصْبَحْنَا صِيَامًا فَجَاءَ رَكْبٌ مِّنْ آخِرِ النَّهَارِ فَشَهِدُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّفْطِرُوا مِنْ يَّوْمِهِمْ وَأَنْ يَّخْرُجُوا لِعِيدِهِمْ مِنَ الْغَدِ.

''ہمیں شوال کا چاند نظر نہ آیا، تو ہم نے صبح کو روزہ رکھ لیا، پھر پچھلے پہر ایک قافلہ آیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس دن روزہ افطار کرنے اور اگلے دن عیدگاہ جانے کا حکم دیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 86/5، سنن أبي داوٗد : 1157، سنن النّسائي : 1558، سنن ابن ماجه : 1653، سندهٗ صحيحٌ)

امام دارقطنی رحمہ اللہ (۲/۱۷۰) نے اس کی سند کو ''حسن''، امام ابن الجارود (۲۶۶) اور امام بیہقی رحمہ اللہ (السنن الکبریٰ: ۳/۳۱۶) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

اس حدیث کو علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (المحلی: ۳/۳۰۷، مسئلہ: ۵۵۲)، حافظ خطابی رحمہ اللہ (معالم السنن: ۱/۲۱۸)، حافظ نووی رحمہ اللہ (خلاصۃ الاحکام: ۲/۸۳۸) اور حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر: ۲/۹۵) نے ''صحیح'' اور حافظ ابن منذر رحمہ اللہ (الاوسط: ۴/۲۹۴) نے ''ثابت'' کہا ہے۔

❁ زیاد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ، فَسَأَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ: نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ كُلَّ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

يَوْمِ ثَلَاثَاءَ أَوْ أَرْبِعَاءَ مَا عِشْتُ، فَوَافَقْتُ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ: أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ، وَنُهِينَا أَنْ نَصُومَ يَوْمَ النَّحْرِ.

”میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے سوال کیا: میں نے نذر مانی ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا ہر منگل یا بدھ کے دن روزہ رکھوں گا، اب یہ دن عید الاضحیٰ کو آ گیا ہے (میں کیا کروں؟) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نذریں پوری کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن ہمیں عید الاضحیٰ کو روزہ رکھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔“

(صحيح البخاري: 6706، صحيح مسلم: 1139)

❁ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ صِيَامُهُمَا لِلنَّاذِرِ وَلَا لِلْمُتَطَوِّعِ، وَلَا يُقْضٰى فِيهِمَا رَمَضَانُ، وَالَّذِي يَصُومُهُمَا بَعْدَ عِلْمِهٖ بِالنَّهْيِ، فَهُوَ عَاصٍ عِنْدَ جَمِيعِ الْأُمَّةِ.

”اس بارے میں علما کا کوئی اختلاف نہیں کہ عیدین کے دن نذر یا نفل کا روزہ جائز نہیں، نہ عیدین کے دن رمضان کے روزے کی قضا دی جا سکتی ہے۔ جو ممانعت جاننے کے بعد بھی ان دنوں روزہ رکھے، تو وہ ساری کی ساری اُمت کے نزدیک گناہ گار ہوگا۔“

(المَسالك في شرح موطأ مالك: 4/419)

❁ علامہ ابو مطرف قنازعی رحمہ اللہ (۴۱۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّهُ لَا يُصَامُ يَوْمُ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو روزہ نہیں رکھا جائے گا۔“

(تفسیر الموطأ : 218/2)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

صِيَامُ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّهٗ لَا يَجُوزُ عَلٰى حَالٍ مِّنَ الْأَحْوَالِ لَا لِمُتَطَوِّعٍ وَلَا لِنَاذِرٍ وَلَا لِقَاضٍ فَرْضًا وَلَا لِمُتَمَتِّعٍ لَا يَجِدُ هَدْيًا وَلَا لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ كُلِّهِمْ أَنْ يَصُومَهُمَا، وَهُوَ إِجْمَاعٌ لَا تَنَازُعَ فِيهِ فَارْتَفَعَ الْقَوْلُ فِي ذٰلِكَ وَهُمَا يَوْمَانِ حَرَامٌ صِيَامُهُمَا فَمَنْ نَذَرَ صِيَامَ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَقَدْ نَذَرَ مَعْصِيَةً .

”اس میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ عیدین کے دن روزہ رکھنا کسی صورت بھی جائز نہیں، نہ نفل والے کے لیے، نہ نذر والے کے لیے، نہ کسی فرض روزے کی قضا دینے والے کے لیے، نہ حج تمتع کرنے والے ایسے شخص کے لیے، جس کے پاس ہدی نہ ہو، نہ کسی بھی دوسرے شخص کے لیے۔ اس پر اجماع ہے، کوئی اختلاف نہیں، لہٰذا اس میں بحث کرنے کی گنجائش نہیں۔ یہ دو دن ایسے ہیں کہ ان میں روزہ رکھنا حرام ہے، لہٰذا جس نے ان دونوں میں سے کسی دن بھی روزہ رکھنے کی نذر مانی، تو یقیناً اس نے معصیت کی نذر مانی۔“

(التّمهيد : 26/13)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَتَطَوَّعَ بِالصَّوْمِ فِي يَوْمَيِ الْعِيدِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ کسی کے لیے عیدین کے دن نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں۔“

(کَشف المشکل: 128/3)

معصیت اور حرام کام کی نذر ماننا بھی حرام ہے اور اسے پورا کرنا بالکل جائز نہیں، بلکہ اس کا کفارہ ادا کیا جائے گا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ .

”جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانی ہے، وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی نذر پوری کرے) اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی ہے، وہ نافرمانی نہ کرے (یعنی نذر پوری نہ کرے)۔“

(صحيح البخاري: 6696، 6700، موطأ الإمام مالك: 476/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ بِهٖ، وَمَا كَانَ لِلشَّيْطَانِ فَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ .

”نذر دو طرح کی ہوتی ہے، جو نذر اللہ کے لیے ہوتی ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے پورا کیا جائے اور جو نذر شیطان کے لیے ہوتی ہے، اسے پورا کرنا درست نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔“

(السّنن الکبریٰ للبيهقي: 72/10، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۳۵) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سوال: کیا عید کے دن روزہ رکھنے سے ثواب ملے گا؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: ثواب تو نہیں، البتہ حرام کے ارتکاب سے گناہ ملے گا۔

سوال: کیا مریض دوا سے روزہ افطار کر سکتا ہے؟

جواب: کر سکتا ہے، مگر بہتر ہے کہ پہلے کچھ کھا پی لے، تاکہ معدہ پر دوا کا برا اثر نہ ہو، البتہ جو ادویات خالی پیٹ لی جاتی ہے، ان سے روزہ افطار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: اگر کوئی روزہ چھوڑنے کے بہانے سے سفر کا حیلہ کرے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ افطار کرنے کے لیے حیلہ و بہانہ کرنا ممنوع ہے، البتہ اس صورت میں روزہ قضا کیا جا سکتا ہے۔

سوال: رمضان کے استقبال میں ایک دو روزے رکھنا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں، حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ، فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ .

''آپ میں سے کوئی رمضان سے پہلے ایک دو دن روزے ہرگز نہ رکھے، البتہ وہ شخص رکھ سکتا ہے، جس کے روزوں کی روٹین میں وہ دن آ جائے۔''

(صحيح البخاري : 1914، صحيح مسلم : 1082)

❀ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ صَرِيحُ الرَّدِّ عَلَى الرَّوَافِضِ، الَّذِينَ يَرَوْنَ تَقْدِيمَ الصَّوْمِ عَلَى الرُّؤْيَةِ .

''اس حدیث میں روافض کا صریح رد ہے، جو رؤیت ہلال سے پہلے روزہ رکھنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائز سمجھتے ہیں۔‘‘

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 7/2، العُدّة لابن العطار : 840/2)

سوال: سال بھر میں کن دنوں روزے رکھنا ممنوع ہے؟

جواب: سال میں پانچ دن روزے رکھنا ممنوع ہے، ایک عید الفطر، ایک عید الاضحیٰ اور تین ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) کے۔ ان کے علاوہ پورا سال کسی بھی دن نفل روزے رکھے جا سکتے ہیں۔

سوال: فرض روزہ کی قضا باقی ہے، کیا نفل روزہ رکھنا جائز ہے؟

جواب: فرض کی قضا باقی ہو، تب بھی نفل روزہ رکھا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا موسم سرما میں قضا کے روزے رکھنے سے ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: بے نمازی کے روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز الگ حکم ہے اور روزہ الگ۔ جو بے نمازی روزہ رکھتا ہو، اس کا فرض ادا ہو جائے گا، البتہ نماز کے ترک پر گنہگار رہو گا۔

سوال: رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزے کون سے ہیں؟

جواب: فرض روزوں کے بعد سب سے افضل روزے محرم کے ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ، شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ، صَلَاةُ اللَّيْلِ .

’’رمضان المبارک کے بعد افضل ترین روزے محرم کے ہیں اور فرائض کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعد افضل ترین نماز تہجد کی۔“

(صحیح مسلم: 202/1163)

سوال: کیا رمضان میں کافروں کو عذاب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: رمضان میں بھی کافروں کو عذاب ہوتا ہے، رمضان میں کافروں سے عذاب موقوف ہونے پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

سوال: رمضان کے دنوں میں علی الاعلان کھانے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو مسلمان بغیر عذر شرعی کے رمضان کے دنوں میں روزہ نہ رکھے اور سر عام کھاتا رہے، وہ اعلانیہ گناہ کا مرتکب ہے، اس کی سزا شریعت نے تو متعین نہیں کی، البتہ حاکم وقت کوئی تعزیری سزا مقرر کر سکتا ہے۔

سوال: رمضان میں اعلانیہ کھانے والے اور جھوٹ بولنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص اعلانیہ فاسق وفاجر ہے، اسے تعزیراً روکا جا سکتا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ .

”اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے سوا میری تمام امت کو معاف کر دیا جائے گا۔“

(صحيح البخاري: 6069، صحيح مسلم: 2990)

سوال: دائمی عذر کے سبب روزہ نہ رکھنے والا کیا کرے؟

جواب: فدیہ ادا کر دے۔ ہر ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔

سوال: روزے کی حالت میں پانی دماغ تک چلا گیا، روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ قائم ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: روزہ داروں کے سامنے کھانے پینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: شرعی طور پر کوئی ممانعت نہیں۔

سوال: روزہ کی حالت میں غسل کرتے وقت کلی کرے یا غرارہ؟

جواب: اس طرح منہ میں پانی ڈالے کہ پانی اندر جانے کا خدشہ نہ ہو۔

سوال: حدیث: ”روزہ رکھو، صحت مند ہو جاؤ گے۔“ کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: یہ حدیث معجم اوسط طبرانی (۸۳۱۲) وغیرہ میں آتی ہے۔ اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

① سہیل بن ابی صالح مختلط ہے، زہیر کا اس سے قبل از اختلاط روایت کرنا ثابت نہ ہو سکا۔

② زہیر بن محمد سے اہل شام کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ محمد بن سلیمان بھی شامی ہیں، لہٰذا روایت ضعیف ہے۔

اس روایت کو اہل علم نے ضعیف قرار دیا ہے۔

سوال: اگر کوئی روزے کی شدت سے مر جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ دار اگر صبر کرے، روزہ نہ توڑے اور مر جائے، تو اسے اجر ملتا ہے، وہ گناہ گار نہ ہوگا۔

سوال: جو شخص روزہ کی مشقت کی وجہ سے مر جائے، کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

جواب: ضرور پڑھی جائے گی۔

سوال: جو شخص نماز، روزہ سے روکے اور حج و تلاوت سے منع کرے، کیا اس کی نماز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جنازہ پڑھی جائے گی؟

جواب: نماز، روزے اور حج و تلاوت سے منع کرنے والا شخص اسلام کا دشمن ہے اور یہ کفریہ حرکت ہے، ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے، تو مرتد ہے، اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی، نہ اسے مسلمانوں کی طرح غسل و کفن دیا جائے گا۔

سوال: جو شخص کہے کہ ”روزہ بھوکوں کے لیے ہے، جس کے گھر اناج نہ ہو، ہم روزہ نہیں رکھتے، کیونکہ ہمارے گھر بہت اناج ہے۔“ کیا یہ کفر ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے، تو مرتد ہے، کیونکہ یہ خود کو روزہ کی فرضیت سے بے نیاز خیال کرتا ہے۔

سوال: اگر کوئی سید زادہ کہے کہ ”مجھے نماز روزہ کی ضرورت نہیں۔“ تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے، کیونکہ ایمان کی دلیل ہے۔ ایسا شخص اگر تائب نہ ہو، تو مرتد ہے اور واجب القتل ہے، جس کا نفاذ ریاست اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔

سوال: دودھ پلانے والی عورت کے لیے روزوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: مرضعہ (دودھ پلانے والی) کے لیے روزے چھوڑنے کی رخصت ہے۔ بعد میں روزے رکھ لے یا اس کا فدیہ دے دے۔

سوال: کیا مال دار قسم کے کفارہ میں تین روزے رکھ سکتا ہے؟

جواب: قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا ان کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے، ان تینوں چیزوں میں اختیار ہے، کسی ایک کی ادائیگی سے کفارہ ادا ہو جائے گا، تین روزوں سے کفارہ کی ادائیگی اس کے لیے ہے، جو پہلی تین چیزوں پر طاقت نہیں رکھتا، چونکہ مال دار کے لیے دس مساکین کو کھانا کھلانا یا کپڑے دینا ممکن ہے، تو اس کا کفارہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تین روزوں سے ادا نہ ہوگا۔

سوال: ایک بوڑھی عورت نے قسم اٹھائی کہ جب تک قرض کی ادائیگی نہیں ہو جاتی، ہمیشہ روزے رکھوں گی، اب اس کمزور بڑھیا کے لیے روزے رکھنا محال ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس بڑھیا کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے۔

سوال: کیا روزوں کی نذر مانی جا سکتی ہے؟

جواب: مانی جا سکتی ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ .

”جس پر (نذر کے) روزے تھے اور وہ فوت ہو گیا، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔“

(صحيح البخاري : 1952، صحيح مسلم : 1147)

یہ حدیث دلیل ہے کہ روزوں کی نذر مانی جا سکتی ہے اور اس کی ادائیگی بھی فرض ہے، اگر منت ماننے والا بغیر ادائیگی کے فوت ہو جائے، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔

سوال: خواتین فطری ایام میں نمازیں اور روزیں چھوڑ دیتی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: پاک ہونے پر صرف روزوں کی قضا دیں گی، نمازوں کی قضا نہیں ہے۔

سوال: سورت دخان آیت نمبر ۳ میں لیلۃ مبارکہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ﴾ (الدُّخان : ٣)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”ہم نے اسے (قرآن کریم کو) برکت والی رات میں نازل کیا، ہم ڈرانے والے ہیں۔“

اس آیت میں لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے، جو رمضان کے آخری عشرہ کی پانچ طاق راتوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے۔ اسی رات قرآن کریم نازل ہوا، سورت قدر میں اس کی صراحت موجود ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنَّكَ لَتَرَى الرَّجُلَ يَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ، وَقَدْ وَقَعَ اسْمُهُ فِي الْمَوْتٰى، ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ، إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ ٭ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾(الدّخان: ٣-٤)، يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَفِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ يُفْرَقُ أَمْرُ الدُّنْيَا إِلٰى مِثْلِهَا مِنْ قَابِلٍ.

”آپ کسی شخص کو بازار میں چلتا پھرتا دیکھتے ہیں، جبکہ اس کا نام فوت ہونے والوں میں درج ہو چکا ہوتا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیات تلاوت کیں: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ، إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾(الدّخان: ٤) ”ہم نے اسے (قرآن کریم کو) برکت والی رات میں نازل کیا، ہم ڈرانے والے ہیں، اس رات میں ہر پرحکمت معاملے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔“ اس رات سے مراد شب قدر ہے، اس رات میں اگلے سال کی اسی رات تک ہونے والے (بڑے بڑے) دنیاوی معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔“

(المُستدرك للحاكم: 3678، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق ان آیات میں جس رات کا ذکر ہے، وہ شب قدر ہے، لہٰذا بغیر دلیل اس رات سے مراد پندرہ شعبان کی رات لینا غلط ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ آیت میں لیلہ مبارکہ سے مراد پندرہ شعبان کی رات ہے، یہ مؤقف بے دلیل ہے۔

❁ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ بَاطِلٌ قَطْعًا؛ لِأَنَّهُ لَا يَعْضُدُهُ أَثَرٌ وَلَا خَبَرٌ، وَالصَّحِيحُ أَنَّهَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ.

''(یہ کہنا کہ لیلہ مبارکہ سے مراد پندرہ شعبان کی رات ہے،) قطعی طور پر باطل بات ہے، کیونکہ اس کی تائید کسی اثر یا حدیث سے نہیں ہوتی، صحیح یہی ہے کہ اس سے مراد لیلۃ القدر ہے۔''

(المَسالك في شرح موطأ مالك : 264/4)

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رمضان شروع ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَدْ جَاءَ كُمْ رَمَضَانُ، شَهْرٌ مُّبَارَكٌ، افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُغَلُّ فِيهِ الشَّيَاطِينُ، فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا، فَقَدْ حُرِمَ.

''آپ کے پاس ماہ رمضان آچکا ہ، یہ مبارک مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ پر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس مہینے کے روزے فرض کیے ہیں، اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطی کو بیڑیاں ڈال دی جاتی ہیں، اس میں ایک رات ایسی ہے، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کی خیر سے محروم رہ گیا، وہ حقیقت میں محروم شخص ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 230/2، 425، سنن النّسائي : 2106)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابو قلابہ جرمی کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

سوال: قرآن کریم کا نزول آسمان دنیا پر کب ہوا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے مکمل قرآن کریم آسمان دنیا پر نازل کیا، پھر تھوڑا تھوڑا کر کے اور موقع مناسبت کے مطابق زمین پر اُتارا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (القدر : ١)

''یقیناً ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں (لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر) نازل کیا۔''

❁ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ﴾ (الدُّخان : ٣)

''ہم نے اسے (قرآن کریم کو) برکت والی رات میں نازل کیا، ہم ڈرانے والے ہیں۔''

اس آیت میں لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے، جو رمضان کے آخری عشرہ کی پانچ طاق راتوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا﴾

(بني إسرائيل : ١٠٦)

''ہم نے قرآن کریم کو (آسمان دنیا سے زمین پر) ٹکڑوں میں نازل کیا، تاکہ آپ اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْآنَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَكَانَ اللّٰهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوحِيَ مِنْهُ شَيْئًا، أَوْحَاهُ، أَوْ أَنْ يُحْدِثَ مِنْهُ فِي الْأَرْضِ شَيْئًا أَحْدَثَهُ.

''اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو (پورے کا پورا) قرآن کریم آسمان دنیا پر نازل کیا، پھر جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا، اتنا حصہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف) وحی کرتا رہا، یا زمین میں کوئی معاملہ رونما ہوا، تو اسی مناسبت سے آیات نازل کرتا رہا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 30187، فضائل القرآن لابن الضُّرَيس : 117، المُستدرك للحاكم : 2877، وسندهٗ صحيحٌ)

اس اثر کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: بعض لوگ چپ کا روزہ رکھتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ شیطان کی پیروی ہے۔ ہر وقت چپ رہنا بیمار ذہن آدمی کا کام ہے۔ عقل مند کو اللہ تعالیٰ نے زبان دی ہے، وہ کلام کرتا ہے۔ چپ کا روزہ رکھنا وہ دین ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جسے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار نہیں کیا، نیز اسلاف اُمت اس سے ناواقف تھے، بھلا یہ دین کیسے؟

البتہ حدیث نبوی میں فضول گوئی سے بچنے اور خیر اور بھلائی کی باتیں کرنے کا کہا گیا ہے۔ خیر و بھلائی پر مبنی باتیں بھرپور کہی جا سکتی ہیں۔

✿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ.

”جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ پڑوسی کا احترام کرے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ مہمان کا اکرام کرے۔“

(صحيح البخاري: 6475، صحيح مسلم: 47)

یہ حدیث نص صریح ہے کہ وہی بات کہنی چاہیے، جو بھلی اور خیر کی حامل ہو اور جس کی مصلحت واضح ہو، اگر اس کی مصلحت میں شک ہو، تو بات نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

سوال: ایک طالب علم نے نذر مانی کہ اگر وہ امتحان میں کامیاب ہو گیا، تو رزلٹ کے اگلے دن روزہ رکھے گا، لیکن اس نے رزلٹ کے اگلے روز روزہ نہیں رکھا، کیا حکم ہے؟

جواب: جب وہ امتحان میں کامیاب ہو گیا، تو رزلٹ کے اگلے روز اس کے لیے روزہ رکھنا ضروری تھا، کیونکہ اس نے معین دن کی نذر مانی تھی۔ اب اگر اس معین دن کا روزہ نہیں رکھا، تو اس پر نذر کا کفارہ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک شخص نے رمضان میں اذان فجر سے ذرا پہلے بیوی سے ہم بستری شروع کی اور اذان کے درمیان تک ہم بستری کرتا رہا، اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب طلوع فجر کا یقین ہو گیا، تو اس کے بعد روزے کا وقت شروع ہو چکا ہے، لہٰذا اس کے بعد ہم بستری کرنا جائز نہیں، مذکورہ صورت میں اس کا روزہ فاسد ہو چکا ہے، اس پر ظہار والا کفارہ ہے، یعنی ایک غلام آزاد کرنا، اس کی عدم دستیابی کی صورت میں دو مہینے کے لگا تار روزے رکھنا، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو، تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : قَدْ هَلَكْتُ قَالَ : وَمَا شَأْنُكَ؟ قَالَ : وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ فَقَالَ : أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟ قَالَ : لَا قَالَ : أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ : لَا قَالَ : أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ قَالَ : لَا، قَالَ : اجْلِسْ، فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَّالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ فَقَالَ : خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ، قَالَ : عَلٰى أَفْقَرِ مِنَّا فَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرَ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهٗ قَالَ : خُذْ هٰذَا وَأَطْعِمْهُ عِيَالَكَ .

''ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: میں ہلاک ہو گیا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں رمضان (روزہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالت) میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا ہوں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا آپ غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں؟ عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے پوچھا: کیا آپ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہیں؟ عرض کیا: نہیں! پوچھا: کیا آپ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہیں؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: بیٹھ جائیے، اتنے میں نبی کریم ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک بڑا ٹوکرا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے لیں اور صدقہ کر دیں۔ اس نے کہا: کیا ایسے گھرانے پر صدقہ کروں، جو ہم سے زیادہ ضرورت مند ہے؟ ان دو سیاہ پہاڑوں کے درمیان (یعنی مدینہ میں) ہمارے گھر سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ اس قدر مسکرائے کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں اور فرمایا: اسے لے جائیں اور اپنے اہل و عیال کو کھلا دے۔''

(صحيح البخاري: 1936، صحيح مسلم: 1111، المُنتقٰى لابن الجارود: 384)

سوال: نفلی روزہ کے دوران بیوی سے ہم بستری کر لی، کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ باطل ہو گیا، ان پر روزہ کی قضا مستحب ہے، ضروری نہیں، نیز کوئی کفارہ بھی نہیں۔

سوال: حالت روزہ میں مجبوراً خون دینا پڑا، کیا روزہ باقی ہے؟

جواب: روزہ باقی ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

❀ امام یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى كَرِهَ لَكُمُ الْعَبَثَ فِي الصَّلَاةِ، وَالرَّفَثَ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصِّيَامِ، وَالضَّحِكَ عِنْدَ الْمَقَابِرِ .

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ناپسند کیا ہے کہ آپ نماز میں عبث (فضول) کام کریں، روزے میں رفث (جماع اور جماع کے مقدمات) کریں اور قبرستان میں ہنسیں۔“

(الزّهد لابن المبارك : 1557، مُسند الشهاب للقضاعي : 1087)

جواب: مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو اسماعیل بن عیاش کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 242/1)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ .

”یہ روایت ثابت نہیں۔“

(التّنبيه على مُشكلات الهداية : 634/2)

سوال: حدیث میں آتا ہے کہ ماہِ رمضان میں جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، تو کیا رمضان میں فوت ہونے والے کو عذاب نہیں ہوتا؟

جواب: عذاب قبر حق ہے، جو اپنے مستحق کو لاحق ہوتا ہے، خواہ وہ رمضان میں فوت ہو یا غیر رمضان میں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ.

”ماہِ رمضان میں آسمان (جنت) کے دروازے کھول دیئے جاتے، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔“

(صحيح البخاري : 1899، صحيح مسلم : 1079)

✿ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا يَقْتَضِي أَنَّ أَبْوَابَ النَّارِ كَانَتْ مَفْتُوحَةً وَلَا يُنَافِيهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿حَتّٰى إِذَا جَاؤُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا﴾(الزُّمر : ٧١) الْجَوَابُ : أَنْ يَكُونَ هُنَاكَ غَلْقٌ قُبَيْلَ ذٰلِكَ، وَغَلْقُ أَبْوَابِ النَّارِ لَا يُنَافِي مَوْتَ الْكَفَرَةِ فِي رَمَضَانَ وَتَعْذِيبَهُمْ بِالنَّارِ فِيهِ إِذْ يَكْفِي فِي تَعْذِيبِهِمْ فَتْحُ بَابٍ صَغِيرٍ مِنَ الْقَبْرِ إِلَى النَّارِ غَيْرَ الْأَبْوَابِ الْمَعْهُودَةِ الْكِبَارِ .

”اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ (رمضان کے علاوہ دنوں میں) جہنم کے دروازے کھلے رہتے ہیں، فرمان الٰہی : ﴿حَتّٰى إِذَا جَاؤُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا﴾(الزُّمر : ٧١) ”یہاں تک کہ جب وہ (کفار) اس (جہنم) کے پاس آئیں گے، تو اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔“ سے مذکورہ بات کی نفی نہیں ہوتی۔ اس آیت کا جواب یہ ہے کہ اس وقت کچھ وقت پہلے دروازے بند کر دیے جائیں گے (بعد میں کفار کے آنے پر کھولے جائیں گے، تا کہ ایک دَم ان پر جہنم کا خوف طاری ہو جائے۔) نیز (رمضان میں) جہنم کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

دروازوں کا بند ہونا کافروں کے مرنے اور ان کے عذاب کا شکار ہونے کے منافی بھی نہیں ہے، کیونکہ انہیں عذاب دینے کے لیے قبر میں جہنم تک چھوٹا سا دروازہ کھلنا بھی کافی ہے، بڑے دروازے نہیں کھولے جاتے۔“

(حاشية السّندي على صحيح البخاري : 343/1 [درسی نسخه]، حاشية على النّسائي : 126/4، حاشية على ابن ماجه : 503/1، واللّفظ له)

سوال: ایک نیکی کے لیے رمضان کے مہینے کو اس لیے خاص کرنا کہ اس میں زیادہ ثواب ملے گا، کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ یقیناً ماہِ رمضان کی فضیلت ہے، اس میں عمل صالح کا ثواب بڑھ جاتا ہے، البتہ اس عمل کو ماہِ رمضان کے ساتھ خاص نہ کرے۔

سوال: عرفہ کا دن جمعہ کو آیا، تو کیا اس دن روزہ رکھا جائے گا؟

جواب: وہ روزہ رکھے گا، کیونکہ اگرچہ خاص جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے، مگر وہ جمعہ کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ رہا، بلکہ عرفہ کی وجہ سے روزہ رکھ رہا ہے، لہٰذا اگر نو ذو الحجہ جمعہ کے دن آ جائے، تو روزہ رکھا جائے گا۔

سوال: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : قَدْ هَلَكْتُ قَالَ : وَمَا شَأْنُكَ؟ قَالَ : وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ فَقَالَ : أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟ قَالَ : لَا قَالَ : أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ : لَا قَالَ : أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ قَالَ : لَا، قَالَ : اجْلِسْ، فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَّالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ فَقَالَ : خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ، قَالَ : عَلٰى أَفْقَرِ مِنَّا فَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرَ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهٗ قَالَ : خُذْ هٰذَا وَأَطْعِمْهُ عِيَالَكَ .

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: میں ہلاک ہو گیا ہوں، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں رمضان (روزہ کی حالت) میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا ہوں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا آپ غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں؟ عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے پوچھا: کیا آپ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہیں؟ عرض کیا: نہیں! پوچھا: کیا آپ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہیں؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: بیٹھ جائیے، اتنے میں نبی کریم ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک بڑا ٹوکرا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے لیں اور صدقہ کر دیں۔ اس نے کہا: کیا ایسے گھرانے پر صدقہ کروں، جو ہم سے زیادہ ضرورت مند ہے؟ ان دو سیاہ پہاڑوں کے درمیان (یعنی مدینہ میں) ہمارے گھر سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ اس قدر مسکرائے کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں اور فرمایا: اسے لے جائیں اور اپنے اہل وعیال کو کھلا دیں۔''

(صحيح البخاري : 1936، صحيح مسلم : 1111، المُنتقٰى لابن الجارود : 384)

«أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟» کے الفاظ سے بعض یہ ثابت کرتے ہیں کہ کفارہ کا کھانا ساٹھ مسکینوں کو کھلانا ضروری ہے، ایسا نہیں کر سکتے کہ بیس مسکینوں کو تین

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ کھانا کھلا دیا جائے۔اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: یہ کہنا کہ کفارہ کا کھانا ساٹھ مسکینوں کو کھلانا ضروری ہے، بیس مسکینوں کو تین مرتبہ کھلانے سے کفارہ ادا نہ ہوگا، درست مؤقف نہیں۔ اگر بغور مذکورہ بالا حدیث کا مطالعہ کیا جائے، تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ساٹھ مساکین کا کھانا چند مساکین کو کئی مرتبہ کھلا دینا جائز ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کھجوروں کا ٹوکرا آنے والے شخص کو دیا اور فرمایا:

خُذْ هٰذَا وَأَطْعِمْهُ عِيَالَكَ .

”لیجئے، اپنے اہل وعیال کو کھلا دیں۔“

یقیناً اس شخص کے اہل خانہ ساٹھ افراد نہیں تھے۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نَزَلَ رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ عَلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَقُتِلَ أَحَدُهُمَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ مَكَثَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً، ثُمَّ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ، فَأُرِيَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ الَّذِي مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْآخَرِ بِحِينٍ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ طَلْحَةُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَمْ مَكَثَ بَعْدَهُ؟ قَالَ : حَوْلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : صَلَّى أَلْفًا وَّثَمَانِ مِائَةِ صَلَاةٍ، وَصَامَ رَمَضَانَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یمن سے دو شخص سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ٹھہرے، ان میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (جہاد کرتے ہوئے) شہید ہو گیا، جبکہ دوسرا شخص ایک سال بعد تک زندہ رہا اور پھر بستر پر (طبعی موت) فوت ہوا۔ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو خواب آیا کہ ان میں سے جو شخص بستر پر فوت ہوا، وہ جنت میں دوسرے شخص سے ایک مدت قبل داخل ہو گیا۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: وہ شخص کتنی مدت بعد تک زندہ رہا؟ عرض کیا: ایک سال، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (چونکہ) اس نے (شہید ہونے والے کی بہ نسبت) اٹھارہ سو (فرض) نمازیں (زائد) پڑھی ہیں اور رمضان کے روزے رکھے ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد: 161/1، سنن ابن ماجه: 3925)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کا سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُو سَلَمَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ وَلَا مِنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ .

”ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ نے اپنے والد اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔“

(تاريخ يحيى بن مَعين برواية الدُّوري: 236/3)

❁ یہ روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(مسند الإمام أحمد: 333/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مگراس روایت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر وہم اور خطا ہے، اسے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''وہم'' قرار دیا ہے، درست یہی ہے کہ یہ روایت ابوسلمہ عن طلحہ کی سند سے ہے۔

(عِلَل الدّارقطني : 518)

سوال: لیلۃ القدر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: شب قدر فضیلت والی رات ہے، یہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ اسی رات بیت معمور پر قرآن کریم کا نزول ہوا۔ اس رات فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، کئی بڑے فیصلے کیے جاتے ہیں۔ سنوی اُمور اسی رات طے پاتے ہیں۔ اس رات کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔

اس رات بکثرت تلاوت قرآن کریم، ذکر الٰہی، نوافل، دعا اور صدقہ وخیرات کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس رات میں کوئی خاص ذکر یا دعا متعین نہیں۔

ہمارے ہاں اکثر وقت کھانے پینے، گپ شپ اور وعظ ونصیحت میں صرف کر دیا جاتا ہے، اس سے اجتناب ضروری ہے، سارے کا سارا وقت عبادت الٰہی میں گزارا جائے، محض بیداری مطلوب نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہل یہ رات متعین کر کے بتائی گئی، پھر اس کے تعین کا علم اٹھا لیا گیا اور فضیلت باقی رکھی گئی، تاکہ مسلمان بڑھ چڑھ کر اس رات کو رب تعالیٰ کی رضا کے متلاشی بن کر گزاریں۔ یہ رات تا قیامت باقی ہے، اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنا چاہیے، اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے، جبکہ روافض کہتے ہیں کہ شب قدر کلی طور پر اٹھا لی گئی، اب اس کی فضیلت باقی نہیں۔

❁ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: إِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَإِنَّهُ تَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَرُفِعَتْ، وَعَسٰى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَّكُمْ، الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ.

''رسول اللہ ﷺ شب قدر کی خبر دینے کے لیے باہر تشریف لائے، تو (دیکھا کہ) دو مسلمان باہم جھگڑ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آپ کو شب قدر کے متعلق خبر دینے کے لیے نکلا تھا، کہ اسی اثنا میں فلاں فلاں جھگڑ رہے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے شب قدر (کے تعین) کو اٹھا لیا، اُمید ہے کہ یہی آپ کے حق میں بہتر ہو، اب لیلۃ القدر کو (اکیسویں، تیئسویں) پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں شب میں تلاش کریں۔''

(صحيح البخاري: 49، 2023)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شب قدر اور اس کی فضیلت کو منسوخ نہیں کیا گیا، صرف اس کے تعین کو اٹھا لیا گیا اور یہ خبر دے دی گئی کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہوگی، جو آخری عشرہ کی ساری طاق راتوں میں عبادت کر لے گا، وہ یقینی طور پر شب قدر کے اجر کو پا لے گا۔

شب قدر کے تعین کو اٹھانے میں بہتری اس اعتبار سے ہے کہ اگر تعین ہوتا، تو لوگ اسی رات کو عبادت کرنے پر اکتفا کرتے، جب تعین کو اٹھا لیا گیا، تو اب ہر کوئی شب قدر کی تلاش میں حرص کرے گا اور یوں نسبتاً زیادہ نیکیاں حاصل کر سکے گا۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

’’اس (سورۃ القدر) میں یہ دلیل ہے کہ لیلۃ القدر نبی کریم ﷺ کے بعد بھی تا قیامت ہر سال ہوگی، نہ کہ جیسے شیعہ کے بعض فرقوں کا گمان ہے کہ یہ کلی طور پر ختم کردی گئی۔ شیعہ یہ مفہوم ایک حدیث نبوی سے اخذ کرتے ہیں کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تو یہ اٹھالی گئی، یقیناً تمہارے لیے اس میں خیر ہے۔‘‘ جبکہ اس کا درست مفہوم یہ ہے کہ اس کا معین وقت اٹھالیا گیا۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر: 446/8)

❀ علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ مَنْ يُعْتَدُّ بِهٖ فِي الْإِجْمَاعِ عَلٰى بَقَائِهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَشَذَّتِ الرَّوَافِضُ فَقَالُوا: رُفِعَتْ.

’’جن کا اجماع معتبر ہوتا ہے، ان کا اجماع ہے کہ شب قدر قیامت تک باقی ہے، جبکہ روافض کی شاذ رائے ہے کہ شب قدر کو اٹھالیا گیا ہے۔‘‘

(التّوضیح: 590/13، الإعلام بفوائد عمدۃ الأحکام: 397/5)

سوال: میں پانچ سال کے لیے امریکہ میں پڑھنے گیا، اس دوران میں دین سے بہت دور تھا، میں نے پانچ سال نماز اور روزے کو ترک کر دیا، اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں، تو میرے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: نماز اور روزے کا ترک کفر ہے۔ اگر آپ توبہ کر چکے ہیں اور آئندہ نماز اور روزہ کی پابندی کا عزم رکھتے ہیں، تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سابقہ گناہ معاف کر دے گا، اب آپ نماز روزہ جاری کر دیں اور فوت شدہ نمازوں اور روزوں پر توبہ کر لیں، ان کی قضا کی ضرورت نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کا فرمان نقل کرتے ہیں:

اَلصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهٖ .

''روزہ میرا ہے، میں ہی اس کی جزا دوں گا۔''

(صحيح البخاري : 7538)

ہر عمل اللہ تعالیٰ کا ہے، تو صرف روزہ کی نسبت اپنی طرف کیوں کی؟

جواب: اہل علم نے اس کی کئی توجیہات بیان کی ہیں؛

① یہ نسبت تشریفی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس شے کی عظمت اور شرف بیان کرنا چاہتا ہے، اسے اپنی طرف منسوب کر دیتا ہے، جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ وغیرہ۔

② روزے کا علم میرے علاوہ کسی کو نہیں ہے، کیونکہ باقی اعمال کو انسان مخفی نہیں رکھ سکتا، مگر روزے کو مخفی رکھ سکتا ہے، اس کا علم کسی بشر یا فرشتے کو نہیں ہوتا۔

③ ہر عمل کا اجر و ثواب لکھا جاتا ہے، مگر روزہ ایسا عمل ہے، جس کے اجر و ثواب کی انتہائی مقدار صرف اللہ کے علم میں ہے۔ فرشتے روزے کا اجر و ثواب لکھنے سے قاصر ہیں۔

سوال: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ .

''جس عورت کا خاوند موجود ہو، تو اس کے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے۔''

(صحيح البخاري : 5195، صحيح مسلم : 1026)

اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر عورت کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھنا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جائز ہوتا ہے،تو زیادہ بہتر تھا، کیونکہ اگر خاوند وظیفہ زوجیت ادا کرنا چاہتا،تو عورت روزہ توڑ دیتی، ورنہ عورت روزہ پورا کر لیتی اور نیکی حاصل کر لیتی۔اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: دراصل یہ حدیث خاوند کے حقوق بیان کرتی ہے۔عورت نفل روزہ بھی خاوند کی اجازت سے نہ رکھے، کیونکہ اگر وہ بغیر اجازت روزہ رکھ لے،تو خاوند کا دل نہیں چاہے گا کہ بیوی کا روزہ فاسد کردے اور خاوند روزہ فاسد کرنے میں ہچکچاہٹ اور گھبراہٹ سی محسوس کرے گا۔اس لیے بیوی کے لیے ضروری قرار دے دیا کہ وہ خاوند کے حقوق کی رعایت رکھے، یقیناً خاوند کا حق ادا کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ نے نیکی رکھی ہے۔

البتہ اگر خاوند وظیفہ ازدواج قائم نہیں کرنا چاہتا،تو بیوی خاوند سے اجازت لے کر روزہ رکھ لے، یہ حدیث عائلی زندگی کو خوشگوار بنانے کی ضامن ہے۔

سوال: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ : هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ فَقُلْنَا : لَا، قَالَ : فَإِنِّي إِذَنْ صَائِمٌ، ثُمَّ أَتَانَا يَوْمًا آخَرَ فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ : أَرِينِيهِ، فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلَ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس آئے اور پوچھا: کیا گھر میں کھانا موجود ہے؟ عرض کیا: جی نہیں۔فرمایا: تب میں روزے سے ہوں، پھر کسی اور دن تشریف لائے،تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! تحفے میں حلوہ آیا ہے،فرمایا: لائیں، ویسے تو صبح میں نے روزہ رکھا تھا، پھر آپ نے حلوہ کھالیا۔“

(صحیح مسلم : 1154)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِي الرِّوَايَةِ الثَّانِيَةِ التَّصْرِيحُ بِالدَّلَالَةِ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَمُوَافِقِيهِ فِي أَنَّ صَوْمَ النَّافِلَةِ يَجُوزُ قَطْعُهُ وَالْأَكْلُ فِي أَثْنَاءِ النَّهَارِ وَيَبْطُلُ الصَّوْمُ لِأَنَّهُ نَفْلٌ فَهُوَ إِلَى خِيَرَةِ الْإِنْسَانِ فِي الْابْتِدَاءِ وَكَذَا فِي الدَّوَامِ وَمِمَّنْ قَالَ بِهٰذَا جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَآخَرُونَ وَلٰكِنَّهُمْ كُلَّهُمْ وَالشَّافِعِيَّ مَعَهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلَى اسْتِحْبَابِ إِتْمَامِهِ.

”دوسری روایت امام شافعی اور آپ کے موافقین کی دلیل ہے، کہ نفلی روزہ توڑ کر کچھ کھالینا جائز ہے، اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ کیوں کہ یہ نفل ہے اور نفل جیسے ابتدا میں انسان کی مرضی پر ہوتا ہے، ایسے ہی اسے جاری رکھنا بھی مرضی پر موقوف ہے۔ یہ موقف صحابہ کرام کی ایک جماعت، امام احمد، امام اسحاق رحمہم اللہ وغیرہم کا ہے، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ سمیت تمام اسے مکمل کرنا مستحب سمجھتے ہیں۔“

(شرح النّووي : 35/8)

یہ اور دیگر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نفل شروع کرنے سے انہیں پورا کرنا واجب نہیں ہوتا، بلکہ اگر کوئی نفل کو مکمل کرنے سے پہلے چھوڑ دے، تو اس پر قضا مستحب ہی رہتی ہے، واجب نہیں ہوتی۔

لیکن بعض اہل علم کہتے ہیں کہ نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتے ہیں، اب اگر انہیں پورا نہ کیا جائے، تو قضا لازم ہوتی ہے، اس پر وہ مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے استدلال

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پیش کرتے ہیں۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾(محمّد : ٣٣)

”اپنے اعمال باطل مت کرو۔“

اس استدلال کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): جمہور اہل علم کا مذہب ہے کہ کسی نفل کام کو شروع کیا جائے، تو اختتام تک نفل ہی رہتا ہے، واجب نہیں ہوتا، سوائے نفلی حج اور عمرہ کے۔

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ نفل جب تک شروع نہ کر دیئے جائیں، نفل رہتے ہیں، لیکن جب ادا کرنا شروع کر دیا تو مکمل کرنا واجب ہے، مکمل نہ کرنے پر قضا لازم ہے۔اس پر کئی نصوص سے استدلال کیے جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیت سے استدلال درست نہیں:

① کسی سنی مفسر یا محدث نے آیت کا یہ معنی بیان نہیں کیا۔

② آیت سے اُخروی بطلان مراد ہے، یعنی اجر وثواب سے محرومی ہو جاتی، یہاں فقہی بطلان مراد نہیں۔

③ اگر اس آیت سے استدلال کرنا ہے تو قضا کو فرض کہنا چاہیے، نہ کہ واجب۔احناف کا نظریہ ہے کہ قرآنی نص سے ثابت ہونے والی چیز فرض ہوتی ہے۔

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (٤٦٣ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنِ احْتَجَّ فِي هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ بِقَوْلِهِ : ﴿وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾، فَجَاهِلٌ بِأَقْوَالِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِيهَا وَذٰلِكَ أَنَّ الْعُلَمَاءَ فِيهَا عَلٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَوْلَيْنِ، فَقَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ السُّنَّةِ : لَا تُبْطِلُوهَا بِالرِّيَاءِ أَخْلِصُوهَا لِلّٰهِ، وَقَالَ آخَرُوْنَ : ﴿وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ بِارْتِكَابِ الْكَبَائِرِ .

''اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا، جو ایسا کرتا ہے وہ اہل علم کے اقوال سے بے خبر ہے،علما نے اس آیت کی دو تفاسیر بیان کی ہیں:

اکثر اہل سنت کہتے ہیں کہ اعمال کو ریا کاری سے باطل مت کرو، خالص اللہ کے لیے عمل کرو۔ بعض علما کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے اعمال ضائع مت کرو۔''

(الإستذكار : 358/3)

❀ سید احمد رضا بجنوری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت (انور شاہ کشمیری صاحب) نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آیت : ﴿وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ سے استدلال زیادہ اچھا نہیں، کیونکہ آیت کا مقصد بطلان ثواب ہے، بطلان فقہی نہیں، لہٰذا وہ ﴿لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذٰى﴾ کی طرح ہے۔''

(أنوار الباري : 142/4)

❀ علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۴۱۴ھ) فرماتے ہیں:

أُجِيبَ عَنِ الْاِحْتِجَاجِ بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ بِأَنَّهٗ مُجَرَّدُ دَعْوٰى بِلَا سَنَدٍ، فَلَا يُقْبَلُ، قَالَ الْقَارِيُّ : هُوَ مَرْدُودٌ؛ لِأَنَّ ذِكْرَ السَّنَدِ لَيْسَ بِشَرْطٍ لِصِحَّةِ الْإِجْمَاعِ، مَعَ أَنَّ الْآيَةَ سَنَدٌ مُعْتَمَدٌ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

لِصِحَّةِ الْإِجْمَاعِ، قُلْتُ : لَمْ يَثْبُتْ نَصًّا عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهٗ ذَهَبَ إِلٰى وُجُوبِ الْإِتْمَامِ بَعْدَ الشُّرُوعِ، فَضْلًا عَنْ إِجْمَاعِهِمْ عَلٰى ذٰلِكَ، فَلَا يُلْتَفَتُ إِلٰى دَعْوَى الْإِجْمَاعِ مَعَ وُجُودِ النُّصُوصِ الصَّرِيحَةِ عَلٰى عَدَمِ الْوُجُوبِ، وَأَمَّا الْاِسْتِنَادُ بِالْآيَةِ فَقَدْ عَرَفْتَ فَسَادَهٗ.

''اجماع صحابہ سے حجت پکڑنے کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ محض دعویٰ ہے، جس کی کوئی بنیاد نہیں، لہٰذا یہ اجماع قبول نہیں۔ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے جواباً کہا: یہ بات مردود ہے، کیونکہ اجماع کی صحت کے لیے (کتاب وسنت میں اس کی) اصل کا ہونا شرط نہیں، اس کے باوجود (مذکورہ) آیت اجماع کی صحت پر معتبر بنیاد ہے۔ میں (مبارکپوری رحمہ اللہ) کہتا ہوں: کسی ایک بھی صحابی سے صراحت کے ساتھ ثابت نہیں کہ وہ نفل شروع کرنے کے بعد اسے پورا کرنے کے وجوب کا قائل ہو، چہ جائیکہ کہ اس پر صحابہ کا اجماع ہو، لہٰذا اجماع کے دعویٰ کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا، حالانکہ عدم وجوب پر صریح نصوص موجود ہیں، رہا آیت سے استدلال، تو اس کی کمزوری آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔''

(مِرعاۃ المَفاتیح :68/1)

معلوم ہوا کہ آیت سے استدلال درست نہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُولُوا رَمَضَانَ فَإِنَّ رَمَضَانَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلٰكِنْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قُولُوا شَهْرُ رَمَضَانَ .

”رمضان نہ کہا کریں، کیونکہ رمضان اللہ تعالیٰ کا نام ہے، بلکہ ”ماہ رمضان“ کہا کریں۔“

(الكامل لابن عدي : 313/8)

جواب: سند ضعیف ہے۔ابو معشر نجیح سندی ضعیف ہے۔اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کو مرفوع حدیث بنا دیا ہے۔

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَطَأٌ، إِنَّمَا هُوَ قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ .

”اس حدیث کا مرفوع ہونا خطا ہے، یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔“

(عِلَل الحديث : 734)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلضَّعْفُ بَيِّنٌ عَلَيْهِ .

”اس روایت کا ضعف واضح ہے۔“

(تهذيب الأسماء واللّغات : 127/3)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”ضعیف“ کہا ہے۔

(فتح الباري : 113/4)

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

چند نفلی روزوں کا بیان

شوال کے روزے:

سوال: شوال کے چھے روزے رکھنا کیسا ہے؟

جواب: اہل علم کا اتفاق ہے کہ شوال کے چھے روزے مشروع و مستحب ہیں۔ ان کے ثبوت میں متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ علامہ کتانی رحمہ اللہ نے اسے "نظم المتناثر من الحدیث المتواتر (ص ۱۳۴)" میں ذکر کیا ہے۔

❁ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ .

"جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے، پھر شوال کے چھ روزے رکھے، اس نے گویا سال بھر کے روزے رکھے۔"

(صحيح مسلم : 1164)

❁ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

بِكُلِّ يَوْمٍ عَشْرًا؟ قَالَ : نَعَمْ .

"کیا ہر دن کے بدلے دس روزوں کا ثواب ملے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں"

(مصنف عبد الرزاق : 7918، معجم ابن المقرئ : 615، وصححه أبو عوانة : 2699، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ صِيَامَ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ .

”اس حدیث کی روشنی میں لوگوں کی ایک جماعت نے شوال کے چھے روزوں کو مستحب کہا ہے۔“

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 759)

❁ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بِهٖ نَأْخُذُ .

”ہمارا عمل اسی حدیث کے موافق ہے۔“

(مصنف عبد الرزاق : 7918)

❁ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَسَنٌ، هُوَ مِثْلُ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ .

”(شوال کے چھ روزوں کا) یہ عمل مستحب ہے۔ اس کا اجر و ثواب ہر ماہ تین روزے رکھنے کی طرح ہے۔“

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 759)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِّنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ .

”جس نے رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے، اس نے گویا پورا سال روزے رکھے۔“

(مسند البزار [كشف الأستار] : 1060، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

❁ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ، مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا .

”جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے، اس نے پورا سال روزے رکھے، کیونکہ جو ایک نیکی کرتا ہے، اسے دس گنا ثواب ملتا ہے۔“

(سنن ابن ماجه : 1715، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

جَعَلَ اللّٰهُ الْحَسَنَةَ بِعَشْرٍ فَشَهْرٌ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ وَسِتَّةُ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ تَمَامُ السَّنَةِ .

”اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی کو دس گنا کر دیا ہے، لہٰذا (رمضان کے) ایک مہینے کے روزے دس مہینوں کے برابر ہیں اور شوال کے چھ روزے ساٹھ روزوں کے برابر ہیں۔“

(السّنن الکبریٰ للنّسائي : 2874، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ایک روایت میں ہے:

صِيَامُ رَمَضَانَ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ، وَصِيَامُ السِّتَّةِ أَيَّامٍ بِشَهْرَيْنِ، فَذٰلِكَ صِيَامُ السَّنَةِ .

”رمضان کے روزے دس مہینے کے روزوں کے برابر ہیں اور (شوال کے) چھ روزے دو مہینوں کے برابر ہیں، یوں یہ پورے سال کے روزے ہوئے۔“

(صحيح ابن خزيمة : 2115، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

”آپ کے پاس جب بھی چھ روزوں کا ذکر ہوتا، جو کہ بعض لوگ رمضان کے بعد نفل کے طور پر رکھتے ہیں، تو فرمایا کرتے تھے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس مہینے کے ذریعے پورے سال کے روزوں سے راضی ہو گیا ہے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 96/3، وسندهٗ صحيحٌ)

امام شافعی (شرح النووی: ۱/ ۳۶۹) اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ (المغنی لابن قدامہ: ۳/۱۷۲) ان روزوں کے استحباب کے قائل ہیں۔ اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (حجۃ اللہ البالغۃ: ۲/ ۸۵) بھی ان کی مشروعیت کے قائل ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منسوب کراہت کا قول باسند صحیح ثابت نہیں۔ کوئی ثقہ امام شوال کے چھ روزوں کی عدم مشروعیت کا قائل نہیں۔ ضعیف اور بے سند اقوال کا کوئی اعتبار نہیں۔

علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِمَكْرُوهٍ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ وَسُنَّةٌ .

”یہ روزے مکروہ نہیں، بلکہ مستحب سنت ہیں۔“

(بدائع الصّنائع : 78/2)

علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) فرماتے ہیں:

عَامَّةُ الْمَشَايِخِ لَمْ يَرَوْا بِهِ بَأْسًا .

”اکثر مشائخ حنفیہ شوال کے چھ روزوں میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔“

(فتح القدير : 349/2)

فقہ حنفی میں ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لٰكِنَّ عَامَّةَ الْمُتَأَخِّرِينَ لَمْ يَرَوْا بِهٖ بَأْسًا .

''اکثر متاخرین (حنفی علما) شوال کے روزوں میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔''

(البحر الرّائق شرح كنز الدّقائق : 278/2، منحة الخالق لابن عابدين : 278/2)

❀ شیخی زادہ حنفی رحمہ اللہ (۱۰۷۸ھ) فرماتے ہیں:

''عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے مکروہ نہیں، یہ مختار قول ہے۔ کیونکہ رمضان اور شوال کے درمیان عید الفطر کے ایک دن کا فاصلہ آ جاتا ہے۔ اس سے اہل کتاب کے ساتھ تشبہ لازم نہیں آتا، لہٰذا یہ روزے مکروہ نہیں، بلکہ مستحب سنت ہیں، کیونکہ اس بارے میں حدیث وارد ہوئی ہے۔''

(مَجمع الأنهر :255/1)

سوال: شوال کے چھ روزے مسلسل رکھے جائیں یا متفرق؟

جواب: متفرق بھی رکھے جا سکتے ہیں، کیونکہ حدیث میں لگا تار رکھنے کی قید نہیں لگائی گئی، لہٰذا ماہِ شوال کے جن دنوں میں بھی چھ روزے رکھ لیے جائیں، تو فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

سوال: کیا شوال کے چھ روزے عید کے اگلے روز ہی شروع کرے؟

جواب: شوال کے چھے روزے پورے مہینے میں کبھی بھی رکھے جا سکتے ہیں، عید کے اگلے روز رکھنا ضروری نہیں۔

عاشوراء کا روزہ:

سوال: عاشورا کے روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عاشوراء دس محرم کا روزہ مشروع و مستحب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا یَخْتَلِفُ الْعُلَمَاءُ أَنَّ یَوْمَ عَاشُورَاءَ لَیْسَ بِفَرْضٍ صِیَامُهٗ وَلَا فَرْضَ إِلَّا صَوْمُ رَمَضَانَ.

”اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ عاشوراء کا روزہ فرض نہیں ہے، فرض صرف رمضان کے روزے ہیں۔“

(التّمهيد : 203/7)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

الْعُلَمَاءُ مُجْمِعُونَ عَلَى اسْتِحْبَابِهٖ وَتَعْيِينِهٖ لِلْأَحَادِيثِ.

”اہل علم کا اجماع ہے کہ عاشوراء کا روزہ مستحب و متعین ہے، اس پر کئی احادیث مبارکہ ہیں۔“

(شرح مسلم : 5/8، التّوضيح لابن الملقن : 532/13)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الصِّيَامِ، بَعْدَ رَمَضَانَ، شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ.

”ماہِ رمضان کے بعد سب سے بافضیلت روزے محرم کے ہیں۔“

(صحيح مسلم : 1163)

❀ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے برسر منبر بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ، وَأَنَا صَائِمٌ، فَمَنْ شَاءَ، فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ، فَلْيُفْطِرْ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہ عاشوراء کا دن ہے، اللہ نے اس دن کا روزہ فرض نہیں کیا۔ جو چاہتا ہے، روزہ رکھ لے، جو چاہتا ہے، روزہ چھوڑ دے، البتہ میں روزے سے ہوں۔“

(صحيح البخاري : 2003، صحيح مسلم : 1129)

❁ سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ .

”یہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔“

(صحيح مسلم : 1162)

❁ اسود بن یزید نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ آمَرَ بِصَوْمِ عَاشُورَاءَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَبِي مُوسٰى رَحِمَهُمَا اللّٰهُ .

”میں نے سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے زیادہ کسی کو عاشوراء کے روزے کی تاکید کرتے نہیں دیکھا۔“

(مسند أبي داود الطّيالسي : 1308، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ إِلٰى قَابِلٍ صُمْتُ التَّاسِعَ؛ مَخَافَةَ أَنْ يَفُوتَنِي يَوْمُ عَاشُورَاءَ .

”اگر زندگی رہی، تو ان شاء اللہ اگلے سال نو محرم کا (بھی) روزہ رکھوں گا، اس ڈر سے کہ کہیں یوم عاشوراء چھوٹ نہ جائے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(المعجم الكبير للطبراني : 330/10، شعب الإيمان للبيهقي : 3507، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا حَدِيثُ التَّاسِعِ فَيَحْتَمِلُ عِنْدِي وُجُوهًا، أَحَدُهَا : أَنْ يُرِيدَ صَوْمَهُ احْتِيَاطًا، فَرُبَّمَا نَقَصَ الْهِلَالُ وَيَكُونُ الْغَيْمُ، فَتَكْمُلُ الْعِدَّةُ ثَلَاثِينَ، فَيَكُونُ التَّاسِعُ فِي الْعَدَدِ هُوَ الْعَاشِرَ مِنَ الْهِلَالِ، فَأَحَبَّ أَنْ لَا يَفُوتَهُ.

''نومحرم کے روزے والی حدیث کے کئی مفہوم ہو سکتے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نومحرم کے روزے کا ارادہ احتیاطی طور پر کیا ہے، وہ اس طرح کہ (ذوالحج کا) چاند ۲۹ کا ہو اور اس دن بادل ہوں، جس کے پیش نظر ذوالحج کے تیس دن مکمل کر لیے جائیں، اس طرح (جب نومحرم کا روزہ رکھا جائے، تو) جسے نومحرم سمجھا گیا ہے، وہ دراصل دس محرم ہو۔ تو آپ ﷺ نے چاہا کہ کہیں (اس طرح) عاشوراء کا روزہ چھوٹ نہ جائے۔''

(معرفة السّنن والآثار : 350/6)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ : فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''اگلے سال ہم ان شاء اللہ نومحرم کا روزہ (بھی) رکھیں گے۔ لیکن اگلے سال رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔''

(صحيح مسلم : 1134)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَئِنْ بَقِيتُ إِلٰى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ .

”میں اگلے سال تک زندہ رہا، تو نو محرم کا روزہ (بھی) رکھوں گا۔“

(صحیح مسلم : 1134)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى تَرْكِ صَوْمِ الْعَاشِرِ بَلْ وَعَدَ أَنْ يَصُومَ التَّاسِعَ مُضَافًا إِلَى الْعَاشِرِ .

”اس حدیث میں دس محرم کا روزہ چھوڑنے پر دلیل نہیں، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا کہ دس کے ساتھ ساتھ نو کا بھی روزہ رکھیں گے۔“

(تفسير القرطبي :391/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ، وَأَصْبِحْ يَوْمَ التَّاسِعِ صَائِمًا، قُلْتُ : هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ؟ قَالَ : نَعَمْ .

”محرم کا چاند دیکھیں، تو دن گننا شروع کر دیجئے اور نو محرم کو روزہ رکھیے، میں (حکم بن اعرج) نے عرض کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی دن کا روزہ رکھتے تھے؟ فرمایا: جی ہاں۔“

(صحیح مسلم : 1133)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عاشوراء کے متعلق فرمایا:

هُوَ يَوْمُ التَّاسِعِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''عاشوراء سے مراد نو محرم ہے۔''

(صحیح ابن خزیمة : 2098، وسندهٌ صحیحٌ)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

كَأَنَّهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَرَادَ صَوْمَهُ مَعَ الْعَاشِرِ وَأَرَادَ بِقَوْلِهٖ فِي الْجَوَابِ نَعَمْ، مَا رُوِيَ مِنْ عَزْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَوْمِهٖ .

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد یہ ہے کہ دس محرم کے ساتھ نو کا بھی روزہ رکھا جائے، (حکم بن اعرج راوی) کے سوال کے جواب میں جو ''جی ہاں'' کہا ہے، اس سے مراد دوسری روایت میں موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو محرم کا روزہ رکھنے کا عزم کیا تھا (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی عزم کو فعل نبوی قرار دیا)۔''

(السنن الکبریٰ : 287/4)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الزَّيْنُ بْنُ الْمُنِيرِ : قَوْلُهٗ : «إِذَا أَصْبَحْتَ مِنْ تَاسِعِهٖ فَأَصْبِحْ»، يُشْعِرُ بِأَنَّهٗ أَرَادَ الْعَاشِرَ لِأَنَّهٗ لَا يُصْبِحُ صَائِمًا بَعْدَ أَنْ أَصْبَحَ مِنْ تَاسِعِهٖ إِلَّا إِذَا نَوَى الصَّوْمَ مِنَ اللَّيْلَةِ الْمُقْبِلَةِ وَهُوَ اللَّيْلَةُ الْعَاشِرَةُ قُلْتُ : وَيُقَوِّي هٰذَا الِاحْتِمَالَ مَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَئِنْ بَقِيتُ إِلٰى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ فَمَاتَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنَّهٗ ظَاهِرٌ فِي أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ الْعَاشِرَ وَهَمَّ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

بِصَوْمِ التَّاسِعِ فَمَاتَ قَبْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَا هَمَّ بِهٖ مِنْ صَوْمِ التَّاسِعِ يَحْتَمِلُ مَعْنَاهُ أَنَّهٗ لَا يَقْتَصِرُ عَلَيْهِ بَلْ يُضِيفُهٗ إِلَى الْيَوْمِ الْعَاشِرِ إِمَّا احْتِيَاطًا لَهٗ وَإِمَّا مُخَالَفَةً لِّلْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى وَهُوَ الْأَرْجَحُ وَبِهٖ يُشْعِرُ بَعْضُ رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ .

''زین بن منیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول کہ جب آپ نو محرم کو صبح کریں، تو روزے کی حالت میں صبح کیجئے ......'' اس میں اشارہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد دس محرم تھی، کیونکہ نو محرم کی صبح کر لینے کے بعد روزے کی حالت میں صبح اسی صورت ہو سکتی ہے کہ جب وہ اگلی رات روزے کی نیت کرے، وہ رات دس محرم کی رات ہے۔ میں (ابن حجر رحمہ اللہ) کہتا ہوں: اس توجیہ کی تائید صحیح مسلم (۱۱۳۴) میں ابن عباس رضی اللہ عنہ والی دوسری حدیث سے ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا، تو نو محرم کا (بھی) روزہ رکھوں گا۔'' مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی وفات پا گئے، یہ واضح دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس محرم کا روزہ رکھا کرتے تھے اور نو محرم کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا تھا، مگر اگلے محرم سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ پھر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو محرم کے روزے کا ارادہ کیا، اس کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نو محرم پر اکتفا نہیں کرنا چاہتے تھے، بلکہ دس محرم کے ساتھ نو محرم کو بھی شامل کرنا چاہتے تھے، ایسا یا تو احتیاط کے طور پر کرنا چاہتے تھے یا یہود ونصاریٰ کی مخالفت میں، یہ (آخر الذکر) ہی راجح معلوم ہوتا ہے، صحیح مسلم کی بعض روایات بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

(فتح الباري : 245/4)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَأَصُومَنَّ عَاشُورَاءَ يَوْمَ التَّاسِعِ.

”میں عاشوراء نو محرم کا روزہ رکھوں گا۔“

(صحيح مسلم : 1134، شرح معاني الآثار للطحاوي : 77/2، واللّفظ لهٗ)

❀ امام طحاوی رحمہ اللہ (۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : لَأَصُومَنَّ عَاشُورَاءَ، يَوْمَ التَّاسِعِ إِخْبَارٌ مِّنْهُ عَلٰى أَنَّهٗ يَكُونُ ذٰلِكَ الْيَوْمُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَقَوْلُهٗ : لَأَصُومَنَّ يَوْمَ التَّاسِعِ يَحْتَمِلُ لَأَصُومَنَّ يَوْمَ التَّاسِعِ مَعَ الْعَاشِرِ أَيْ لِئَلَّا أَقْصِدَ بِصَوْمِي إِلٰى يَوْمِ عَاشُورَاءَ بِعَيْنِهٖ، كَمَا يَفْعَلُ الْيَهُودُ، وَلٰكِنْ أَخْلِطُهٗ بِغَيْرِهٖ، فَأَكُونُ قَدْ صُمْتُهٗ، بِخِلَافِ مَا تَصُومُهٗ يَهُودُ، وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى.

”فرمان نبوی: ”میں عاشورا نو محرم کا روزہ رکھوں گا۔“ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خبر ہے کہ نو محرم کا دن عاشورا ہے۔ نیز فرمان نبوی: ”میں نو محرم کا (بھی) روزہ رکھوں گا۔“ میں اس معنی کا احتمال ہے کہ میں دس محرم کے ساتھ نو کا بھی روزہ رکھوں گا، تاکہ یہود کی طرح میں بھی خاص عاشوراء کے دن کا قصد نہ کروں، بلکہ میں اس کے ساتھ دوسرے دن کو بھی ملا لوں، یوں میرا روزہ یہود کے روزہ کے مخالف ہو جائے گا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی معنی کی تائید منقول ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(شرح معاني الآثار : 77/2)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

ذَهَبَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ إِلٰى أَنَّ عَاشُورَاءَ هُوَ الْيَوْمُ الْعَاشِرُ مِنَ الْمُحَرَّمِ ...... وَهٰذَا ظَاهِرُ الْأَحَادِيثِ وَمُقْتَضَى اللَّفْظِ .

’’پہلے اور بعد کے جمہور اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ یوم عاشوراء سے مراد دس محرم ہے۔......احادیث کے ظاہر اور الفاظ کا تقاضا یہی ہے۔‘‘

(شرح النووي : 12/8)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ تَأَمَّلَ مَجْمُوعَ رِوَايَاتِ ابْنِ عَبَّاسٍ تَبَيَّنَ لَهٗ زَوَالُ الْإِشْكَالِ، وَسِعَةُ عِلْمِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَإِنَّهٗ لَمْ يَجْعَلْ عَاشُورَاءَ هُوَ الْيَوْمُ التَّاسِعُ بَلْ قَالَ لِلسَّائِلِ : صُمِ الْيَوْمَ التَّاسِعَ، وَاكْتَفٰى بِمَعْرِفَةِ السَّائِلِ أَنَّ يَوْمَ عَاشُورَاءَ هُوَ الْيَوْمُ الْعَاشِرُ الَّذِي يَعُدُّهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَأَرْشَدَ السَّائِلَ إِلٰى صِيَامِ التَّاسِعِ مَعَهٗ، وَأَخْبَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُهٗ كَذٰلِكَ .

’’جو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تمام روایات پر غور کر لے، تو اس سے اشکال رفع ہو جائے گا اور اسے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی علمی وسعت کا اندازہ ہو جائے گا، کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نو محرم کو عاشوراء قرار نہیں دیا، بلکہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال کرنے والے (حکم بن اعرج) سے فرمایا کہ نو محرم کا روزہ رکھیے، آپ کو معلوم تھا کہ سائل جانتا ہے کہ عاشوراء سے مراد دس محرم ہے، جیسا کہ تمام لوگ جانتے تھے، تو سائل (حکم بن اعرج) کو دس کے ساتھ ساتھ نو محرم کے روزے کی بھی راہنمائی کر دی اور نبی کریم ﷺ کے متعلق بھی آگاہ کر دیا کہ آپ ﷺ بھی ایسے ہی روزہ رکھا کرتے تھے۔

(زاد المَعاد في هَدي خير العباد : 78/2)

❀ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يَصُومُ الْعَاشُورَ الْيَوْمَ الْعَاشِرَ، فَأَكْثَرُوا فَقَالُوا : إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ : هُوَ التَّاسِعُ، فَكَانَ يَصُومُ التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ .

”آپ رحمہ اللہ دس محرم کا روزہ رکھتے تھے، تو کئی ساتھیوں نے بتایا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نو محرم کو عاشوراء کہتے ہیں، تو ابن سیرین رحمہ اللہ نو اور دس محرم کا روزہ رکھنے لگ گئے۔“

(تهذيب الآثار (مسند عمر) للطبري : 669، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بِهٰذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ .

”امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا مؤقف اسی (دس محرم کے روزے والی) حدیث کے مطابق ہے۔“

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 755)

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

صُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَخَالِفُوا الْيَهُودَ .

”نو اور دس محرم کا روزہ رکھیں اور یہود کی مخالفت کریں۔“

(مصنف عبد الرزاق : 7839، السنن الكبرى للبيهقي : 287/4، وسندهٌ صحيحٌ)

تنبیہ:

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

أَقُولُ : الْأَوْلٰى أَنْ يُقَالَ : إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَرْشَدَ السَّائِلَ لَهٗ إِلَى الْيَوْمِ الَّذِي يُصَامُ فِيهِ وَهُوَ التَّاسِعُ وَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ بِتَعْيِينِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَنَّهُ الْيَوْمُ الْعَاشِرُ، لِأَنَّ ذٰلِكَ مِمَّا لَا يُسْأَلُ عَنْهُ وَلَا يَتَعَلَّقُ بِالسُّؤَالِ عَنْهُ فَائِدَةٌ، فَابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا فَهِمَ مِنَ السَّائِلِ أَنَّ مَقْصُودَهٗ تَعْيِينُ الْيَوْمِ الَّذِي يُصَامُ فِيهِ أَجَابَ عَلَيْهِ بِأَنَّهُ التَّاسِعُ .

”میں کہتا ہوں: یہ مفہوم زیادہ بہتر ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سوال کرنے والے کو اس دن کی خبر دے دی، جس دن روزہ مشروع ہے اور وہ دن ہے نو محرم کا۔ سائل کو یہ جواب نہیں دیا کہ یوم عاشوراء ہے کب؟ کیونکہ ایسے باتوں کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا، نہ کہ ایسے سوال کا کوئی فائدہ ہے۔ لہٰذا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سمجھ گئے تھے کہ سائل کا مقصد اس دن کا تعین تھا، جس میں روزہ مشروع ہے، تو اسے جواب دے دیا کہ یہ نو محرم کا دن ہے۔“

(نیل الأوطار : 287/4)

❀ محدث محمد عبد الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

تَأْوِيلُ الشَّوْكَانِيِّ أَيْضًا بَعِيدٌ فَتَفَكَّرْ .

”علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی تاویل بعید ہے، غور کیجئے!“

(تحفة الأحوذي : 3/382)

ثابت ہوا کہ عاشوراء کا روزہ مشروع اور مستحب ہے، اس کے تعین میں اختلاف ہے، درست یہی معلوم ہوتا ہے کہ نو اور دس محرم دو دن کا روزہ رکھا جائے گا۔

سوال: عاشوراء میں اگر نو محرم کا روزہ نہ رکھ سکے، تو کیا دس اور گیارہ محرم کا روزہ رکھا جائے گا؟

جواب: عاشوراء کے روزے میں مشروع اور مستحب یہ ہے کہ نو اور دس محرم کے دو روزے رکھے جائیں، البتہ جو نو محرم کا روزہ نہ رکھ سکے، وہ صرف دس محرم کا روزہ رکھ لے، گیارہ محرم کا روزہ ملانا ثابت نہیں، گیارہویں محرم کے بارے میں مروی تمام روایات ضعیف اور نا قابل احتجاج ہیں۔

ماہِ محرم کے روزے:

سوال: کیا محرم کے سارے مہینے کے روزے رکھ سکتے ہیں؟

جواب: نفلی روزوں کے لیے سب سے افضل مہینہ محرم ہے۔ اس مہینے میں جتنے روزے رکھنا ممکن ہو، رکھے جا سکتے ہیں۔ جتنے زیادہ روزے، اتنی زیادہ فضیلت۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ، شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ، صَلَاةُ اللَّيْلِ .

”رمضان المبارک کے بعد افضل ترین روزے محرم کے ہیں اور فرائض کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعد افضل ترین نماز تہجد کی۔‘‘

(صحیح مسلم : 202/1163)

سوال: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ، شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ، صَلَاةُ اللَّيْلِ .

’’رمضان المبارک کے بعد افضل ترین روزے محرم کے ہیں اور فرائض کے بعد افضل ترین نماز تہجد کی۔‘‘

(صحیح مسلم : 202/1163)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے ماہِ محرم کے ہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ روزے شعبان میں رکھے، ایسا کیوں؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَمَا تَقْدِرُ عَلٰى أَنْ تَقْضِيَ حَتّٰى يَدْخُلَ شَعْبَانُ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ فِي شَهْرٍ مَّا يَصُومُ فِي شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُهٗ كُلَّهٗ إِلَّا قَلِيلًا بَلْ كَانَ يَصُومُهٗ كُلَّهٗ .

’’ہم (ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی وجہ سے) رمضان کے روزے چھوڑتیں، تو شعبان کا مہینہ آنے تک ان کی قضا نہ دے سکتیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنے روزے شعبان میں رکھا کرتے تھے، اتنے کسی اور مہینے میں نہ رکھتے تھے، چند دن چھوڑ کر آپ شعبان کا پورا مہینہ ہی روزے رکھتے تھے، بلکہ پورا شعبان ہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

روزے رکھتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 1950 ، صحيح مسلم : 1146 ، المُنتقٰى لابن الجارود : 400)

جواب: ممکن ہے کہ محرم میں روزوں کی افضیلت نبی کریم ﷺ کی آخری عمر میں نازل ہوئی ہو، اس لیے نبی کریم ﷺ محرم میں زیادہ روزے نہ رکھ سکے ہوں، واللہ اعلم!

یوم عرفہ کا روزہ:

سوال: عرفہ کس دن ہوتا ہے؟

جواب: عرفہ نو ذوالحجہ کو ہوتا ہے، کیونکہ اس دن حاجی عرفات میں جمع ہوتے ہیں، اسی مناسبت سے اسے یوم عرفہ کہا گیا۔ عرفہ کا روزہ نو ذوالحجہ کو رکھا جائے گا، ہر علاقہ میں جب نو ذوالحجہ ہوگی، تو یوم عرفہ کا روزہ رکھا جائے گا۔

سوال: عرفہ کا روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: نو ذوالحجہ کا روزہ مشروع و مستحب ہے۔ اس کی بڑی فضیلت ہے۔

① سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یوم عرفہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ .

”یہ روزہ گذشتہ اور آئندہ سال کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے۔“

(صحيح مسلم : 1162)

یہ بالاتفاق صحیح متصل روایت ہے۔ عبداللہ بن معبد زمانی ثقہ ہیں، ان کا سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سماع ہے، اگرچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے سماع کی نفی کی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے سماع کی نفی نہیں کی۔ علامہ ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۳/۱۴۴۱) میں سماع کا اثبات کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَضُرُّهٗ ذٰلِكَ .

”امام بخاری رحمہ اللہ کا سماع کی نفی کرنا مضر نہیں۔“

(دیوان الضّعفاء : 2319)

راوی مدلس نہ ہو، تو اتصال کے لیے معاصرت کافی ہوتی ہے، جب ائمہ اس کی نفی نہ کریں۔ یہاں صرف امام بخاری رحمہ اللہ نے نفی کی ہے، جبکہ جمہور ائمہ حدیث نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ یہ واضح دلیل ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی بات مرجوح ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت متصل ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۷۴۹) ”حسن“، امام ابوعوانہ (۲۹۲۴)، امام ابن خزیمہ (۲۰۸۷) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۶۳۱) نے ”صحیح“ کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۴۱۷۹) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا أَجْوَدُ حَدِيثٍ عِنْدِي فِي هٰذَا الْبَابِ .

”عرفہ کے روزے کے متعلق یہ سب سے عمدہ حدیث ہے۔“

(السّنن الکبریٰ، تحت الحدیث : 2826)

امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ عِنْدَنَا صَحِيحٌ سَنَدُهٗ، لَا عِلَّةَ فِيهِ تُوهِنُهٗ، وَلَا سَبَبَ يُضَعِّفُهٗ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”ہمارے نزدیک اس حدیث کی سند صحیح ہے، اس میں ایسی کوئی علت نہیں، جو اسے کمزور کرے اور ایسا کوئی سبب نہیں، جو موجب ضعف ہو۔“

(تهذيب الآثار [مسند عمر]: 290/1)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَصَحُّ الرِّوَايَاتِ فِيهِ رِوَايَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ .

”عرفہ کے روزے کے متعلق صحیح ترین روایت عبد اللہ بن معبد زمانی عن ابی قتادہ ہے۔“

(شُعَب الإيمان، تحت الحديث: 3504)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

”یہ سند حسن صحیح ہے۔“

(التّمهيد: 162/21)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(شرح السّنّة: 343/6)

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(فضل يوم التّروية وعَرَفَة، ص 12)

② سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَوْمُ عَرَفَةَ كَفَّارَةُ سَنَتَيْنِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 97/3، مسند عبد بن حميد : 464، مسند أبي يعلى الموصلي : 7548، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

كَانَتْ تَصُومُ يَوْمَ عَرَفَةَ .

”آپ رضی اللہ عنہا عرفہ کا روزہ رکھتی تھیں۔“

(مؤطأ الإمام مالك :375/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ اسْتَحَبَّ أَهْلُ الْعِلْمِ صِيَامَ يَوْمِ عَرَفَةَ، إِلَّا بِعَرَفَةَ .

”اہل علم نے عرفات میں موجود حجاج کے علاوہ باقی سب کے لیے عرفہ کے روزے کو مستحب قرار دیا ہے۔“

(سنن التّرمذي، تحتَ الحديث : 749)

❀ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق یوم عرفہ کے روزے کے قائل تھے۔

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 752)

③ سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : هُوَ صَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَيْسَ بِصَائِمٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيرِهٖ، فَشَرِبَهٗ .

”میرے پاس بعض لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرفہ کے دن روزے کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

بارے میں اختلاف کیا، بعض نے کہا: آپ ﷺ کا روزہ ہے اور بعض نے کہا کہ آپ کا روزہ نہیں ہے۔ تو میں نے نبی کریم ﷺ کی طرف دودھ کا پیالہ بھیجا، آپ ﷺ اس وقت اونٹنی پر سوار تھے، تو آپ نے وہ دودھ نوش فرمالیا۔''

(صحيح البخاري : 1988، صحيح مسلم : 1123)

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ .

''اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔''

(شرح السّنّة : 6/345)

❀ اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے:

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ .

''یوم عرفہ کے روزے کا بیان۔''

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هٰذَا يُشْعِرُ بِأَنَّ صَوْمَ يَوْمِ عَرَفَةَ كَانَ مَعْرُوفًا عِنْدَهُمْ مُعْتَادًا لَّهُمْ فِي الْحَضَرِ وَكَأَنَّ مَنْ جَزَمَ بِأَنَّهٗ صَائِمٌ اسْتَنَدَ إِلٰى مَا أَلِفَهٗ مِنَ الْعِبَادَةِ وَمَنْ جَزَمَ بِأَنَّهٗ غَيْرُ صَائِمٍ قَامَتْ عِنْدَهٗ قَرِينَةُ كَوْنِهٖ مُسَافِرًا وَّقَدْ عُرِفَ نَهْيُهٗ عَنْ صَوْمِ الْفَرْضِ فِي السَّفَرِ فَضْلًا عَنِ النَّفْلِ .

''راوی کے قول: ''نبی کریم ﷺ کے روزے کے متعلق'' میں اشارہ ہے کہ صحابہ کے ہاں یوم عرفہ کا روزہ معروف تھا اور حضر میں رکھا جاتا تھا۔ جن صحابہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کہا کہ آپ ﷺ روزے میں ہیں، ان کے مدنظر یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ عبادت سے جڑے رہتے تھے۔ (لہٰذا آج بھی روزے سے ہوں گے) جن صحابہ نے کہا کہ آپ ﷺ کا روزہ نہیں ہے، ان کے پیش نظر یہ قرینہ تھا کہ آپ مسافر ہیں اور جب سفر میں فرض روزے کی ممانعت ہے، تو نفل کی بالا ولیٰ ہے۔“

(فتح الباري : 237/4)

دراصل روزہ نو ذوالحجہ کا ہے، چونکہ اس وقت نبی کریم ﷺ عرفات میں تھے، اس مناسبت سے اس کا نام ”صوم عرفہ“ قرار پایا۔ وہی دن چل کر ہم تک پہنچتا ہے۔ عرفات والے دن روزہ رکھنا ہر ایک کے لیے ممکن نہیں، کیونکہ سعودی عرب میں جب عرفہ کا دن طلوع ہوتا ہے، تو دنیا کے کئی ممالک میں اس وقت رات طلوع ہوتی ہے، تو کیا وہ رات کا روزہ رکھیں گے؟ پاکستان کا وقت سعودی سے دو گھنٹے آگے ہے، وہاں یوم عرفہ ابھی طلوع نہیں ہوا ہوتا کہ پاکستان میں سحر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور وہاں یوم عرفہ ختم نہیں ہوا ہوتا کہ پاکستان میں افطار ہو جاتا ہے۔ جب سعودی سے نماز کے اوقات میں فرق ہے، تو روزہ ان کے موافق کیسے ممکن ہے؟

حجاج کرام اگر مشقت محسوس نہ کریں، تو عرفہ کا روزہ رکھ سکتے ہیں، اس بارے میں ممانعت والی روایت ثابت نہیں۔

✽ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ .

”بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں (حاجیوں کے لیے) یوم عرفہ کا روزہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رکھنے سے منع فرمایا۔‘‘

(سنن أبي داود : 2440، سنن ابن ماجه : 1732)

سند ضعیف ہے۔ مہدی بن حرب عبدی ’’مجہول الحال‘‘ ہے۔

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْرِفُهٗ .

’’میں اسے نہیں پہچانتا۔‘‘

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 337/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْرِفُهٗ .

’’میں اسے نہیں پہچانتا۔‘‘

(سؤالات أبي داود : 473)

❀ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے ’’مجہول‘‘ کہا ہے۔

(المُحلّٰى بالآثار : 439/4)

❀ اس حدیث کے بارے میں حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَسَانِيدَ جِيَادٍ أَنَّهُ لَمْ يَصُمْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَلَا يَصِحُّ عَنْهُ أَنَّهٗ نَهٰى عَنْ صَوْمِهٖ .

’’اس روایت پر متابعت نہیں کی گئی۔ نبی کریم ﷺ سے جید سندوں سے یہ ضرور ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے (عرفہ میں) یوم عرفہ کا روزہ نہیں رکھا، مگر یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے (عرفہ میں) یوم عرفہ کے روزہ سے منع کیا ہو۔‘‘

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

(الضّعفاء الكبير :298/1)

❀ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يُحْتَجُّ بِهٖ .

”اس حدیث سے حجت نہیں لی جائے گی۔“

(المُحلّٰی بالآثار : 439/4)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

مَنْ صَحِبَنِي مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى فَلَا يَصُومَنَّ يَوْمَ عَرَفَةَ فَإِنَّهٗ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

”جو مرد اور عورت میرے ساتھ (حج کر رہے) ہیں، وہ عرفہ (۹ ذوالحجہ) کا روزہ ہرگز نہ رکھے، کیونکہ یہ کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں۔“

(مصنّف عبد الرزّاق : 283/4، الرقم : 7820، المَطالب العالية لابن حَجَر : 173/6، أخبار مكة للفاكهي : 2780)

سند ضعیف ہے۔ ندبہ مولاۃ میمونہ مجہولہ ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات : ۵/ ۴۸۷“ میں ذکر کیا ہے۔

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هِيَ مَجْهُولَةٌ لَا تُعْرَفُ .

”یہ مجہولہ اور غیر معروف ہے۔“

(المُحلّٰی : 397/1، 234/9)

❀ اسی قول پر حافظ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(الأحكام الوُسطی :209/1)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ندبہ کو ''مجہولات'' میں ذکر کیا ہے۔

(میزان الاعتدال : 610/4)

اگر اس قول کو ثابت بھی مانیں، تو اس کا تعلق اس حاجی سے ہے، جس کے لیے عرفہ کا روزہ رکھنا مشکل ہو۔

تنبیہ:

یہ روزہ نو ذوالحجہ کا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نو ذوالحجہ کو عرفات میں تھے، اس مناسبت سے اسے یوم عرفہ کا روزہ کہہ دیا گیا، واللہ اعلم!

سوال: درج ذیل روایت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

✿ روایت ہے:

مَنْ صَامَ عَشْرَ ذِي الْحِجَّةِ فَإِنَّ صِيَامَهٗ يَعْدِلُ أَجْرَ شَهِيدٍ .

''جس نے عشرہ ذوالحجہ کے روزے رکھے، تو اسے شہید کے برابر اجر ملے گا۔''

جواب: باوجود بسیار کوشش کے اس روایت پر دسترس نہیں ہو سکی۔

سوموار کا روزہ:

سوال: کیا صرف سوموار کا روزہ رکھنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں۔

✿ سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ؟ قَالَ : ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

”نبی کریم ﷺ سے سوموار کے روزے کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا: اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھے نبوت ملی۔“

(صحیح مسلم : 1162)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ سے سوموار کا روزہ رکھنا ثابت ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے سوموار کو روزہ رکھنا ثابت ہے۔

❀ سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ؟ قَالَ : ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ .

”نبی کریم ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا: سوموار کو میری ولادت ہوئی ہے اور اسی دن مجھے نبوت ملی یا (فرمایا:) اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔“

(صحیح مسلم : 1162)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۷۴۹) ”حسن“، امام ابوعوانہ (۲۹۲۴)، امام ابن خزیمہ (۲۰۸۷) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۶۳۱) نے ”صحیح“ کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۴۱۷۹) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا أَجْوَدُ حَدِيثٍ عِنْدِي ......

”...... یہ سب سے عمدہ حدیث ہے۔“

(السّنن الکبریٰ، تحت الحدیث : 2826)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

✿ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ عِنْدَنَا صَحِيحٌ سَنَدُهُ، لَا عِلَّةَ فِيهِ تُوهِنُهُ، وَلَا سَبَبَ يُضَعِّفُهُ .

”ہمارے نزدیک اس حدیث کی سند صحیح ہے، اس میں ایسی کوئی علت نہیں، جو اسے کمزور کرے اور ایسا کوئی سبب نہیں، جو موجب ضعف ہو۔“

(تہذیب الآثار [مسند عمر]: 290/1)

✿ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

”یہ سند حسن صحیح ہے۔“

(التّمهيد: 162/21)

✿ حافظ بغوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(شرح السّنّة: 343/6)

✿ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(فضل يوم التّروية وعَرَفَة، ص 12)

تنبیہ:

یہ بالاتفاق صحیح متصل روایت ہے۔ عبداللہ بن معبد زمانی ثقہ ہیں، ان کا سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سماع ہے، علامہ ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق (۱۴۴۱/۳) میں سماع کا اثبات کیا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے سماع کی نفی کی ہے۔

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا يَضُرُّهٗ ذٰلِكَ .

”امام بخاری رحمہ اللہ کا سماع کی نفی کرنا (یہاں) مضر نہیں۔“

(ديوان الضّعفاء : 2319)

❀ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّكَ تَصُومُ حَتّٰى لَا تَكَادَ تُفْطِرُ، وَتُفْطِرُ حَتّٰى لَا تَكَادَ أَنْ تَصُومَ، إِلَّا يَوْمَيْنِ إِنْ دَخَلَا فِي صِيَامِكَ وَإِلَّا صُمْتَهُمَا، قَالَ : أَيُّ يَوْمَيْنِ؟ قُلْتُ : يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، قَالَ : ذَانِكَ يَوْمَانِ تُعْرَضُ فِيهِمَا الْأَعْمَالُ عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ .

”میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ روزے رکھنا شروع کرتے ہیں، تو چھوڑتے نہیں ہیں اور جب چھوڑنے لگتے ہیں، تو رکھتے نہیں ہیں، سوائے دو دنوں کے، ان دنوں میں آپ روزہ ضرور رکھتے ہیں۔ فرمایا: کون سے دن؟ عرض کیا: سوموار اور جمعرات، فرمایا: سوموار اور جمعرات کو رب العالمین کی طرف اعمال پیش کیے جاتے ہیں، لہذا میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش ہوں، تو میں روزے کی حالت میں ہوں۔“

(سنن النّسائي : 2358، وسندهٗ صحيحٌ)

ایامِ بیض کے روزے:

سوال: ایامِ بیض سے کیا مراد ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): ایام بیض سے مراد چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ ہے، تین راتوں میں چونکہ چاند زیادہ روشن ہوتا ہے، اس لیے انہیں بیض یعنی روشن کہا جاتا ہے۔

(سوال): ایام بیض کے روزوں کی کیا فضیلت ہے؟

(جواب): ایام بیض (چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ) کے روزے رکھنا مشروع و مستحب ہے۔ اس پر صحیح احادیث دلیل ہیں، یہ تین روزے مہینے بھر کے روزوں کے برابر ہیں، اگر ہر مہینہ یہ تین روزے رکھے جائیں، تو پورے سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ ہر دور کے مسلمانوں کا اس پر عمل رہا ہے۔

❀ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

''جب آپ ہر ماہ تین روزے رکھیں، تو (قمری مہینہ کی) تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ (ایام بیض) کے روزے رکھا کریں۔''

(سنن النّسائي: 2424، سنن التّرمذي: 761، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۱۲۸) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۶۵۶) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

إِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، فَإِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ.

''آپ کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیں، تو آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو ہر نیکی کے بدلے دس گناہ اجر ملے گا اور اس طرح پورا سال روزے رکھنے کے برابر اجر ملے گا۔“

(صحيح البخاري : 1975، صحيح مسلم : 1159)

❁ یزید بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

صَوْمُ شَهْرِ الصَّبْرِ، وَصَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يُذْهِبْنَ وَحَرَ الصَّدْرِ.

”ماہ رمضان اور ہر ماہ تین دن روزہ رکھنے سے دل کا کینہ ختم ہوتا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 263/5، سنن أبي داوٗد : 2999، سنن النّسائي : 4151، وسندہٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۵۵۷) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۰۹۹) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❁ موسیٰ بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ صِيَامِ، ثَلَاثَةِ أَيَّامِ الْبِيضِ فَقَالَ : كَانَ عُمَرُ يَصُومُهُنَّ.

”میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایام بیض کے تین روزوں کے متعلق پوچھا، تو فرمایا: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ روزے رکھا کرتے تھے۔“

(مُسند الحارث [بغية الباحث] : 340، وسندہٗ صحيحٌ)

شعبان میں روزے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا شعبان میں کوئی روزہ فرض یا واجب ہے؟

جواب: شعبان میں کوئی روزہ فرض یا واجب نہیں ہے۔

سوال: کیا تیرہویں شعبان کا روزہ رکھنا باعث فضیلت ہے؟

جواب: تیرہویں شعبان کے روزے کی کوئی خاص فضیلت حدیث میں بیان نہیں ہوئی، نہ اسلاف امت کا اس پر عمل ہے۔

سوال: کیا پندرہ شعبان کو روزہ مسنون ہے؟

جواب: اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

سوال: کیا شعبان میں روزوں کی فضیلت ہے؟

جواب: شعبان میں روزے رکھنا با فضیلت عمل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں بکثرت روزے رکھتے تھے، مگر اس مہینے میں کسی دن کو روزے کے ساتھ خاص کرنا بلا دلیل ہے، جیسے پندرہ شعبان وغیرہ۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَمَا تَقْدِرُ عَلٰى أَنْ تَقْضِيَ حَتّٰى يَدْخُلَ شَعْبَانُ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ فِي شَهْرٍ مَّا يَصُومُ فِي شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُهٗ كُلَّهٗ إِلَّا قَلِيلًا بَلْ كَانَ يَصُومُهٗ كُلَّهٗ .

”ہم (ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی وجہ سے) رمضان کے روزے چھوڑتیں، تو شعبان کا مہینہ آنے تک ان کی قضا نہ دے سکتیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنے روزے شعبان میں رکھا کرتے تھے، اتنے کسی اور مہینے میں نہ رکھتے تھے، چند

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دن چھوڑ کر آپ شعبان کا پورا مہینہ ہی روزے رکھتے تھے، بلکہ پورا شعبان ہی روزے رکھتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 1950، صحيح مسلم : 1146، المُنتقى لابن الجارود : 400)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِّنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُومُوا .

”جب نصف شعبان باقی رہ جائے، تو روزے مت رکھیں۔“

(سنن أبي داود : 2337، سنن التّرمذي : 738)

جواب: روایت منکر ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے سامنے یہ حدیث ذکر کی گئی، تو:

أَنْكَرَهُ . ”آپ رحمہ اللہ نے اسے منکر قرار دیا۔“

(علل الإمام أحمد برواية المروذي، ص 160، الرقم : 278)

❁ نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

”یہ حدیث منکر ہے۔“

(مسائل الإمام أحمد برواية أبي داود : 2002)

❁ امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ مُنْكَرٌ . ”یہ روایت منکر ہے۔“

(الضّعفاء : 388/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

✿ حافظ خلیلی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''شاذ و غیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الإرشاد: 218/1، الرقم: 20)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(سِيَرُ أعلام النُّبلاء: 187/6)

سوال: نفلی روزے رکھنا زیادہ افضل ہے یا نفلی نماز پڑھنا؟

جواب: اگر کوئی شخص استطاعت رکھتا ہے، تو وہ نفلی روزے بھی رکھے اور نفلی نماز بھی پڑھے، البتہ اگر نفلی روزے رکھنے کی استطاعت نہیں اور جسم کمزوری محسوس کرے، تو نفلی روزے نہ رکھے اور بکثرت نوافل پڑھے۔ یقیناً نفلی روزوں کی بھی بڑی فضیلت ہے اور نفل نماز بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے، روز قیامت فرض نمازوں کی کمی نوافل سے ہی پوری ہوگی، اسی لیے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نوافل کو نفلی روزوں پر ترجیح دیتے تھے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ لَا يَكَادُ أَنْ يَصُومَ، فَقَالَ: إِنِّي إِذَا صُمْتُ ضَعُفْتُ عَنِ الصَّلَاةِ، وَالصَّلَاةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ، فَإِنْ صَامَ صَامَ ثَلَاثًا مِّنَ الشَّهْرِ .

''آپ رضی اللہ عنہ زیادہ (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے، فرمایا کرتے تھے: اگر میں روزہ رکھ لوں، تو کمزوری کی وجہ سے نوافل ادا نہیں کر پاتا، جبکہ نفل نماز مجھے نفلی روزے سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اگر نفلی روزے رکھتے، تو مہینے بھر میں تین روزے رکھتے تھے۔''

(تهذيب الآثار [مسند عمر] للطّبري: 520، المُعجم الكبير للطّبراني: 175/9،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الرقم : 8869، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ، صَلَاةُ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهٗ، وَيَنَامُ سُدُسَهٗ، وَيَصُومُ يَوْمًا، وَيُفْطِرُ يَوْمًا .

”اللہ کو سب سے محبوب نماز داود علیہ السلام کی ہے، محبوب روزے بھی داوٗد علیہ السلام کے ہیں۔ آپ علیہ السلام آدھی رات سوتے، پھر تہائی رات قیام کرتے، اور پھر دو تہائی رات سو جاتے۔ نیز ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن چھوڑ دیتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 1131؛ صحيح مسلم : 181/1159)

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اعتکاف کا بیان

سوال: کیا اعتکاف عبادت ہے؟

جواب: جی ہاں، اعتکاف بالا جماع عبادت ہے۔

سوال: اعتکاف کرنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: معتکف یا عاکف۔

سوال: اعتکاف کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: اعتکاف کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کا مبارک عمل ہے، آپ نے اس پر ہمیشگی کی، صحابہ کرام نے بھی بڑے ذوق وشوق سے اعتکاف کیا، ہر دور کے صلحا کا اس پر عمل رہا ہے۔ لیکن اعتکاف کی مخصوص فضیلت کے متعلق جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں، ساری کی ساری ضعیف ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا زَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

''نبی کریم ﷺ ہمیشہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے، حتی کہ آپ اللہ کو پیارے ہو گئے۔''

(صحيح البخاري: 2026، صحيح مسلم: 1172)

اگر کوئی انسان رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں دنیا اور اہل دنیا کو ترک کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسجد کا رخ کرتا ہے اور دس دن مسجد میں خیمہ زن رہتا ہے، طاعت الٰہی میں وقت گزارتا ہے، فرائض و واجبات اور استحبات کا اہتمام کرتا ہے، تو یقیناً وہ ڈھیروں اجر و ثواب پائے گا۔ اعتکاف عزیمت والا عمل ہے۔

سوال: اعتکاف کا کیا حکم ہے؟

جواب: اعتکاف بالا جماع سنت اور مستحب ہے، البتہ جس نے اعتکاف کی نذر مانی ہو، تو اس کے لیے نذر پوری کرنا واجب ہے۔

❁ علامہ ابو عبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ لَيْسَ بِوَاجِبٍ، وَهُوَ قُرْبَةٌ مِنَ الْقُرَبِ وَنَافِلَةٌ مِنَ النَّوَافِلِ عَمِلَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ وَأَزْوَاجُهٗ .

”فقہا کا اجماع ہے کہ اعتکاف واجب نہیں، یہ قرب الٰہی کا باعث ہے اور نفلی عبادت ہے، اس پر رسول ﷺ، صحابہ اور ازواج مطہرات کا عمل ہے۔“

(تفسير القُرطبي : 333/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الِاعْتِكَافَ لَيْسَ بِوَاجِبٍ وَأَنَّهٗ سُنَّةٌ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ اعتکاف واجب نہیں، سنت ہے۔“

(تفسير القرطبي : 335/2)

سوال: مسنون اعتکاف کیا ہے؟

جواب: مسنون اعتکاف رمضان کا آخری عشرہ ہے۔ ایک دو دن کا اعتکاف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مسنون نہیں، البتہ اگر ایک یا دو دن کے اعتکاف کی نذر مانی ہے، تو اسے پورا کرنا ضروری ہے، باقی جو مسنون اور مستحب اعتکاف ہے، وہ رمضان میں آخری عشرہ ہے، واللہ اعلم!

(سوال): اعتکاف کی شرطیں کیا ہیں؟

(جواب): ① نیت۔ علما کا اتفاق ہے کہ اعتکاف میں نیت شرط ہے۔

② مسجد۔ ③ مسلمان ہونا ④ عاقل ہونا۔

(سوال): کیا روافض اعتکاف کے قائل ہیں؟

(جواب): روافض اس مسجد میں اعتکاف جائز سمجھتے ہیں، جس میں نبی کریم ﷺ یا ان کے ائمہ نے جمعہ پڑھایا ہو۔

(سوال): کیا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا اعتکاف کا رکن ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): کیا اعتکاف صرف مسجد میں مشروع ہے؟

(جواب): مرد اور عورت کا اعتکاف صرف مسجد میں ہوتا ہے، گھر میں اعتکاف پر کتاب وسنت میں کوئی دلیل نہیں، نہ سلف میں اس پر عمل ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (البقرة: ۱۸۷)

''تم مسجد میں اعتکاف کر رہے ہو۔''

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْاِعْتِكَافُ مِنَ الْعِبَادَاتِ الْمَشْرُوعَةِ بِالْمَسَاجِدِ بِاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ .

''ائمہ کا اتفاق ہے کہ اعتکاف ان عبادات میں سے ہے، جنہیں مساجد میں ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کرنا مشروع ہے۔‘‘

(اقتضاء الصّراط المُستقیم : 356/2)

سوال: کیا اعتکاف کے لیے مسجد میں جمعہ ہونا ضروری ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھا ہو، تو کیا عمرہ کر سکتا ہے؟

جواب: نہیں کر سکتا۔

سوال: اعتکاف کن چیزوں سے باطل ہو جاتا ہے؟

جواب: ① جماع۔ اس پر اتفاق ہے کہ جماع سے اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔ ② بغیر ضرورت کے مسجد سے نکل جانا ③ حیض و نفاس ④ ارتداد۔

سوال: جنبی ہو گیا، کیا اعتکاف باقی ہے؟

جواب: جی ہاں، باقی ہے۔

سوال: دوران اعتکاف غسل جنابت کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، یہ طبعی و شرعی ضرورت ہے۔

سوال: کیا مسجد میں نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، پڑھ سکتا ہے۔

سوال: کیا خواتین مدرسہ کی عمارت میں اعتکاف کر سکتی ہیں؟

جواب: نہیں۔ اعتکاف مسجد کے ساتھ خاص ہے۔

سوال: کیا عورت اعتکاف میں خوشبو لگا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، لگا سکتی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: معتکف سے ملاقات کی جا سکتی ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا معتکف مسجد میں خرید و فروخت کر سکتا ہے؟

جواب: نہیں کر سکتا۔

سوال: کیا معتکف اذان کہہ سکتا ہے؟

جواب: کہہ سکتا ہے۔

سوال: معتکف کے لیے گھر سے سحری و افطاری لانے والا کوئی نہ ہو، تو کیا خود جا کر لا سکتا ہے؟

جواب: اس صورت میں خود لا سکتا ہے۔

سوال: عورت عدت میں ہے، کیا اعتکاف بیٹھ سکتی ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: معتکف مسجد کی چھت پر چڑھ گیا، کیا اعتکاف باقی ہے؟

جواب: جی ہاں، باقی ہے۔

سوال: کیا معتکف مسجد میں واعظ کی مجلس میں شریک ہو سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، ہو سکتا ہے۔

سوال: کیا وعظ کرنے یا جمعہ پڑھانے کے لیے دوسری مسجد میں جا سکتا ہے؟

جواب: نہیں جا سکتا۔

سوال: اعتکاف کے لیے خیمہ لگانا ضروری ہے؟

جواب: ضروری نہیں، مستحب سنت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: بعض لوگ «نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ» پڑھ کر مسجد میں داخل ہوتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ بدعت ہے۔

سوال: کیا معتکف مسجد میں نکاح پڑھا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، پڑھا سکتا ہے۔

سوال: کیا پورا رمضان اعتکاف بیٹھا جا سکتا ہے؟

جواب: بیٹھا جا سکتا ہے، اس پر اجماع ہے۔

سوال: کیا جھوٹ اور غیبت سے اعتکاف باطل ہو جاتا ہے؟

جواب: نہیں ہوتا۔

سوال: کیا اعتکاف کے لیے روزے کی شرط ہے؟

جواب: اعتکاف الگ عبادت ہے اور روزہ الگ۔ جو شخص بیماری یا کبرِ سنی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو، وہ اعتکاف کر سکتا ہے۔ اسی طرح جو معتکف دوران اعتکاف بیمار ہو جائے اور روزہ توڑ دے، تو اس کا اعتکاف برقرار ہے، کیونکہ اعتکاف کے صحیح ہونے کے لیے روزہ شرط نہیں ہے۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ : أَوْفِ بِنَذْرِكَ .

”انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا، تو آپ نے انہیں فرمایا: اپنی نذر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پوری کریں۔‘‘

(صحيح البخاري : 6697، صحيح مسلم : 1656، المُنتقى لابن الجارود : 941)

✿ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْاِعْتِكَافَ جَائِزٌ لِغَيْرِ الصَّوْمِ.

’’یہ حدیث دلیل ہے کہ بغیر روزے کے بھی اعتکاف جائز ہے۔‘‘

(أعلام الحديث : 990/2)

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيث دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْاِعْتِكَاف يَصِحُّ بِلَا صَوْمٍ.

’’یہ حدیث دلیل ہے کہ روزہ کے بغیر بھی اعتکاف صحیح ہے۔‘‘

(كَشف المُشكل : 54/1)

✿ ابوسہیل نافع بن مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَلَى امْرَأَتِي اعْتِكَافُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَسَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَعِنْدَهُ ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ : قُلْتُ عَلَيْهَا صِيَامٌ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : لَا يَكُونُ اعْتِكَافٌ إِلَّا بِصِيَامٍ، فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ : أَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : لَا، قَالَ : فَعَنْ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَ : لَا؟ قَالَ : فَعَنْ عُمَرَ؟ قَالَ : لَا، قَالَ : فَعَنْ عُثْمَانَ؟ قَالَ : لَا، قَالَ عُمَرُ : مَا أَرٰى عَلَيْهَا صِيَامًا، فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ طَاوُسًا وَعَطَاءَ بْنَ أَبِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

رَبَاحٍ، فَسَأَلْتُهُمَا، فَقَالَ طَاوُسٌ : كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، لَا يَرٰى عَلَيْهَا صِيَامًا إِلَّا أَنْ تَجْعَلَهُ عَلٰى نَفْسِهَا، قَالَ : وَقَالَ عَطَاءٌ : ذٰلِكَ رَأْيِي .

''میرے بیوی نے نذر مانی تھی کہ وہ مسجد حرام میں تین دن اعتکاف کرے گا، تو میں نے امام عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے سوال کیا، وہاں امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بھی تشریف فرما تھے، میں نے پوچھا: کیا میری بیوی پر (اعتکاف کے ساتھ ساتھ) روزہ رکھنا بھی ضروری ہے؟ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرمانے لگے: روزے کے بغیر اعتکاف نہیں۔ تو امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے زہری رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا اس بارے میں آپ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ہے؟ زہری رحمہ اللہ کہنے لگے: نہیں، پوچھا: کیا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی اثر ہے؟ کہنے لگے: نہیں، پوچھا: کیا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا کوئی اثر؟ کہنے لگے: نہیں، پوچھا: کیا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا کوئی اثر؟ کہا: نہیں۔ تو امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ میری رائے یہ ہے کہ اس پر روزے ضروری نہیں۔ (ابو سہیل نافع بن مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں:) میں وہاں سے نکلا، تو امام طاؤس بن کیسان اور امام عطاء بن ابی رباح رحمہما اللہ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے دونوں سے یہی سوال کیا۔ امام طاؤس رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایسی عورت پر روزے ضروری نہیں، الا کہ اس نے (اعتکاف کے ساتھ ساتھ) روزوں کی بھی نذر مانی ہو۔ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ میری بھی یہی رائے ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سنن الدّارمي : 164، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

لَا اِعْتِكَافَ إِلَّا بِصِيَامٍ .

”روزے کے بغیر اعتکاف نہیں۔“

(سنن الدّارقطني : 2356، المُستدرك للحاكم : 1605، السّنن الكبرى للبيهقي : 521/4)

سند سخت ضعیف ہے۔

① سوید بن عبد العزیز ضعیف ہے۔

② سفیان بن حسین کی زہری سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔

③ زہری کا عنعنہ ہے۔

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”ضعیف“ کہا ہے۔

(الأجوبة المرضية : 1085/3)

یہ روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے موقوف بھی ضعیف ہے۔

فائدہ:

سوال: کیا ہر مسجد میں اعتکاف ہوسکتا ہے؟

جواب: اعتکاف مسجد کے ساتھ خاص ہے، مرد اور عورت دونوں مسجد میں ہی اعتکاف کریں گے، اعتکاف ہر مسجد میں ہوسکتا ہے۔

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾(البقرة : ١٨٧)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”تم مسجد میں اعتکاف کر رہے ہو۔“

❀ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَمَّ اللّٰهُ الْمَسَاجِدَ كُلَّهَا وَلَمْ يَخُصَّ شَيْئًا مِنْهَا .

”اللہ تعالیٰ نے تمام مسجدوں کو شامل کیا ہے، کسی مسجد کو خاص نہیں کیا۔“

(مؤطأ الإمام مالك : 313/1)

❀ امام بخاری رحمہ اللہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلْاعْتِكَافُ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا .

”تمام مساجد میں اعتکاف (کا بیان)“

(صحيح البخاري، قبل الحديث : 2025)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْاِعْتِكَافُ جَائِزٌ فِي جَمِيعِ الْمَسَاجِدِ عَلٰى ظَاهِرِ الْآيَةِ .

”آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف تمام مساجد میں جائز ہے۔“

(الإشراف على مذاهب العلماء : 160/3)

❀ علامہ ابن جزی رحمہ اللہ (۷۴۱ھ) فرماتے ہیں:

دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ الْاِعْتِكَافِ فِي كُلِّ مَسْجِدٍ خِلَافًا لِمَنْ قَالَ : لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ .

”یہ آیت دلیل ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہے، اس کے برعکس بعض کہتے ہیں کہ اعتکاف صرف مسجد حرام، مسجد مدینہ (مسجد نبوی) اور بیت المقدس میں ہی ہو سکتا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(تفسير ابن جزي :112/1)

② سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُورًا .

”میرے لیے زمین کو مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنادیا گیا ہے۔“

(صحيح البخاري : 335، صحيح مسلم :521)

❁ اس حدیث کے تحت علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بِمَعْنٰى أَنَّهٗ تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهِ، وَإِلَّا فَقَدْ جَاءَ النَّصُّ وَالْإِجْمَاعُ بِأَنَّ الْبَوْلَ وَالْغَائِطَ جَائِزٌ فِيمَا عَدَا الْمَسْجِدَ، فَصَحَّ أَنَّهٗ لَيْسَ لِمَا عَدَا الْمَسْجِدِ حُكْمُ الْمَسْجِدِ ...... فَصَحَّ أَنْ لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ .

”اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ پوری زمین میں نماز جائز ہے، ورنہ تو نص اور اجماع سے ثابت ہے کہ پیشاب و پاخانہ مسجد کے علاوہ ہر جگہ جائز ہے، لہٰذا یہ بات درست ہے کہ مسجد کے علاوہ مقامات کا مسجد والا حکم نہیں ہے، یہ بھی درست ہے کہ مسجد کے علاوہ کہیں اعتکاف نہیں۔“

(المحلّٰی بالآثار : 428/3)

③ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ، يُجْمَعُ فِيهِ .

”اعتکاف صرف اس مسجد میں ہوسکتا ہے، جس میں نماز با جماعت کا اہتمام ہو۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 90/3، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

④، ⑤ امام حکم بن عتیبہ اور امام حماد بن ابی سلیمان رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْتَكَفُ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ يَجْمَعُونَ فِيهِ .

”اعتکاف صرف اس مسجد میں کیا جا سکتا ہے، جس میں لوگ باجماعت نماز پڑھتے ہوں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 91/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ امام ابو جعفر باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ يُجْمَعُ فِيهِ .

”اعتکاف صرف اس مسجد میں جائز ہے، جس میں نماز باجماعت کا اہتمام ہو۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 91/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ امام عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ .

”اعتکاف اس مسجد میں درست ہے، جس میں نماز کی جماعت ہوتی ہو۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 91/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑧ ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَبَا قِلَابَةَ اعْتَكَفَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ .

”امام ابو قلابہ رحمہ اللہ نے اپنے علاقے کی مسجد میں اعتکاف کیا۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 89/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑨ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِالِاعْتِكَافِ فِي مَسَاجِدِ الْقَبَائِلِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”قبائل کی مساجد میں اعتکاف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 90/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑩ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، أَنَّهٗ لَا يُكْرَهُ الْاِعْتِكَافُ فِي كُلِّ مَسْجِدٍ يُجَمَّعُ فِيهِ.

”ہمارا اتفاقی مسئلہ ہے کہ جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہے، اس میں اعتکاف کرنا مکروہ نہیں ہے۔“

(مؤطأ الإمام مالك :313/1)

⑪ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْاِعْتِكَافُ فِي كُلِّ مَسْجِدٍ، تُقَامُ فِيهِ الصَّلَاةُ.

”اعتکاف ہر اس مسجد میں جائز ہے، جس میں نماز کی جماعت قائم کی جاتی ہے۔“

(مسائل أم هانئ : 679)

فائدہ:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ.

”اعتکاف اس مسجد میں درست ہے، جس میں نماز کی جماعت ہوتی ہو۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 301/9)

سند ضعیف ہے۔

① مغیرہ بن مقسم ضبی کا عنعنہ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

② ابراہیم نخعی مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ ابراہیم نخعی کا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

تنبیہ:

❀ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ .

''اعتکاف صرف تین مسجدوں میں ہی جائز ہے: ① مسجد حرام، ② مسجد نبوی، ③ مسجد بیت المقدس (اقصیٰ)۔''

(شرح مشكل الآثار : 201/7، ح :2771، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 519/4)

اس کی سند ضعیف ومنکر اور مضطرب ہے، سفیان بن عیینہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے عنعنہ کو مضر سمجھتے تھے۔

(علل ابن أبي حاتم :488/1)

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ ضعیف سے بھی تدلیس کر لیتے تھے۔

(المستدرك للحاكم، تحت الرقم : 3985)

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے اس روایت کی صحت کا انکار کیا ہے۔

(المحلّٰى : 195/5)

لہٰذا حافظ ذہبی رحمہ اللہ (سیر اعلام النبلاء : ۸۱/۱۵) کا اسے ''صحیح'' کہنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس روایت پر متقدمین ائمہ میں سے کسی نے عمل نہیں کیا۔ بلکہ سارے مسلمان متفق نظر آتے ہیں کہ اعتکاف کسی بھی مسجد میں ہوسکتا ہے۔

③ سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کا قول (مصنف عبدالرزاق: ۸۰۱۴) عبدالرزاق بن ہمام اور سفیان ثوری کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ نیز دوسرا قول (مصنف عبدالرزاق: ۸۰۶۱) عبدالرزاق اور سفیان بن عیینہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

④ سعید بن مسیّب کے قول (ابن ابی شیبہ: ۳/۹۰) میں قتادہ مدلس ہیں۔

⑤ عطاء بن ابی رباح کا قول (مصنف عبدالرزاق: ۸۰۱۹) عبدالرزاق کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سوال: کیا حائضہ مسجد میں اعتکاف کرسکتی ہے؟

جواب: حائضہ مسجد میں داخل بھی نہیں ہوسکتی، تو اعتکاف کیسے کرے گی، اگر دوران اعتکاف حیض آجائے، تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا، وہ فوراً مسجد سے نکل جائے گی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأُرَجِّلُهُ، وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ؛ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں (بحالتِ اعتکاف) سے اپنا سر مبارک میری جانب (حجرہ میں) داخل فرماتے اور میں اس میں کنگھی کر دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف سے بلاضرورت گھر نہیں آتے تھے۔“

(صحيح البخاري: 2029، صحيح مسلم: 297)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث دلیل ہے کہ حائضہ اعتکاف نہیں کرسکتی، حائضہ کا مسجد میں داخلہ جائز ہوتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسجد میں داخل کیوں نہ ہوئیں اور انہیں باہر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کنگھی کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ مُجْمِعُونَ أَنَّ الْحَائِضَ لَا یَجُوزُ لَهَا دُخُولُ الْمَسْجِدِ، وَلَا الْاِعْتِکَافُ فِیهِ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ حائضہ کے لیے مسجد میں داخل ہونا یا مسجد میں اعتکاف کرنا جائز نہیں۔''

(شرح صحیح البخاري: 437/1)

سوال: کیا عورت گھر میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے؟

جواب: اعتکاف کا محل مسجد ہے۔ گھر میں اعتکاف نہیں۔

سوال: اعتکاف توڑنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اعتکاف مشروع مستحب ہے، بلا عذر نہیں توڑنا چاہیے۔ اگر کسی نے توڑ دیا، تو وہ گناہ گار نہیں، اس پر قضا واجب نہیں۔

سوال: کیا معتکف مسجد میں مریض کا چیک اپ کر کے نسخہ لکھ سکتا ہے؟

جواب: حسب ضرورت ایسا کرنے میں مضائقہ نہیں۔

سوال: معتکف کا غسل خانے میں ٹھنڈک کے لیے غسل کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا معتکف گوشہ صحن مسجد میں بیٹھ سکتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: جہاں چاہے، بیٹھ سکتا ہے۔

سوال: کیا معتکف اپنے خیمہ سے باہر سو سکتا ہے؟

جواب: سو سکتا ہے۔

سوال: اعتکاف مکمل کرنے سے پہلے ختم کر دیا، کیا قضا واجب ہے؟

جواب: اعتکاف سنت ہے، اس کی قضا مستحب ہے، واجب نہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهٗ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهٗ، فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً، فَأَذِنَتْ لَهَا، فَضَرَبَتْ خِبَاءً، فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْأَخْبِيَةَ، فَقَالَ : مَا هٰذَا؟ فَأُخْبِرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ فَتَرَكَ الْاِعْتِكَافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ میں آپ کا خیمہ لگاتی اور آپ فجر کے بعد اس میں داخل ہو جاتے۔ ایک دفعہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے خیمہ لگانے کی اجازت چاہی، میں نے اجازت دے دی، تو انہوں نے خیمہ لگایا، سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

بھی خیمہ لگا دیا، صبح جب اتنے سارے خیمے دیکھے تو نبی ﷺ نے پوچھا: یہ کیا؟ جب بتا دیا گیا تو فرمایا: آپ اسے نیکی سمجھ رہی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے اس ماہ کا اعتکاف ترک کر دیا اور شوال کا ایک عشرہ اعتکاف کیا۔"

(صحيح البخاري: 2033)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ النَّوَافِلَ الْمُعْتَادَةَ إِذَا فَاتَتْ تُقْضَى اسْتِحْبَابًا وَاسْتَدَلَّ بِهِ الْمَالِكِيَّةُ عَلٰى وُجُوبِ قَضَاءِ الْعَمَلِ لِمَنْ شَرَعَ فِيهِ ثُمَّ أَبْطَلَهُ وَلَا دَلَالَةَ فِيهِ .

"یہ حدیث دلیل ہے کہ نوافل رہ جائیں، تو قضا مستحب ہے، مالکیہ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ عمل شروع کرنے کے بعد اگر مکمل نہیں کیا، تو قضا واجب ہے، حالانکہ یہ استدلال درست نہیں۔"

(فتح الباري: 277/4)

ازواج مطہرات سے ثابت نہیں کہ انہوں نے اعتکاف کی قضا دی ہو۔

سوال: معتکف کا غسل تبرید (ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل) کے لیے مسجد سے باہر جانا کیسا ہے؟

جواب: مناسب نہیں۔

سوال: جو معتکف مسجد میں سگریٹ نوشی کرتا ہے، کیا اس کا اعتکاف قائم رہتا ہے؟

جواب: گو کہ سگریٹ نوشی حرام ہے، مگر اس سے اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔

سوال: جس جگہ کو ناجائز قبضہ کر کے مسجد کا حصہ بنایا گیا ہے، اس جگہ اعتکاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ناجائز قبضہ کر کے مسجد بنانا حرام اور ناجائز ہے، مگر اس جگہ نماز پڑھنے، اعتکاف کرنے یا کوئی نیک عمل کرنے سے ادائیگی ہوجائے گی۔

(سوال): معتکف کسی ملازمت کی ضرورت سے مسجد سے باہر جائے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اعتکاف باقی نہ رہے گا۔

(سوال): جو شخص پورا عشرہ اعتکاف کرنے کے بجائے تین دن یا پانچ دن کا اعتکاف کرتا ہے، کیا اسے سنتِ اعتکاف کا اجر حاصل ہوگا؟

(جواب): اعتکاف ایک دن کا بھی ہوسکتا ہے، مگر رمضان میں جو مسنون اعتکاف ہے، وہ آخری مکمل عشرہ کا ہے، نبی کریم ﷺ یا صحابہ سے عشرہ اخیرہ میں تین یا پانچ یا سات دن اعتکاف کرنا ثابت نہیں۔ اس لیے تین یا پانچ دن اعتکاف کرنے والوں کو اجر و ثواب تو ملے گا، مگر عشرہ رمضان کے مسنون اعتکاف کا اجر نہ ملے گا، واللہ اعلم!

(سوال): کیا بغیر عذر اعتکاف ترک کرنا گناہ ہے؟

(جواب): اعتکاف مسنون سنت ہے، واجب نہیں، اس کے ترک پر مواخذہ نہیں۔

(سوال): معتکف خیمہ میں کب داخل ہو؟

(جواب): معتکف کے لیے مسنون ہے کہ بیسویں رمضان کی افطاری سے پہلے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں آجائے، خیمہ لگا دے، رات بھر مسجد میں عبادت کرے، خیمہ میں داخل نہ ہو، پھر نماز فجر کے بعد خیمہ میں داخل ہوجائے۔ (بخاری: ۲۰۱۸، مسلم: ۱۱۶۷)

اکیسویں روزے کی صبح کو نماز فجر کے بعد بھی اعتکاف میں بیٹھا جا سکتا ہے۔

(سوال): بعض علاقوں میں سانپوں کی بہتات ہوتی ہے، کیا وہاں معتکف چارپائی پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سو سکتے ہیں؟

جواب: ایسی صورت حال ہو، تو معتکف سونے کے لیے چارپائی استعمال کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا معلم حالت اعتکاف میں مسجد کے بچوں کو تعلیم دے سکتا ہے؟

جواب: دے سکتا ہے۔

سوال: معتکف کے لیے مسجد کے برآمدے میں جانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا اعتکاف عشرہ سے کم ہو سکتا ہے؟

جواب: مسنون یہی ہے کہ عشرہ کا اعتکاف کیا جائے۔ اس سے کم اعتکاف کرنے والا بھی اجر سے محروم نہ ہوگا۔

سوال: ایک شخص اپنی آبادی کی مسجد کو چھوڑ کر کسی دوسرے علاقے کی مسجد میں اعتکاف کر سکتا ہے؟

جواب: کر سکتا ہے، البتہ بہتر ہے کہ اپنے محلّہ کی مسجد میں اعتکاف کرے۔

سوال: اعتکاف کی حالت میں دوسری مسجد میں قرآن سنانے کے لیے جانا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، اس سے اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

سوال: حالت اعتکاف میں ڈاک خانہ کا کام کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ اعتکاف کا مقصد ہی یہ ہے کہ دنیاوی اُمور سے منقطع ہو کر اپنا وقت عبادتِ الٰہیہ میں صرف کیا جائے۔

سوال: اگر کسی نے بیماری کی وجہ سے اعتکاف توڑ دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس کے لیے ایک عشرہ کے اعتکاف کی قضا مستحب ہے، واجب نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا بے ہوشی سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: نہیں ٹوٹتا۔

سوال: دوران اعتکاف بیوی سے ملاقات کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ممکن ہو، تو دوران اعتکاف بیوی سے ملاقات کی جا سکتی ہے، البتہ دوران اعتکاف مباشرت جائز نہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾

(البقرة : 187)

”جب تم مسجدوں میں اعتکاف کر رہے ہو، تو اپنی بیویوں سے مباشرت مت کرو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان کے قریب بھی مت پھٹکو، اللہ تعالیٰ اسی طرح لوگوں کے لیے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ وہ متقی بن جائیں۔“

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف میں مسجد سے اپنا سر میرے نزدیک کر دیتے تھے، میں اپنے حجرہ میں ہوا کرتی تھی، تو میں آپ کا سر دھو دیتی اور کنگھی کر دیتی تھی، حالاں کہ میں حائضہ ہوتی تھی۔“

(صحيح البخاري : 295، صحيح مسلم : 9/297)

❀ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا، حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ، مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلٰى رِسْلِكُمَا، إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، فَقَالَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا.

”میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لیے گئیں، آپ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف فرمارہے تھے، میں نے کچھ وقت آپ ﷺ سے باتیں کیں، پھر اٹھ کر واپس ہوئی، تو نبی کریم ﷺ میرے ساتھ کھڑے ہوئے اور واپس چھوڑنے آئے، جب میں اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروزے کے پاس والے مسجد کے دروازے پر پہنچی، تو وہاں سے دو انصاری گزر رہے تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: رکیے، یہ صفیہ بنت حیی ہیں، وہ دونوں کہنے لگے: سبحان اللہ! اللہ کے رسول! انہیں نبی کریم ﷺ کی یہ بات بہت گراں گزری تھی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان میں ایسے چلتا ہے، جیسے خون چلتا ہے، مجھے خدشہ ہے کہ وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آپ کے دل میں کوئی بات نہ ڈال دے۔‘‘

(صحيح البخاري : 2035، صحيح مسلم : 2175)

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ مَنْ جَامَعَ امْرَأَتَهٗ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ عَامِدًا لِذٰلِكَ فِي فَرْجِهَا أَنَّهٗ مُفْسِدٌ لِاعْتِكَافِهٖ .

’’اہل علم کا اجماع ہے کہ جس نے دوران اعتکاف قصداً بیوی کی شرمگاہ میں جماع کرلیا، تو اس سے اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔‘‘

(تفسير القُرطبي : 332/2)

سوال: معتکف کا مسجد میں حجامت بنوانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، البتہ مسجد کی صفائی کا خیال رکھے۔

سوال: کیا نابالغ بچہ اعتکاف کرسکتا ہے؟

جواب: اعتکاف نفلی عبادت ہے، ہر بالغ ونابالغ کرسکتا ہے، البتہ انتظامی ضرورت کے لیے اگر نابالغ بچوں پر پابندی لگادی جائے، تو ایسا کرنا درست ہے۔

سوال: اگر دوران اعتکاف عورت کو حیض آجائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: دوران اعتکاف حیض آنے سے اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے، حائضہ فوراً مسجد سے نکل جائے، اس پر اعتکاف کی قضا واجب نہیں، کیونکہ اعتکاف نفلی عبادت ہے اور نوافل کی قضا واجب نہیں ہوتی۔

سوال: جو معتکف بلا ضرورت مسجد سے باہر کام کاج کے لیے چلا جائے، اس کے اعتکاف کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): اس کا اعتکاف فاسد ہے، کیونکہ مسجد سے انتہائی ضروری کام کے لیے ہی جایا جا سکتا ہے۔

(سوال): دوران اعتکاف سگریٹ نوشی کرنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): دورانِ اعتکاف سگریٹ پینا گناہ ہے، البتہ اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔

(سوال): کیا اعتکاف توڑنے پر قضا واجب ہے؟

(جواب): اعتکاف نفلی عبادت ہے، اس کی قضا مستحب ہے، واجب نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جب کسی نفل کو شروع کر کے ترک کیا جائے، تو اس کی قضا واجب ہو جاتی ہے، جبکہ جمہور اہل علم کا مذہب ہے کہ کسی نفل کام کو شروع کیا جائے، تو اختتام تک نفل ہی رہتا ہے، واجب نہیں ہوتا، سوائے نفلی حج اور عمرہ کے۔

(سوال): عورت اعتکاف میں ہے، شوہر وفات پا گیا، اب کیا کرے؟

(جواب): عورت عدت میں چلی جائے گی، اگر وہ چاہے تو اعتکاف جاری رکھے اور اعتکاف کے بعد گھر جا کر بقیہ عدت گزارے، ورنہ اعتکاف توڑ دے اور گھر جا کر عدت گزارے، اس پر قضا واجب نہیں۔

یہی حکم عدت طلاق کا ہے۔

(سوال): کیا عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف کر سکتی ہے؟

(جواب): اگر عورت اعتکاف کرنا چاہتی ہے، تو وہ اپنے شوہر سے اجازت طلب کرے، بغیر اجازت اعتکاف کے لیے مسجد نہ جائے۔

❀ علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَتْ مُزَوَّجَةً، فَلَا يَجُوزُ إِلَّا بِإِذْنِ الزَّوْجِ، وَهٰذَا لَا خِلَافَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِيهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ .

”اگر عورت شادی شدہ ہے، تو اس کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف جائز نہیں، اس میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔“

(العُدة في شرح العُمدة : 927/2)

سوال: کیا استحاضہ والی عورت مسجد میں اعتکاف کرسکتی ہے؟

جواب: استحاضہ ایک بیماری ہے، یہ حیض نہیں، استحاضہ والی عورت کا حکم پاک عورت والا ہے، لہٰذا مستحاضہ مسجد میں اعتکاف کرسکتی ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اِعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِّنْ أَزْوَاجِهِ مُسْتَحَاضَةٌ، فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ، وَالصُّفْرَةَ، فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا، وَهِيَ تُصَلِّي .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اعتکاف کیا ، آپ مستحاضہ تھیں، سرخ اور زرد خون جاری رہتا تھا، بسا اوقات ہم ان کے نیچے طشت رکھ دیتیں اور وہ نماز پڑھتیں۔“

(صحيح البخاري : 2037)

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

حُكْمُ الْمُسْتَحَاضَةُ كَحُكْمِ الطَّاهِرِ، وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي جَوَازِ اعْتِكَافِهَا .

”استحاضہ والی عورت کا حکم پاک عورت کی طرح ہے، مستحاضہ کے اعتکاف کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواز میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔“

(شرح صحيح البخاري : 4/174)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالِاعْتِكَافُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ وَحَمْلُهُ وَسُجُودُ التِّلَاوَةِ وَسُجُودُ الشُّكْرِ وَوُجُوبُ الْعِبَادَاتِ عَلَيْهَا فَهِيَ فِي كُلِّ ذٰلِكَ كَالطَّاهِرَةِ وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ .

”نماز، روزہ، اعتکاف، تلاوت قرآن، مصحف کو چھونے اور اُٹھانے، سجدہ تلاوت، سجدہ شکر اور واجب عبادات میں مستحاضہ کا حکم پاک عورت کی طرح ہے، اس پر اجماع ہے۔“

(شرح مسلم : 4/17)

✿ علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (٧٢٤ھ) نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

(العُدّة في شرح العُمدة : 1/264)

سوال: جو بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا، کیا وہ اعتکاف کر سکتا ہے؟

جواب: اعتکاف الگ عبادت ہے اور روزہ الگ۔ اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں۔ اگر کوئی شرعی عذر کی بنا پر روزہ نہیں رکھ سکتا اور وہ اعتکاف کرنا چاہیے، تو اس کے لیے اعتکاف کرنا جائز ہے۔ اعتکاف کے صحیح ہونے کے لیے روزہ شرط نہیں۔

سوال: اعتکاف میں بیوی سے جماع کر لیا، کیا حکم ہے؟

جواب: اعتکاف میں بیوی سے جماع حرام ہے، جس نے دوران اعتکاف جانتے بوجھتے بیوی سے جماع کر لیا، اس کا اعتکاف فاسد ہو گیا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾

(البقرة : ١٨٧)

”جب تم مساجد میں اعتکاف کر رہے ہو، تو بیویوں سے مباشرت (جماع) مت کرو، یہ اللہ کی حدود ہیں، ان کے قریب مت آؤ، اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے آیات بیان کرتا ہے، تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔“

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ مَنْ جَامَعَ امْرَأَتَهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ عَامِدًا لِذٰلِكَ فِي فَرْجِهَا أَنَّهُ مُفْسِدٌ لِاعْتِكَافِهِ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ جس نے دوران اعتکاف قصداً بیوی کی شرمگاہ میں جماع کرلیا، تو اس سے اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔“

(تفسير القُرطبي : 332/2)

سوال: اعتکاف کی نذر ماننی، کیا حکم ہے؟

جواب: اعتکاف کی نذر ماننا جائز ہے، اسے پورا کرنا واجب ہے۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ : أَوْفِ بِنَذْرِكَ .

”انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا، تو آپ نے انہیں فرمایا: اپنی نذر پوری کریں۔“

(صحیح البخاري : 6697، صحیح مسلم : 1656، المُنتقی لابن الجارود : 941)

سوال: کیا پہلے اُمتوں میں بھی اعتکاف مشروع تھا؟

جواب: اعتکاف صرف اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ نہیں، بلکہ زمانہ جاہلیت میں بھی کیا جاتا تھا، البتہ پہلی اُمتوں اور اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مسائل اعتکاف میں فرق ہو سکتا ہے۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ : أَوْفِ بِنَذْرِكَ .

”انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا، تو آپ نے انہیں فرمایا: اپنی نذر پوری کریں۔“

(صحیح البخاري : 6697، صحیح مسلم : 1656، المُنتقٰی لابن الجارود : 941)

❀ علامہ ابو القاسم رافعی رحمہ اللہ (۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهُ كَانَ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اعْتِكَافٌ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ اعتکاف کرتے تھے۔“

(شرح مسند الشّافعي : 79/2)

سوال: معتکف کو کون سے اعمال کرنے چاہییں؟

جواب: طاعت میں وقت گزارے، قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کرے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نوافل اور ذکر ودعا میں مشغول رہے، لیلۃ القدر کی تلاش میں رہے، اللہ کی راہ میں خرچ کرے، سحری وافطاری میں دوسرے بھائیوں کی تواضع کرے، غیر ضروری اٹھک بیٹھک اور قیل وقال سے اجتناب کرے، نیکی کا حکم دے، برائی سے روکے، دین کا علم سیکھے اور موبائل کا بے جا استعمال نہ کرے۔

سوال: اعتکاف کب ختم ہوتا ہے؟

جواب: جب شوال کا چاند نظر آ جائے۔

سوال: اعتکاف ختم ہونے کے بعد معتکفین کو ہار پہنانے جاتے ہیں، ان پر پھول پھینکے جاتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ اقدام درست نہیں، اس کی حوصلہ شکنی چاہیے۔ جونہی اعتکاف ختم ہو، آرام سے گھر چلے جائیں، اللہ تعالیٰ کا اس نیکی کی توفیق پر شکر ادا کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فطرانہ کا بیان

سوال: فطرانہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: فطرانہ کی فرضیت پر اجماع ہے۔

(الإجماع لابن المُنذر : 49)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رمضان المبارک میں) مسلمانوں کے غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے پر ایک صاع کھجور یا جو فطرانہ فرض قرار دیا ہے۔“

(صحیح البخاري : 1503، صحیح مسلم : 984)

تنبیہ:

فطرانہ مسلمان غلام پر فرض ہے، کافر غلام پر نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ .

”غلام پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، مگر صدقہ فطر ہے۔“

(صحیح مسلم : 982)

یہ حدیث عام ہے، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث نے تخصیص کر دی ہے کہ ”عبد“ سے مراد مسلمان غلام ہے۔

فائدہ:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

❁ سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الزَّكَاةُ، فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكَاةُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ.

''زکوۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا، زکوۃ کا حکم نازل ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہمیں حکم دیا اور نہ منع فرمایا، البتہ ہم اسے ادا کرتے رہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 6/6، سنن النّسائي : 2509، سنن ابن ماجه : 1828، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 159/4، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۳۹۴) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۴۱۰) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يَدُلُّ عَلٰى زَوَالِ وُجُوبِهَا، وَذٰلِكَ أَنَّ الزِّيَادَةَ فِي جِنْسِ الْعِبَادَةِ لَا يُوجِبُ نَسْخَ الْأَصْلِ الْمَزِيدِ عَلَيْهِ، غَيْرَ أَنَّ مَحَلَّ الزَّكَوَاتِ الْأَمْوَالُ وَمَحَلَّ زَكَاةَ الْفِطْرِ الرِّقَابُ.

''اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ صدقہ فطر واجب نہیں رہا، کیونکہ عبادت میں کسی اضافے سے اصل منسوخ نہیں ہوتی۔ یہ فرق بھی ملحوظ رہے کہ زکوۃ مال پر اور صدقہ فطر جان پر فرض ہے۔''

(مَعالم السّنن : 214/2)

صدقہ فطر کے مسائل:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① حجازی صاع دو سیر چار چھٹانک کا ہوتا ہے، اس کا اعشاری وزن 2.099 کلوگرام بنتا ہے۔

② خوراک، مثلاً گندم، جو، کھجور، پنیر، کشمش وغیرہ۔ بہتر ہے کہ اس میں فی کس ایک صاع فطرانہ ادا کیا جائے، روپے، پیسے یا چاندی وغیرہ بھی فطرانے میں ادا کی جاسکتی ہے۔

❁ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3/173، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ یہی مذہب امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

(صحيح البخاري، باب العرض في الزّكوة)

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ أَنْ يُعْطِى زَكَاةُ رَمَضَانَ فِضَّةً .

”صدقہ فطر میں چاندی بھی ادا کی جاسکتی ہے، اس میں حرج نہیں۔“

(تاريخ ابن معين : 2326، 2765)

③ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کیا جائے۔

(صحيح البخاري : 1503، صحيح مسلم : 984)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ لغویات اور فحش گوئی سے روزہ کو پاک کرنے کے لیے اور مساکین کو کھانا کھلانے کے لیے فرض قرار دیا ہے۔ نماز عید سے پہلے ادا کریں گے، تو قبول ہوگا، بعد میں ادا کریں گے، تو عام صدقہ قرار پائے گا۔“

(سنن أبي داود : 1609، سنن ابن ماجه : 1828، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۴۰۹) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

④ صدقہ فطر رمضان کے اختتام پر نماز عید سے پہلے پہلے ادا کیا جائے گا۔ اگر بیت المال کا نظام موجود ہو، تو فطرانہ ایک آدھ دن پہلے نکالا جا سکتا ہے، تاکہ بیت المال میں جمع ہو کر عید سے پہلے پہلے مستحقین میں تقسیم کر دیا جائے۔ اگر بیت المال نہیں، تو رمضان کے اختتام پر فطرانہ ادا کیا جائے گا، اس سے پہلے نہیں۔

❀ نافع رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر کب ادا کرتے تھے، فرمایا: جب صدقہ وصول کرنے والا بیٹھ جاتا، عرض کیا: وہ کب بیٹھتا تھا؟ فرمایا: عید الفطر سے ایک دو دن پہلے۔

(صحیح ابن خزیمۃ: 2397، وسندہٗ صحیحٌ)

⑤ فطرانہ صرف مساکین کا حق ہے۔

(مَجموع الفتاویٰ لابن تیمیۃ: 25/71-78، زاد المَعاد لابن القیم: 2/44)

فطرانہ متشرع اور نمازی مسلمانوں کا حق ہے، اہل حق کے دینی مدارس پر بھی خرچ کیا جا سکتا ہے۔

⑥ فطرانہ چوں کہ ہر مسلمان پر فرض ہے، اس لئے صاحب نصاب کی شرط لگانا درست نہیں۔

⑦ فطرانہ کا مقصد روزہ میں ہونے والی کمی کوتاہی کی معافی، بے فائدہ اور فحش کلامی کی تطہیر اور مساکین سے تعاون ہے۔

فطرانہ شکر کی بہترین اور بے مثال صورت ہے، اللہ کی رضا و خوشنودی کا باعث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، گھر میں خیر و برکت اور امن و سکون کا ذریعہ ہے، ہر قسم کی برائی اور شر سے بچنے کا محفوظ راستہ ہے، محبت و مودّت اس سے جنم لیتی ہے، نفرتوں، کدورتوں کا قلع قمع ہوتا ہے، انسانی ہمدردی کا شاندار مظاہرہ ہوتا ہے اور باوقار معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

سوال: صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب: صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے، اس میں امیر، غریب، آزاد، غلام، مقیم، مسافر، بالغ و نابالغ سب شامل ہیں۔

سوال: صدقہ فطر کی ادائیگی کے لیے قرض لیا جا سکتا ہے؟

جواب: صدقہ فطر فرض ہے، اس کے لیے قرض بھی لیا جا سکتا ہے۔ مسکین کو جو فطرانہ دیا جائے گا، وہ اس سے اپنا فطرانہ ادا کر دے گا۔

سوال: کیا صدقہ فطر عید الفطر کے بعد ادا کیا جا سکتا ہے؟

جواب: صدقہ فطر عید کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے ادا کرنا ضروری ہے۔ نماز کے بعد ادا کرنے سے ادائیگی نہ ہوگی، بلکہ یہ عام صدقہ ہوگا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ روزہ دار کی لغویات اور فحش گوئی سے روزہ کو پاک کرنے کے لیے اور مساکین کو کھانا کھلانے کے لیے فرض کیا ہے، جو اسے نمازِ عید سے پہلے ادا کر دے، اس کی طرف سے قبول ہوگا اور جو نمازِ عید کے بعد ادا کرے گا، وہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔“

(سنن أبي داوٗد: 1609، سنن ابن ماجه: 1828، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۴۰۹) نے ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی موافقت کی ہے۔

سوال: کیا زکوۃ کا حکم آنے کے بعد صدقہ فطر کا وجوب ختم ہو گیا؟

جواب: سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''زکوۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا، جب زکوۃ کا حکم نازل ہو گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہمیں حکم دیا اور نہ منع فرمایا، البتہ ہم اسے ادا کرتے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد: 6/6، سنن النّسائي: 2509، سنن ابن ماجه: 1828، السنن الكبرٰى للبيهقي: 159/4، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۳۹۴) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۴۱۰) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

✿ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ حدیث صدقہ فطر کے وجوب کے ختم ہونے پر دلالت نہیں کرتی، کیونکہ عبادت کی جنس میں زیادت اصل کے منسوخ ہونے کو واجب نہیں کرتی، نیز (ایک فرق یہ ہے کہ) زکوۃ مالوں پر فرض ہوتی ہے اور صدقہ فطر جانوں پر۔''

(مَعالم السّنن: 214/2)

سوال: صدقہ فطر میں کہاں کی قیمت کا اعتبار ہو گا؟

جواب: ہر علاقے کی قیمت کا اعتبار ہو گا۔

سوال: کیا غریب پر بھی صدقہ فطر واجب ہے؟

جواب: ہر غریب و امیر مسلمان پر صدقہ فطر واجب ہے۔ اگر غریب کے پاس صدقہ فطر دینے کے لیے کچھ نہ ہو، تو جو لوگ اسے صدقہ فطر دیں، اس میں سے اپنا صدقہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

فطرادا کردے۔

(سوال): کیا صدقہ فطر صرف صاحب نصاب پر واجب ہے؟

(جواب): فطرانہ ہر زندہ مسلمان پر فرض ہے، وہ مرد ہو یا عورت، غریب ہو یا امیر، آزاد ہو یا غلام، بالغ ہو یا نابالغ، گویا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ غلام کا فطرانہ اس کا آقا ادا کرے گا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رمضان المبارک میں) مسلمانوں کے غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے پر ایک صاع کھجور یا جو فطرانہ فرض قرار دیا ہے۔“

(صحيح البخاري: 1503، صحيح مسلم: 984)

یہ کہنا کہ صدقہ فطر صرف ان پر واجب ہے، جو صاحب نصاب ہیں، بے دلیل ہے۔

(سوال): جس نے رمضان میں مال کی زکوۃ ادا کی ہو، کیا وہ بھی صدقہ فطر دے گا؟

(جواب): صدقہ فطر الگ فرض ہے اور زکوۃ الگ فرض ہے۔ ایک فرض ادا کرنے سے دوسرا فرض ادا نہیں ہوگا۔

(سوال): گھر والوں کا صدقہ فطر کون ادا کرے گا؟

(جواب): صدقہ فطر گھر کا سربراہ ادا کرے گا۔

(سوال): اگر ایک بھائی نے دوسرے کا فطرانہ ادا کر دیا، تو ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

(جواب): ادا ہو جائے گا۔

(سوال): جو جوان لڑکے اپنی کمائی باپ کو دیتے ہیں، کیا ان پر صدقہ فطر واجب ہے؟

(جواب): ان پر بھی صدقہ فطر واجب ہے، البتہ اس کی ادائیگی وہ خود کر دیں یا ان کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

والد کر دے، دونوں طرح ادا ہو جائے گا۔

سوال: چاول وغیرہ فطرانہ میں دینا کیسا ہے؟

جواب: درست ہے۔

سوال: جہاں قیدیوں کے سوا کوئی نہ ہو، کیا انہیں صدقہ فطر دیا جا سکتا ہے، جبکہ ان قیدیوں کو دینا قانوناً منع ہو؟

جواب: مؤحد اور مستحق قیدیوں کو صدقہ فطر دیا جا سکتا ہے۔

سوال: جس علاقے میں زیادہ خوراک چاول ہو، مثلاً بنگال، تو وہاں صدقہ فطر چاول کی صورت میں دیا جا سکتا ہے؟

جواب: خوراک کی کسی بھی جنس میں سے ایک صاع صدقہ فطر دیا جا سکتا ہے۔

سوال: جس علاقے میں غرباء و مساکین نہ ہوں، وہاں صدقہ فطر کسے دیا جائے؟

جواب: اگر اہل علاقہ میں کوئی بھی غریب و مسکین نہ ہو، تو فطرانہ دوسرے علاقے میں بھیج دیا جائے اور اس صورت میں عید سے ایک دو دن پہلے بھی صدقہ فطر ادا کیا جا سکتا ہے، تاکہ مستحقین کا حق ان تک بروقت پہنچ جائے۔

❀ امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے نافع رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کب صاع ادا کرتے تھے؟ تو نافع رحمہ اللہ نے کہا: جب عامل (صدقہ وصول کرنے والا) بیٹھ جاتا، میں نے کہا: وہ کب بیٹھتا تھا؟ نافع رحمہ اللہ نے فرمایا: عید الفطر سے ایک دو دن پہلے بیٹھتا تھا۔“

(صحيح ابن خزيمة : 2397، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک شخص کا فطرانہ کئی لوگوں میں تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: عورت کا فطرانہ کون ادا کرے؟

جواب: اس کا شوہر۔

سوال: پورے گھر کا فطرانہ ایک ہی شخص کو دیا جائے یا کئی اشخاص کو دیا جا سکتا ہے؟

جواب: ایک شخص کو بھی دیا جا سکتا ہے اور کئی اشخاص کو بھی۔

سوال: کیا منصوص اشیا ہی فطرانہ میں دی جا سکتی ہیں؟

جواب: بہتر ہے کہ منصوص اشیا ہی فطرانہ میں دی جائیں، البتہ اگر کوئی دوسری جنس ایک صاع کے برابر دے دی جائے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا ہاشمی کو صدقہ فطر دیا جا سکتا ہے؟

جواب: فطرانہ واجب صدقات میں سے ہے، جو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال نہیں، لہٰذا کسی ہاشمی کو صدقہ فطر نہیں دیا جا سکتا، خواہ وہ غریب و مسکین ہی ہو۔

سوال: امام مسجد کو صدقہ فطر دینا کیسا ہے؟

جواب: غریب ہے، تو امام مسجد کو صدقہ فطر دیا جا سکتا ہے۔

سوال: اگر غریب کے ذمہ کچھ قرض ہے، کیا قرض دینے والا غریب کو فطرانہ کی نیت سے قرض معاف کر سکتا ہے؟

جواب: اگر غریب قرض کی ادائیگی کرنا چاہتا ہے، مگر حالات کی تنگی کی وجہ سے نہیں کر پاتا، تو قرض دینے والا فطرانہ کی نیت سے قرض معاف کر سکتا ہے۔

سوال: کیا صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں، جو زکوۃ کے مصارف ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): صدقہ فطر صرف غریبوں اور مسکینوں کے لیے ہے۔ زکوٰۃ کے دیگر مصارف میں صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔

(سوال): غیر مسلم کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینا کیسا ہے؟

(جواب): جائز نہیں۔

(سوال): صدقہ فطر کب ادا کیا جائے؟

(جواب): صدقہ فطر کا وقت شوال کا چاند طلوع ہونے سے نماز عید سے پہلے تک ہے۔ البتہ اگر بیت المال کا نظام موجود ہو، تو ایک دو دن پہلے بھی جمع کرایا جا سکتا ہے۔

(سوال): صدقہ فطر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(جواب): صدقہ فطر مسلمانوں کے ہر بالغ و نابالغ، مرد و عورت، آزاد و غلام پر فرض ہے، جس کی ادائیگی گھر کے سربراہ پر واجب ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر رمضان میں صدقہ فطر فرض کیا ہے، جو ہر مسلمان مرد، عورت، آزاد اور غلام پر کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔“

(صحيح البخاري: 1504، صحيح مسلم: 984)

(سوال): کیا عید کی رات پیدا ہونے والے بچے پر صدقہ فطر ہے؟

(جواب): عید کا چاند طلوع ہونے کے بعد پیدا ہونے والے بچے پر صدقہ فطر نہیں ہے، کیونکہ صدقہ فطر رمضان کا صدقہ ہے اور عید کا چاند طلوع ہوتے ہی رمضان کا اختتام ہو جاتا ہے اور شوال کا آغاز ہو جاتا ہے۔ دراصل صدقہ رمضان کی ادائیگی کے لیے یہ حکم ہے کہ یکم شوال کو عید کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے ادا کیا جائے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں صدقہ فطر فرض کیا ہے، جو ہر مسلمان آزاد، غلام، مرد، عورت پر کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔''

(صحيح البخاري : 1504، صحيح مسلم : 984)

❁❁❁❁❁❁❁

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عیدین کے مسائل

سوال: نماز عید کب اور کہاں مشروع ہوئی؟

جواب: نماز عید کس تاریخ کو مشروع ہوئی، اس کا علم تو نہیں، البتہ یہ ضرور ہے کہ نماز عید مدینہ میں مشروع ہوئی۔

❀ علامہ ابو عبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِمَكَّةَ صَلَاةُ عِيدٍ بِإِجْمَاعٍ .

''مکہ میں نماز عید نہیں تھی، اس پر اجماع ہے۔''

(تفسير القُرطبي : 219/20)

سوال: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن یا رات کی کوئی خاص عبادت ثابت ہے؟

جواب: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں کی فضیلت کے بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں، فضیلت وہی ہوتی ہے، جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو، اسی طرح ان کی راتوں کو عبادت کرنا ثابت نہیں۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَتْ صَلَاةٌ لِلَيْلَةِ وَلِيَوْمِ الْعِيدِ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ يَثْبُتُ وَلَا يَصِحُّ، فَلِهٰذَا تَنَكَّبْنَا ذِكْرَهَا .

''عید کی رات اور دن میں خاص نماز بیان کی گئی ہے، مگر اس بارے میں کچھ ثابت نہیں، اس لیے ہم نے اسے ذکر کرنے سے اجتناب کیا ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(التّبصرة : 107/2)

❀ نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّلَوَاتُ الَّتِي تَذْكُرُهَا الْقُصَّاصُ مِنْ صَلَاةِ لَيْلَةِ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةِ النَّحْرِ، وَلَيْلَةِ الرَّغَائِبِ، وَلَيْلَةِ نِصْفِ شَعْبَانَ، فَلَا صِحَّةَ لَهَا.

''عیدالفطر کی رات، عیدالاضحیٰ کی رات، رغائب کی رات اور نصف شعبان کی رات کی نمازیں، جو قصہ گو حضرات بیان کرتے ہیں، یہ ثابت نہیں۔''

(النِّساءُ وما يتعلق بهِنّ، ص 237)

سوال: کیا عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی نماز سے قبل کچھ کھانا مسنون ہے؟

جواب: مسنون یہ ہے کہ عیدالفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھا کر جایا جائے اور عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا جائے، نماز کے بعد قربانی کی جائے اور اس کا گوشت کھایا جائے، یہ مستحب ہے۔ اگر کوئی عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ کھا پی لے، تو کوئی حرج نہیں۔

❀ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَأْكُلُ يَوْمَ الْأَضْحٰى حَتّٰى يَرْجِعَ فَيَأْكُلَ مِنْ كَبِدِ أُضْحِيَّتِهِ.

''رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن (نماز کے لیے) نکلتے، تو کچھ کھا پی کر نکلتے تھے اور عیدالاضحیٰ کو بغیر کھائے نکلتے، پھر واپس آ کر قربانی کی کلیجی کھاتے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد : 352/5، سنن التّرمذي : 542، سنن ابن ماجه : 1756، فضائل الأوقات للبيهقي : 215، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۴۲۶)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۸۱۲) نے ''صحیح''اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۹۴/۱) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدِي أَنَّهٗ صَحِيحٌ .

''میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔''

(بيان الوهم والإيهام : 356/5)

❀ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهٖ سُنَّةٌ عَزِيزَةٌ مِنْ طَرِيقِ الرِّوَايَةِ مُسْتَفِيضَةٌ فِي بِلَادِ الْمُسْلِمِينَ .

''یہ سنت روایت کے اعتبار سے عزیز ہے اور (عمل کے اعتبار سے) مسلم علاقوں میں عام ہے۔''

(المُستدرك على الصّحيحين، تحت الرقم : 1088)

سوال: عید سے پہلے اسپیکر پر باری باری تکبیرات پڑھی جاتی ہیں، بعض جگہوں پر اجتماعی تکبیرات پڑھی جاتی ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: درست ہے۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهٖ بِمَنًى، فَيَسْمَعُهٗ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ، فَيَسْمَعُهٗ أَهْلُ السُّوقِ فَيُكَبِّرُونَ حَتّٰى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا وَاحِدًا .

''آپ رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ میں (بآواز بلند) تکبیرات کہتے تھے کہ

www.KitaboSunnat.com

حاضرینِ مسجد آپ کی تکبیر کو سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، تو بازار والے سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، یوں منیٰ ایک ساتھ تکبیر سے گونج اُٹھتا۔“

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 6267، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الْأَيَّامَ خَلْفَ الصَّلَوَاتِ، وَعَلٰى فِرَاشِهٖ، وَفِي فُسْطَاطِهٖ، وَفِي مَمْشَائِهٖ تِلْكَ الْأَيَّامَ جَمِيعًا.

”آپ رضی اللہ عنہ ان دنوں (ایام تشریق) میں منی کے اندر فرض نمازوں کے بعد، بستر پر، خیمے میں اور چلتے پھرتے تکبیرات کہتے تھے۔“

(الأوسط لابن المُنذر : 4/299، وسندهٗ حسنٌ)

❁ مجاہد بن جبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَخْرُجَانِ أَيَّامَ الْعَشْرِ إِلَى السُّوقِ، فَيُكَبِّرَانِ، فَيُكَبِّرُ النَّاسُ مَعَهُمَا، لَا يَأْتِيَانِ السُّوقَ إِلَّا لِذٰلِكَ.

”سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم عشرہ ذوالحجہ میں بازار کو نکلتے، تکبیرات پڑھتے، لوگ بھی آپ دونوں کے ساتھ تکبیرات کہتے، آپ بازار صرف اسی مقصد کے لیے جاتے تھے۔“

(كتاب الشافي لأبي بكر عبد العزيز بن جعفر، وكتاب العيدين لأبي بكر المروزي القاضي [كما في فتح الباري لابن رَجب : 8/9]، أخبار مكة للفاكهي : 1704، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: اگر امام نماز عید میں زائد تکبیرات بھول جائے، تو کیا کرے؟

جواب: سجدہ سہو کر لے۔ نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔

سوال: نماز عید کا وقت کیا ہے؟

جواب: نماز عید کا وقت طلوع آفتاب سے زوال تک ہے، البتہ اول وقت میں ہی ادا کرنی چاہیے۔ بلا وجہ تاخیر درست نہیں۔

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ، فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا .

”ہم اس (عید کے) دن سب سے پہلے نماز (عید) ادا کریں گے، پھر واپس جا کر قربانی ذبح کریں گے، جس نے ایسا کیا، اس نے ہماری سنت کو پا لیا۔“

(صحيح البخاري : 951، صحيح مسلم : 1961)

اس حدیث کے عموم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نماز عید جلدی ادا کرنی چاہیے، بلا وجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

❀ یزید بن خمیر رحبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ، صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّاسِ فِي يَوْمِ عِيدِ فِطْرٍ، أَوْ أَضْحٰى، فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الْإِمَامِ، فَقَالَ : إِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهِ، وَذٰلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ .

”صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ لوگوں کے ہمراہ عید الفطر یا عید

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الاضحیٰ کی نماز کے لیے نکلے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے امام کی تاخیر پر نکیر فرمائی اور فرمایا: اس وقت تو ہم نماز عید پڑھ کر فارغ ہو چکے ہوتے تھے۔ نماز عید اس وقت پڑھی جاتی تھی، جب (طلوع آفتاب کے بعد) چاشت کا وقت ہوتا ہے۔''

(سنن أبي داود : 1135، سنن ابن ماجه : 1317، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۱۰۹۲) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي الصُّبْحَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَغْدُو كَمَا هُوَ إِلَى الْمُصَلّٰى .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز فجر مسجد نبوی میں ادا فرماتے، پھر اسی حالت میں عیدگاہ کی طرف چلے جاتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 5610، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ یزید بن ابی عبید اسلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ خَرَجَ فَخَرَجْتُ مَعَهٗ حَتّٰى أَتَيْنَا الْمُصَلّٰى فَجَلَسَ وَجَلَسْتُ حَتّٰى جَاءَ الْإِمَامُ .

''میں نے سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد نبوی میں نماز فجر ادا کی، پھر آپ رضی اللہ عنہ (نماز عید کے لیے) نکلے، میں نے آپ کے ساتھ ہو لیا، یہاں تک کہ ہم عیدگاہ پہنچ گئے، آپ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، میں بھی بیٹھ گیا، تا آنکہ امام (نماز عید

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پڑھانے کے لیے) آ گیا۔‘‘

(أحكام العيدين للفريابي، ص 104، 233، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبدالرحمٰن بن حرملہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يَنْصَرِفُ مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ مِنَ الصُّبْحِ حِينَ يُسَلِّمُ الْإِمَامُ فِي يَوْمِ عِيدٍ، حَتّٰى يَأْتِيَ الْمُصَلّٰى عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ، فَيَجْلِسُ عِنْدَ الْمِصْرَاعَيْنِ.

’’آپ رحمہ اللہ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے ہمراہ عید کے دن نماز فجر سے سلام پھیرنے کے بعد (عید پڑھنے کے لیے) نکل پڑتے، یہاں تک کہ کثیر بن صلت رحمہ اللہ کے گھر کے قریب عیدگاہ میں پہنچ جاتے اور دروازے کے کواڑ کے قریب بیٹھ جاتے۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة: 5611، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: گاؤں میں عیدین کا کیا حکم ہے؟

جواب: گاؤں میں عیدین کی نماز بلا کراہت جائز ہے۔

تنبیہ:

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تَشْرِيقَ وَلَا جُمُعَةَ إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ.

’’نماز عید اور نماز جمعہ صرف ان آبادیوں میں فرض ہے، جن کے باشندے مستقل رہائش پذیر ہیں۔‘‘

(معرفة السّنن والآثار للبيهقي: 6330، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل علم کے اقوال کا یہ مطلب نہیں کہ بستیوں میں جمعہ یا عید ادا نہیں ہوسکتی، بلکہ اہل علم نے اس کے دو مفہوم بیان کیے ہیں؛

① حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَشْبَهُ بِأَقَاوِيلِ السَّلَفِ وَأَفْعَالِهِمْ فِي إِقَامَةِ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى الَّتِي أَهْلُهَا أَهْلُ قَرَارٍ لَيْسُوا بِأَهْلِ عُمُودٍ يَتَنَقَّلُونَ إِنَّ ذٰلِكَ مُرَادُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''سلف کے اقوال و افعال سے درست بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان بستیوں میں جمعہ قائم کیا جائے گا، جہاں لوگ مقیم ہوں اور ان میں نہیں، جہاں لوگ مسافر ہوں اور انہوں نے وہاں سے کوچ کر جانا ہو، علی رضی اللہ عنہ کی یہی مراد ہے۔''

(المُهذّب في اختصار السّنن الكبير : 1109/3)

② علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ أَرَادَ بِذٰلِكَ الْقُرَى الَّتِي فِيهَا وَالٍ مِّنْ جِهَةِ الْإِمَامِ، فَيَكُونُ مُرَادُهُ أَنَّهُ لَا جُمُعَةَ إِلَّا بِإِذْنِ الْإِمَامِ فِي مَكَانٍ لَّهُ فِيهِ نَائِبٌ يُقِيمُ الْجُمُعَةَ بِإِذْنِهِ، وَبِذٰلِكَ فَسَّرَهُ أَحْمَدُ فِي رِوَايَةٍ عَنْهُ .

''اس سے مراد وہ بستیاں ہیں، جن میں کوئی والی ہوتا ہے، جسے امام نے مقرر کیا ہوتا ہے، تو ان کی مراد یہ ہوگی کہ جمعہ صرف امام کی اجازت سے ہوتا ہے، ایسی جگہ میں، جہاں اس کا کوئی نائب ہو، وہ اس کی اجازت سے جمعہ پڑھائے گا۔ امام احمد نے یہی تفسیر کی ہے۔''

(فتح الباري لابن رجب : 140/8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مطلع ابر آلود تھا، چاند نظر نہ آیا، اگلے دن عید نہ پڑھی، رات کو معلوم پڑا کہ چاند دوسرے دن کا ہے، اب عید کی نماز ہو گی یا نہیں؟

جواب: جی ہاں، ضرور۔

سوال: عیدین کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: عیدین کی نماز فرض ہے۔ پانچ نمازوں کے فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر روز جو نمازیں فرض ہیں، وہ پانچ ہیں، یہ مطلب نہیں کہ کوئی اور نماز فرض نہیں ہو سکتی۔

عیدین کی فرضیت پر پہلی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ، صحابہ و تابعین نے کبھی بھی نماز عید ترک نہیں کی۔

دوسری دلیل یہ کہ اگر جمعہ اور عید ایک دن جمع ہو جائیں، تو عید پڑھی جائے گی اور جمعہ کا اختیار ہے۔ (سنن ابی داود: ۱۰۷۰، وسندہ حسن)

ایک فرض ہی فرض سے کفایت کر سکتا ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ نماز عید کی قضا ضروری ہے۔

❀ ابو عمیر بن انس رحمہ اللہ کے چچا جو صحابی رسول ہیں، بیان کرتے ہیں:

”ہمیں شوال کا چاند نظر نہ آیا، تو ہم نے صبح کو روزہ رکھ لیا، پھر پچھلے پہر ایک قافلہ آیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس دن روزہ افطار کرنے اور اگلے دن عید گاہ جانے کا حکم دیا۔“

(مسند الإمام أحمد : 86/5، سنن أبي داوٗد : 1157، سنن النّسائي : 1558، سنن ابن ماجه : 1653، سندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام دارقطنی رحمہ اللہ (۲/ ۱۷۰) نے اس کی سند کو ''حسن''، امام ابن الجارود (۲۶۶) اور امام بیہقی رحمہ اللہ (السنن الکبریٰ: ۳/ ۳۱۶) ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

اس حدیث کو علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (محلی: ۳/ ۳۰۷، مسئلہ: ۵۵۲)، حافظ خطابی رحمہ اللہ (معالم السنن: ۱/ ۲۱۸)، حافظ نووی رحمہ اللہ (خلاصۃ الأحکام: ۲/ ۸۳۸) اور حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر: ۲/ ۹۵) نے ''صحیح'' اور حافظ ابن منذر رحمہ اللہ (الاوسط: ۴/ ۲۹۴) نے ''ثابت'' کہا ہے۔

سوال: جو عیدین میں باجے گانے کے ساتھ جاتا ہے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: اگر امام نماز عید میں زائد تکبیرات بھول جائے، تو کیا کرے؟

جواب: سجدہ سہو کر لے۔ نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔

سوال: امام عیدین کی تکبیرات بھول گیا، یا کم کہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: سجدہ سہو کرے۔

سوال: کیا عیدین کی تکبیرات باآواز بلند پکاری جائیں گی؟

جواب: جی ہاں۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهِ بِمِنًى، فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ، فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ السُّوقِ فَيُكَبِّرُونَ حَتّٰى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا وَاحِدًا.

''آپ رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ میں (باآواز بلند) تکبیرات کہتے تھے کہ حاضرین مسجد آپ کی تکبیر کو سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، تو بازار والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، یوں منیٰ ایک ساتھ تکبیر سے گونج اُٹھتا۔‘‘

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 6267، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا عیدگاہ میں باآواز بلند تکبیرات کہہ سکتے ہیں؟

جواب: کہہ سکتے ہیں۔

سوال: نمازعید کے لیے نکلتے وقت تکبیرات پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نماز عید کے لیے نکلتے وقت تکبیرات پڑھنا مستحب ہے۔ صحابہ و تابعین کے عمل سے ثابت ہے۔ نماز عید کے لیے نکلتے ہوئے بلند آواز سے تکبیرات پڑھنی چاہییں۔

❀ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْدُو إِلَى الْعِيدِ مِنَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى يَأْتِيَ الْمُصَلّٰى، وَيُكَبِّرُ حَتّٰى يَأْتِيَ الْإِمَامُ.

’’سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (نماز فجر کے بعد) مسجد سے ہی نماز عید کے لیے چلے جاتے، (راستے میں) عیدگاہ پہنچنے تک باآواز بلند تکبیرات پڑھتے رہتے، پھر جب تک امام تشریف نہ لاتا، (وہاں بیٹھ کر) تکبیرات پڑھتے رہتے۔‘‘

(أحكام العيدين للفِريابي : 46، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 394/3، الرقم : 6129، المَطالب العالية لابن حَجَر : 755، وسندهٗ صحيحٌ)

اس روایت کا موقوف ہونا ہی صحیح ہے، اسے مرفوع بیان کرنا خطا ہے۔

❀ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ إِذَا خَرَجَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”آپ رحمہ اللہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن جب نماز عید کے لیے نکلتے، تو (باآواز بلند) تکبیرات پڑھتے تھے۔“

(أحكام العيدين للفِريابي : 49، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّاسُ يُكَبِّرُونَ مِنْ حِينِ يَخْرُجُونَ مِنْ بُيُوتِهِمْ حَتّٰى يَأْتُوا الْمُصَلّٰى، حَتّٰى يَخْرُجَ الْإِمَامُ، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ سَكَتُوا، فَإِذَا كَبَّرَ كَبَّرُوا .

”لوگ (صحابہ وتابعین) جب (نماز عید پڑھنے کے لیے) گھروں سے نکلتے، تو عید گاہ پہنچنے تک تکبیرات پڑھتے تھے، یہاں تک کہ امام تشریف لے آئے، جب امام آ جائے، تو خاموش ہو جاتے تھے، پھر جب امام تکبیرات پڑھنا شروع کرے، تو لوگ بھی پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 5629، أحكام العيدين للفِريابي : 59، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا حائضہ عورت تکبیرات عیدین کہے گی؟

جواب: تکبیرات عیدین ذکر ہیں۔ حائضہ قرآن کریم کی تلاوت کے علاوہ تمام اذکار کر سکتی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جنبی اور حائضہ کے لیے سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ کہنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا اور تلاوت قرآن کے علاوہ دیگر اذکار کرنا جائز ہیں۔ اجماع کے ساتھ ساتھ اس کے دلائل صحیح احادیث میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مشہور ہیں۔“

(المَجموع شرح المهذب : 164/2)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ لَهُمَا أَنْ يَذْكُرَا اللّٰهَ وَيُسَبِّحَاهُ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ حائضہ اور جنبی اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح کر سکتے ہیں۔“

(الإشراف على مَذاهب العلماء : 434/3)

ثابت ہوا کہ جنبی، حیض اور نفاس والی عورت تکبیرات عیدین کہہ سکتی ہے، ذکر کے لیے باوضو ہونا شرط نہیں۔ بعض الناس خوامخواہ ذکرِ الٰہی سے منع کرتے ہیں۔

سوال: کیا خطبہ عیدین کی ابتدا تکبیرات عیدین سے کر سکتے ہیں؟

جواب: کر سکتے ہیں۔

سوال: جس نے عید الفطر کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: عید الفطر کے دن روزہ رکھنا ممنوع ہے اور ممنوع کام کی نذر ماننا بھی ممنوع ہے، لہٰذا جس نے عید الفطر کے دن روزے کی نذر مانی، وہ نذر توڑ دے اور بدلے میں کفارہ ادا کرے۔

سوال: امام عیدین کی تکبیرات بھول گیا، یا کم کہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: سجدہ سہو کرے۔

سوال: کیا عیدین کی نمازوں میں عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے؟

جواب: نہیں کرا سکتی۔ عیدین اور جمعہ کی جماعت صرف مرد امام کرا سکتا ہے۔ عورتیں ان نمازوں میں مرد امام کی اقتدا کریں گی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو ہے یا نہیں؟

جواب: ہر سجدہ والی نماز میں سہو پر سجدہ سہو ہے۔

سوال: خطبہ جمعہ یا عیدین میں تعوذ وتسمیہ بلند آواز سے پڑھی جائے گی؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا عیدین کی تکبیرات باآواز بلند پکاری جائیں گی؟

جواب: جی ہاں۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهٖ بِمِنًى، فَيَسْمَعُهٗ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ، فَيَسْمَعُهٗ أَهْلُ السُّوقِ فَيُكَبِّرُونَ حَتّٰى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا وَاحِدًا.

”آپ رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ میں (باآواز بلند) تکبیرات کہتے تھے کہ حاضرین مسجد آپ کی تکبیر کو سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، تو بازار والے سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، یوں منیٰ ایک ساتھ تکبیر سے گونج اُٹھتا۔“

(السنن الكبرىٰ للبيهقي: 6267، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا عیدگاہ میں باآواز بلند تکبیرات کہہ سکتے ہیں؟

جواب: کہہ سکتے ہیں۔

سوال: کیا عید کا خطبہ اور نماز الگ الگ شخص پڑھا سکتا ہے؟

جواب: عید کی نماز ایک شخص پڑھائے اور خطبہ دوسرا شخص دے، تو ایسا کرنا جائز ہے، مگر بہتر یہی ہے کہ نماز اور خطبہ ایک ہی شخص پڑھائے۔

سوال: عیدالفطر کے دن بوجہ بارش نماز نہ ہو سکی، کیا دوسرے دن نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: اگر اتنی زیادہ بارش ہے کہ عیدگاہ اور مسجد میں پہنچنا ممکن نہ ہو، تو اگلے دن نماز عید پڑھی جاسکتی ہے۔

سوال: ایک شخص نے دو جگہ عید کی نماز ادا کی، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے، پہلی جگہ فرض ہو جائے گی اور دوسری جگہ نفل۔

سوال: عید کی نماز کے لیے اعلان کرنا کیسا ہے؟

جواب: عید کی نماز کہاں پڑھنی ہے، کس وقت پڑھنی ہے؟ اس کا اعلان کرنا درست اور جائز ہے، تا کہ لوگ بروقت جماعت میں شریک ہو جائیں۔

سوال: نماز عید کے لیے اذان اور اقامت کہنا کیسا ہے؟

جواب: نماز عید کے لیے اذان اور اقامت مشروع نہیں، عہد نبوی اور خیر القرون میں اس کا کوئی وجود نہیں، لہٰذا عیدین کے لیے اذان اور اقامت کا اجرا بدعت ہے۔ البتہ اعلان کیا جاسکتا ہے۔

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ، غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ، بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ عیدین کی نماز ادا کی، اس میں نہ اذان تھی اور نہ اقامت۔“

(صحیح مسلم : 887)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں:

”عید کے دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (نماز عید) میں شرکت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خطبہ کے بجائے نماز سے ابتدا کی، اس میں نہ کوئی اذان تھی اور نہ اقامت۔“

(صحيح مسلم : 885)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى .

”(عہد نبوی میں) عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے لیے اذان نہیں کہی جاتی تھی۔“

(صحيح البخاري : 960)

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ لِلْعِيدَيْنِ بِدْعَةٌ وَمُحْدَثٌ .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ عیدین کے لیے اذان اور اقامت کہنا بدعت اور (دین میں) ایجاد ہے۔“

(فتح الباري لابن رجب : 447/8)

سوال: کیا عورتیں بھی نماز عید کے لیے عید گاہ جا سکتی ہیں؟

جواب: عورتیں بھی نماز عید ادا کرنے کے لیے عید گاہ جا سکتی ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيدٍ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ، ثُمَّ مَالَ عَلَى النِّسَاءِ، وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَوَعَظَهُنَّ، وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَّتَصَدَّقْنَ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُلْبَ وَالْخُرْصَ .

”ایک عید کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (عید گاہ میں) تشریف لائے، دو رکعت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھائی، اس سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں پڑھی، پھر عورتوں کی طرف آئے، آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپ ﷺ نے عورتوں کو وعظ فرمایا اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا، تو عورتیں انگوٹھیاں اور کنگن (چادر میں) ڈالنے لگیں۔“

(صحيح البخاري: 1431، صحيح مسلم: 884)

❀ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُّخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى، الْعَوَاتِقَ، وَالْحُيَّضَ، وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ؛ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ، وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ : لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا .

”رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں دوشیزائیں، حائضہ عورتیں اور پردہ نشین خواتین کو بھی عیدگاہ میں لے کر جائیں، البتہ حائضہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں، جبکہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ فرمایا: اس کی اسلامی بہن اسے اپنی چادر دے دے۔“

(صحيح البخاري: 981، صحيح مسلم: 890)

❀ صحیح مسلم (11/890) میں ہے:

الْحُيَّضُ يَخْرُجْنَ، فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، يُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”حائضہ عورتیں نکلتیں اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ جاتیں، وہ لوگوں کے ساتھ تکبیریں کہتیں۔“

❁ صحیح بخاری (971) کے الفاظ ہیں:

يَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ، وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ، يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، وَطُهْرَتَهٗ .

”ماہواری والی لوگوں کے پیچھے ہوتیں، وہ ان کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہتیں، ان کی دعا کے ساتھ دعا مانگتیں اور اس مبارک دن کی برکت وفضیلت کی امید رکھتیں۔“

معلوم ہوا کہ حائضہ عید گاہ جائے گی، ہاں! باپردہ، چادروں میں لپٹی ہوئی، شریف زادیوں کی طرح نگاہیں جھکا کر، ذکر الٰہی میں مشغول ہو کر عید گاہ کا رخ کریں۔ نیز خاوند یا ولی کی اجازت بھی شامل ہونی چاہیے۔ سلف سے ایسا ہی ثابت ہے؛

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُخْرِجُ إِلَى الْعِيدَيْنِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْ أَهْلِهٖ .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خواتین خانہ کو عید گاہ لے جایا کرتے تھے۔“

(مُصنّف ابن أبي شَيْبة : 191/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

الْقَوْلُ بِكَرَاهَةِ الْخُرُوجِ عَلَى الْإِطْلَاقِ رَدٌّ لِلْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ بِالْآرَاءِ الْفَاسِدَةِ، وَتَخْصِيصُ الشَّوَابِّ يَأْبَاهُ صَرِيحُ الْحَدِيثِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ وَغَيْرُهٗ .

www.KitaboSunnat.com

”مطلق طور پر عورتوں کا عیدگاہ کی طرف نکلنے کو مکروہ کہنا دراصل فاسد آراء کے ساتھ احادیث صحیحہ کا رد کرنا ہے۔ اسی طرح عمر رسیدہ عورتوں کو خاص کرنے کو بخاری و مسلم وغیرہ کی صریح حدیث رد کرتی ہے۔“

(نَیل الأوطار : 342/3)

تنبیہ:

امام ابو جعفر طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۳۲۱ھ) نے مذکورہ حدیث کی تاویل یوں کی ہے:

يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ قَلِيلٌ فَأَرَادَ التَّكْثِيرَ بِحُضُورِهِنَّ إِرْهَابًا لِلْعَدُوِّ وَالْيَوْمَ فَلَا يَحْتَاجُ إِلٰى ذٰلِكَ .

”ممکن ہے کہ یہ اس وقت ہوتا ہو، جب مسلمانوں کی تعداد کم تھی، لہٰذا نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو ساتھ لے جانے سے تعداد کی کثرت کا ارادہ کیا ہو، تاکہ دشمن خوف زدہ ہو جائے، لہٰذا اب اس کی ضرورت باقی نہ رہی۔“

(مُختصر اختلاف العلماء :232/1)

❁ طحاوی رحمہ اللہ کے جواب میں علامہ کرمانی رحمہ اللہ (۷۸۶ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مَرْدُودٌ لِأَنَّهٗ يَحْتَاجُ إِلٰى مَعْرِفَةِ تَارِيخِ الْوَقْتِ وَالنَّسْخُ لَا يَثْبُتُ إِلَّا بِيَقِينٍ، وَأَيْضًا فَإِنَّ التَّرْهِيبَ لَا يَحْصُلُ بِهِنَّ وَلِذٰلِكَ لَمْ يَلْزَمْهُنَّ الْجِهَادُ .

”یہ باطل توجیہ ہے، کیونکہ اس دعویٰ کے لیے اس عمل کی وقت تاریخ کو جاننا ضروری ہے اور نسخ ہمیشہ یقین کے ساتھ ہی ہوتا ہے (محض احتمال کے ساتھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں)۔ پھر یہ بھی کہ عورتوں کے ساتھ دشمن پر خوف طاری کیا ہی نہیں جا سکتا، اسی لیے عورتوں کے لیے جہاد میں شرکت کرنا ضروری نہیں ہے۔''

(الكواكب الدّراري : 83/6)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

بَلْ هُوَ مَعْرُوفٌ بِدَلَالَةِ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ شَهِدَهُ وَهُوَ صَغِيرٌ وَكَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ فَلَمْ يَتِمَّ مُرَادُ الطَّحَاوِيِّ وَقَدْ صُرِّحَ فِي حَدِيثِ أُمِّ عَطِيَّةَ بِعِلَّةِ الْحُكْمِ وَهُوَ شُهُودُهُنَّ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجَاءُ بَرَكَةِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَطُهْرَتِهِ وَقَدْ أَفْتَتْ بِهِ أُمُّ عَطِيَّةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمُدَّةٍ كَمَا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَثْبُتْ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ مُخَالَفَتُهَا فِي ذٰلِكَ وَأَمَّا قَوْلُ عَائِشَةَ : «لَوْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ»، فَلَا يُعَارِضُ ذٰلِكَ لِنُدُورِهِ إِنْ سَلَّمْنَا أَنَّ فِيهِ دَلَالَةً عَلٰى أَنَّهَا أَفْتَتْ بِخِلَافِهِ مَعَ أَنَّ الدَّلَالَةَ مِنْهُ بِأَنَّ عَائِشَةَ أَفْتَتْ بِالْمَنْعِ لَيْسَتْ صَرِيحَةً وَفِي قَوْلِهِ : «إِرْهَابًا لِلْعَدُوِّ» نَظَرٌ لِأَنَّ الْاِسْتِنْصَارَ بِالنِّسَاءِ وَالتَّكَثُّرَ بِهِنَّ فِي الْحَرْبِ دَالٌّ عَلَى الضَّعْفِ وَالْأَوْلٰى أَنْ يُّخَصَّ ذٰلِكَ بِمَنْ يُؤْمَنُ عَلَيْهَا وَبِهَا الْفِتْنَةُ وَلَا يَتَرَتَّبُ عَلٰى حُضُورِهَا مَحْذُورٌ وَلَا تُزَاحِمُ الرِّجَالَ فِي الطُّرُقِ وَلَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي الْمَجَامِعِ .

''بلکہ عورتوں کا عیدگاہ میں جانا معروف عمل تھا، اس کی دلیل سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، آپ رضی اللہ عنہ اس عید میں حاضر تھے، تب آپ چھوٹے تھے اور یہ فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ لہٰذا امام طحاوی رحمہ اللہ کی مراد پوری نہ ہوئی۔ پھر سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اس حکم کی علت بھی واضح کی گئی ہے، وہ تھی عورتوں کا خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شامل ہونا، نیز اس دن کی برکت اور پاکیزگی کی اُمید رکھنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی وفات) کے ایک مدت بعد سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے اسی کا فتویٰ دیا (کہ عورتیں عیدگاہ کی طرف نکلیں)۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور کسی بھی صحابی سے اس مسئلہ میں سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کی مخالفت کرنا ثابت نہیں۔ باقی رہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان: ''خواتین نے اب جو کام شروع کر دیے ہیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں (ایسا کرتے) پا لیتے، تو انہیں (مسجد میں آنے سے) منع کر دیتے۔'' تو اگر اس سے استدلال کر بھی لیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کے خلاف فتویٰ دیا تھا، تب بھی یہ حدیث اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کے معارض نہیں ہے، کیونکہ عیدگاہ میں کبھی کبھی جایا جاتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے ممانعت ثابت کرنا صریح دلالت نہیں ہے۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ ''یہ دشمن کو خوف زدہ کرنے کے لیے تھا۔'' یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ جنگ میں عورتوں سے مدد لینا اور ان کی کثرت ہونا، یہ کمزوری پر دلالت کرتا ہے۔ جبکہ درست بات یہ ہے کہ اس حدیث میں (عیدگاہ میں حاضری کے لیے) ان عورتوں کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خاص کیا جائے گا، جن کے متعلق کسی فتنے کا اندیشہ نہیں ہے اور نہ ان کے حاضر ہونے سے کوئی خلاف شرع کام لازم آتا ہے، نیز وہ راستوں اور اجتماع گاہوں میں مردوں کے ساتھ اختلاط بھی نہیں کرتیں۔“

(فتح الباري : 2/470-471)

سوال: کیا عیدین کی نماز میں سہو پر سجدہ سہو ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: عیدین کی زائد تکبیرات بھول جائیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: سجدہ سہو کر لیا جائے، نماز مکمل ہے۔

سوال: عیدین کا خطبہ منبر پر کھڑے ہو کر پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔ اگر عذر ہو، تو بیٹھ کر خطبہ دیا جا سکتا ہے۔

سوال: عیدین میں پہلے خطبہ ہے یا نماز؟

جواب: پہلے نماز ادا کی جائے گی۔ (بخاری: ۹۵۷، مسلم: ۸۸۸)

سوال: نماز عید سے پہلے خطبہ دینے کا آغاز کب ہوا؟

جواب: نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت یہ ہے کہ عید کے دن پہلے نماز پڑھی جائے گی اور پھر خطبہ دیا جائے گا، اس سنت کے برعکس پہلے خطبہ اور بعد میں نماز کا اجراء سب سے پہلے مروان بن حکم نے کیا، جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نکیر بھی فرمائی۔

❀ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ، فَقَالَ : الصَّلَاةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، فَقَالَ : قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ : أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ .

”عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ دینے کا اجراء سب سے پہلے مروان بن حکم نے کیا، تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: خطبہ سے پہلے نماز عید ہے۔ مروان نے کہا: پہلے جو طریقہ یہاں رائج تھا، اسے ترک کر دیا گیا ہے۔ تو سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: اس شخص نے (مروان پر نکیر کر کے) اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”آپ میں کوئی شخص جب برائی دیکھے، تو اسے ہاتھ سے ختم کرے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو، تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت وطاقت نہ ہو، تو دل میں برا جانے، یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“

(صحیح مسلم : 49)

✿ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ بِذٰلِكَ أَحَدٌ قَبْلَ مَرْوَانَ .

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ یہ کام (نماز عید سے پہلے خطبہ دینا) مروان نے پہلے کسی نے نہیں کیا۔“

(شرح الأربعين النّووية، ص 111)

سوال: عیدین کی نماز کے بعد دعا کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): عیدین میں خطبہ کے بعد یا نماز کے بعد اجتماعی دعا کی جا سکتی ہے، البتہ دعا کو بغیر شرعی دلیل کے کسی موقع یا وقت کے ساتھ خاص کرنا جائز نہیں۔

(سوال): کیا عید کی نماز کے لیے جانا واجب ہے؟

(جواب): واجب ہے۔

(سوال): کیا خواتین عید کے لیے جائیں گی؟

(جواب): خواتین بھی عید کی نماز کے لیے جائیں گی۔

❁ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں دوشیزائیں، حائضہ عورتیں اور پردہ نشین خواتین کو بھی عیدگاہ میں لے کر جائیں، البتہ حائضہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں، جبکہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ فرمایا: اس کی اسلامی بہن اسے اپنی چادر دے دے۔''

(صحيح البخاري :981، صحيح مسلم : 890)

(سوال): کیا حائضہ عورت عیدگاہ جا سکتی ہے؟

(جواب): ماہواری میں عیدگاہ جا سکتی ہے، بلکہ حدیث میں اس کی تاکید ہے۔

(صحيح البخاري :981، صحيح مسلم : 890)

❁ صحیح مسلم (11/890) میں ہے:

الْحُيَّضُ يَخْرُجْنَ، فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، يُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ .

''حائضہ عورتیں نکلتیں اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ جاتیں، وہ لوگوں کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکبیریں کہتیں۔“

❁ صحیح بخاری (971) میں یہ الفاظ ہیں:

فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ، وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ، يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذٰلِكَ اليَوْمِ، وَطُهْرَتَهُ .

”ماہواری والی لوگوں کے پیچھے ہوتیں، وہ ان کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہتیں، ان کی دعا کے ساتھ دعا مانگتیں اور اس مبارک دن کی برکت وفضیلت کی امید رکھتیں۔“

معلوم ہوا کہ حائضہ عید گاہ جائے گی، ہاں! باپردہ، چادروں میں لپٹی ہوئی، شریف زادیوں کی طرح نگاہیں جھکا کر، ذکر الٰہی میں مشغول ہو کر عید گاہ کا رخ کریں۔ نیز خاوند یا ولی کی اجازت بھی شامل ہونی چاہیے۔ سلف سے ایسا ہی ثابت ہے؛

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُخْرِجُ إِلَى الْعِيدَيْنِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْ أَهْلِهِ .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خواتین خانہ کو عید گاہ لے جایا کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 191/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا خطبہ عیدین کی ابتدا تکبیرات عیدین سے کر سکتے ہیں؟

جواب: کر سکتے ہیں۔

سوال: عیدین کا خطبہ کہاں کھڑا ہو کر دیا جائے؟

جواب: جہاں نماز پڑھائی ہے، وہیں پر کھڑے ہو کر خطبہ دے دیا جائے۔

سوال: کیا عیدین کا خطبہ سننا واجب ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): عیدین کا خطبہ سننا واجب نہیں۔

(سوال): خطبہ مختصر ہو یا طویل؟

(جواب): خطبہ مختصر کرنا مستحب ہے، تا کہ سامعین اکتاہٹ کا شکار نہ ہوں۔

❀ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”نماز لمبی پڑھانا اور خطبہ مختصر دینا آدمی کے سمجھدار ہونے کی نشانی ہے۔ نماز لمبی پڑھایا کریں اور خطبہ مختصر دیا کریں، بعض بیان سحر طاری کر دیتے ہیں۔“

(صحيح مسلم: 869)

(سوال): نماز عید سے پہلے کوئی نماز مشروع ہے؟

(جواب): عیدین سے پہلے خاص نوافل نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید سے پہلے یا بعد کوئی نوافل مشروع نہیں کیے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن باہر تشریف لائے، دو رکعات (نماز عید) ادا کی، نہ ان سے پہلے کوئی نماز ادا کی اور نہ بعد میں۔“

(صحيح البخاري: 989، صحيح مسلم: 884، المُنتقىٰ لابن الجارود: 261)

ثابت ہوا کہ نماز عید سے پہلے یا بعد کوئی خاص نوافل مشروع نہیں۔

البتہ چونکہ یہ نوافل کے لیے ممنوع وقت نہیں، لہٰذا اس وقت اگر کوئی مطلق نفل نماز پڑھنا چاہتا ہے، تو کوئی حرج نہیں۔ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک بڑی جماعت سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نمازِ عید سے پہلے نوافل پڑھنا ثابت ہیں۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا .

''آپ رضی اللہ عنہ نمازِ عید سے پہلے اور بعد چار چار رکعت نوافل ادا کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 5757، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَالْحَسَنَ يُصَلِّيَانِ قَبْلَ خُرُوجِ الْإِمَامِ يَعْنِي يَوْمَ الْعِيدِ .

''میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رحمہ اللہ کو دیکھا، آپ دونوں عید کے دن امام کے آنے تک نوافل ادا کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 5760، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سلیمان بن طرخان تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَالْحَسَنَ بْنَ أَبِي الْحَسَنِ، وَجَابِرَ بْنَ زَيْدٍ، وَسَعِيدَ بْنَ أَبِي الْحَسَنِ يُصَلُّونَ قَبْلَ الْإِمَامِ فِي الْعِيدِ .

''میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حسن بن ابی الحسن بصری، جابر بن زید ازدی اور سعید بن ابی الحسن رحمہم اللہ کو دیکھا، وہ سبھی عید کے دن امام کے آنے سے پہلے نوافل پڑھتے تھے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 425/3، الرقم : 6230، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبداللہ بن فیروز داناج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَأَيْتُ أَبَا بَرْزَةَ، يَفْعَلُهُ .

”میں نے سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے (یعنی عید کے دن امام کے آنے تک نوافل ادا کرتے رہے)۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 5763، وسندهٗ صحيحٌ)

اسی طرح کئی تابعین کا بھی اسی پر عمل ہے۔

بعض صحابہ کا عمل اس کے برعکس ہے، وہ نماز عید سے پہلے اور بعد میں نوافل نہیں پڑھتے تھے۔

❀ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّي يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا .

”سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن نماز عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔“

(موطأ الإمام مالك : 181/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: نماز عید کے بعد چار رکعت ادا کرنا کیسا ہے؟

جواب: بعض سلف سے نماز عید کے بعد چار رکعت ادا کرنا ثابت ہے۔

❀ اسود بن ہلال کوفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ عَلِيٍّ، فَلَمَّا صَلَّى الْإِمَامُ، قَامَ فَصَلَّى بَعْدَهَا أَرْبَعًا .

”میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ (نماز عید کے لیے) نکلا، جب امام نے نماز عید پڑھا دی، تو اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر چار

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رکعت نفل ادا کیے۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة : 5753، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّي يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا .

"آپ رضی اللہ عنہ نمازِ عید سے پہلے اور بعد چار چار رکعت نوافل ادا کرتے تھے۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة : 5757، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عاصم احول رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ الْحَسَنَ، وَابْنَ سِيرِينَ يُصَلِّيَانِ بَعْدَ الْعِيدِ وَيُطِيلَانِ الْقِيَامَ .

"میں نے حسن بصری اور محمد بن سیرین رحمہما اللہ کو نمازِ عید کے بعد نوافل پڑھتے دیکھا، جن میں آپ رحمہما اللہ لمبا قیام کرتے تھے۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة : 5756، وسندهٗ صحيحٌ)

اس باب میں سلف سے مزید آثار بھی آئے ہیں۔

تنبیہ:

نمازِ عید کے بعد گھر لوٹنے پر دو رکعت کے بارے میں منقول روایات ضعیف ہیں، ان پر تبصرہ ملاحظہ ہو:

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئًا، فَإِذَا رَجَعَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید سے پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے، گھر واپس آ کر دو رکعتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ادا فرماتے۔''

(مسند الإمام أحمد : 28/3، 40، سنن ابن ماجه : 1293)

سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيْفٌ عِنْدَالْأَكْثَرِيْنَ .

''جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(المَجموع :155/1، تهذيب الأسماء واللُّغات : 50/4)

❀ حافظ ابوالفتح ابن سید الناس یعمری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ لِسُوْءِ حِفْظِهٖ .

''خرابی حافظہ کے سبب اکثر محدثین کرام نے ضعیف کہا ہے۔''

(فيض القدير للمَناوي : 527/5)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِيْنَ .

''جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(مَجمع الزّوائد :134/1)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 10/10، 324)

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ، ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَابْنُ مَعِينٍ وَّأَبُو حَاتِمٍ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَّعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَغَيْرُهُمْ .

”ضعیف ہے، امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام ابوحاتم رازی، امام علی بن مدینی اور امام ابن خزیمہ رحمہم اللہ وغیرہم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(إتّحاف الخيرة المهرة : 458/5)

❀ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو عید الفطر کے دن نماز عید کے بعد چار رکعت ادا کرتا ہے، پہلی رکعت میں سورت فاتحہ اور سورت اعلیٰ، دوسری میں سورت شمس، تیسری میں سورت ضحیٰ اور چوتھی میں سورت اخلاص پڑھتا ہے، گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابیں پڑھیں اور گویا تمام یتیم بچوں کو پیٹ بھر کھانا کھلایا، انہیں تیل لگایا اور پاک صاف کیا، نیز اسے ہر اس چیز کے برابر اجر ملے گا، جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

(الموضوعات لابن الجوزي : 447/2)

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن احمد بن صدیق کی توثیق نہیں مل سکی۔

② ابوبکر احمد بن جعفر مروزی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

③ یعقوب بن عبد الرحمٰن ہو سکتا ہے کہ ابو یوسف جصاص ہو، اس کے متعلق؛

❀ ابو محمد بن غلام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْمَرْضِيِّ .

”یہ پسندیدہ نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سؤالات السّهمي، ص 261، الرقم : 380)

۞ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي حَدِيْثِهٖ وَهْمٌ كَثِيْرٌ .

”اس کی حدیث میں بہت زیادہ وہم ہے۔“

(تاریخ بغداد : 431/16)

④ عبداللہ بن محمد بن ربیعہ قدامی کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَدُ الضُّعَفَاءِ، أَتٰى عَنْ مَّالِكٍ بِمَصَائِبَ .

”ضعیف ہے، امام مالک رحمہ اللہ سے منسوب مصیبتیں ذکر کرتا ہے۔“

(میزان الاعتدال : 488/2)

سوال: جو قیام میں تکبیرات زوائد بھول جائے، کیا وہ رکوع سے اٹھ کر کہہ سکتا ہے؟

جواب: نہیں کہہ سکتا، قومہ تکبیرات زوائد کا محل نہیں۔ جو تکبیرات زوائد کہنا بھول جائے، وہ آخر میں سجدہ سہو سے کمی پوری کرلے۔

سوال: بلا عذر مسجد میں عید پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: بلا عذر مسجد میں عید پڑھانا ثابت نہیں۔ سنت یہ ہے کہ آبادی سے باہر کھلی جگہ عید پڑھی جائے۔

سوال: امام نے تکبیرات زوائد کہہ دی ہیں، مگر اونچی سورت فاتحہ پڑھنا بھول گیا، تنبیہ کرنے پر کیا کرے؟

جواب: اگر پہلے تکبیرات زوائد کہہ دی ہیں، تو تنبیہ کرنے پر سورت فاتحہ کی قرائت کرے، دوبارہ تکبیرات نہیں کہے گا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: عیدین کی نماز میں زوائد تکبیرات کتنی ہیں؟

جواب: عیدین میں مسنون زوائد تکبیرات بارہ ہیں۔ سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں۔

سوال: نماز عید کے لیے نقارہ بجانا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: کیا عید کی نماز کے لیے مقتدیوں کا انتظار کرنا جائز ہے؟

جواب: حاضرین کو کوئی اعتراض نہ ہو، تو کچھ دیر انتظار کیا جا سکتا ہے۔

سوال: ایک عیدگاہ کو گرا کر اس کا ملبہ دوسری جدید عیدگاہ پر لگانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ایک علاقہ میں دو عیدگاہیں ہیں، دو جماعتیں ہوتی ہیں، کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: غیر مسلموں کی بنائی ہوئی عمارت میں عید پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جگہ پاک ہے، تو جائز ہے۔

سوال: کیا تکبیرات عیدین میں رفع الیدین کیا جائے گا؟

جواب: تکبیراتِ عیدین میں رفع الیدین رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتّٰى إِذَا كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ كَبَّرَ، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَهُمَا، حَتّٰى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، كَبَّرَ وَهُمَا كَذٰلِكَ، فَرَكَعَ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْفَعَ صُلْبَهٗ رَفَعَهُمَا، حَتّٰى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، ثُمَّ يَسْجُدُ، فَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُودِ، وَرَفَعَهُمَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَّتَكْبِيرَةٍ كَبَّرَهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ، حَتّٰى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهٗ.

''رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھوں کو بلند فرماتے، حتی کہ جب وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے، تو آپ ﷺ اللہ اکبر کہتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ فرماتے، تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، حتی کہ وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے، اسی حالت میں آپ اللہ اکبر کہتے۔ پھر رکوع فرماتے۔ جب آپ رکوع سے اپنی کمر اٹھانے کا ارادہ فرماتے، تو دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ پھر سجدہ کرتے، لیکن سجدے میں رفع الیدین نہیں فرماتے تھے، البتہ ہر رکوع اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر پر رفع الیدین فرماتے تھے، حتی کہ اسی طرح آپ کی نماز مکمل ہو جاتی۔''

(سنن أبي داوٗد: 722، المنتقٰی لابن الجارود: 178، والسیاق لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رکوع سے پہلے کہی جانے والی ہر تکبیر پر رسولِ اکرم ﷺ رفع الیدین فرماتے تھے۔ تکبیراتِ عیدین بھی چونکہ رکوع سے پہلے ہوتی ہیں، لہٰذا ان میں رفع الیدین کرنا سنتِ نبوی سے ثابت ہے۔

ائمہ دین کا مذہب:

ائمہ دین بھی تکبیراتِ عیدین میں رفع الیدین کے قائل تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام اوزاعی رحمہ اللہ:

امام عبدالرحمٰن بن عمرو، اوزاعی رحمہ اللہ (۱۵۷ھ) سے تکبیراتِ عیدین میں رفع الیدین کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

نَعَمْ، اِرْفَعْ يَدَيْكَ مَعَ كُلِّهِنَّ .

''ہاں، تمام تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کیجئے۔''

(أحكام العيدين للفِريابي : 136، وسندهٗ صحيحٌ)

امام مالک رحمہ اللہ:

امام مالک بن انس رحمہ اللہ (۱۷۹ھ) سے پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

نَعَمْ، اِرْفَعْ يَدَيْكَ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ، وَلَمْ أَسْمَعْ فِيهِ شَيْئًا .

''ہاں، ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیجئے، میں نے اس بارے کوئی اختلاف نہیں سنا۔''

(أحكام العيدين للفِريابي : 137، وسندهٗ صحيحٌ)

امام شافعی رحمہ اللہ:

امام محمد بن ادریس، شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ عَلٰى جَنَازَةٍ خَبَرًا، وَقِيَاسًا عَلٰى أَنَّهٗ تَكْبِيرٌ وَّهُوَ قَائِمٌ، وَفِي كُلِّ تَكْبِيرِ الْعِيدَيْنِ .

''نمازِ جنازہ اور عیدین کی ہر تکبیر پر رفع الیدین کیا جائے گا، حدیثِ نبوی کی بنا پر بھی اور یہ قیاس کرتے ہوئے بھی کہ قیام کی تکبیر پر رفع الیدین کیا جاتا ہے۔''

(كتاب الأمّ : 127/1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

امام اہل سنت، احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ. ”ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے گا۔“

(مسائل الإمام أحمد برواية أبي داوٗد: 87)

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ:

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (۲۳۸ھ) کا بھی یہی مذہب ہے۔

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق: 4054/8، م: 2890)

امام ابن منذر رحمہ اللہ:

امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَيَّنَ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُّكَبِّرُهَا الْمَرْءُ وَهُوَ قَائِمٌ، وَكَانَتْ تَّكْبِيرَاتُ الْعِيدَيْنِ وَالْجَنَائِزِ فِي مَوْضِعِ الْقِيَامِ، ثَبَتَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِيهَا ....

”اس لیے بھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام میں ہر تکبیر پر رفع الیدین بیان فرمایا ہے اور عیدین و جنازہ کی تکبیرات بھی قیام ہی میں ہیں، لہٰذا ان تکبیرات میں رفع الیدین ثابت ہو گیا۔“

(الأوسط في السّنن والإجماع والاختلاف: 426/5)

❀ نیز فرماتے ہیں:

سَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّرْفَعَ الْمُصَلِّي يَدَيْهِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَكُلُّ ذٰلِكَ تَكْبِيرٌ فِي حَالِ الْقِيَامِ، فَكُلُّ مَنْ كَبَّرَ فِي حَالِ الْقِيَامِ رَفَعَ يَدَيْهِ اسْتِدْلَالًا بِالسُّنَّةِ.

”رسول اللہ ﷺ نے نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کو سنت بنایا ہے۔ یہ ساری صورتیں قیام کی حالت میں تکبیر کی ہیں۔ لہٰذا جو بھی شخص قیام کی حالت میں تکبیر کہے گا، وہ اسی سنت سے استدلال کرتے ہوئے رفع الیدین کرے گا۔“

(الأوسط: 282/4)

امام بیہقی رحمہ اللہ:

امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) نے مذکورہ بالا حدیث پر یوں باب قائم فرمایا ہے:

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي تَكْبِيرِ الْعِيدِ.

”عید کی تکبیرات میں رفع الیدین کا بیان۔“

(السّنن الکبریٰ: 411/3)

احناف کا مؤقف:

احناف بھی عیدین کی زائد تکبیروں میں رفع الیدین کے قائل ہیں، لیکن ان کی دلیل امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک قول ہے، جو کہ ان سے ثابت نہیں۔

❀ وہ قول یوں ہے:

تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ: فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، وَفِي التَّكْبِيرَاتِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لِلْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ، وَفِي الْعِيدَيْنِ ....

''سات مواقع پر رفع الیدین کیا جائے گا؛ نماز کے شروع میں، وتروں میں قنوت کی تکبیرات میں، عیدین میں ......۔''

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 178/2)

یہ قول سخت ضعیف ہے۔

① شعیب بن سلیمان بن سلیم کیسانی کی توثیق نہیں مل سکی۔

② قاضی ابو یوسف جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَرَكُوهُ. ''محدثین کرام نے اسے ترک کر دیا تھا۔''

(التّاریخ الکبیر : 397/8، ت : 3463)

③ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ باتفاقِ محدثین حدیث میں ضعیف ہیں۔

معلوم ہوا کہ احناف کے پاس تکبیراتِ عیدین میں رفع الیدین کے ثبوت پر کوئی دلیل نہیں۔ اگر وہ حدیث پر عمل کرتے ہیں، تو انہیں رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت کا رفع الیدین بھی کرنا چاہیے، کیونکہ حدیث میں تو قاعدہ وکلیہ بیان ہوا ہے کہ رکوع سے پہلے کہی گئی ہر تکبیر پر رفع الیدین کرنا سنت نبوی ہے۔

ہمارے بھائی ایک طرف تو رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت کے رفع الیدین کے تارک ہیں، تو دوسری طرف عیدین کی زائد تکبیرات میں رفع الیدین کے قائل ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نمازِ جنازہ کی تکبیرات میں رفع الیدین کے قائل نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام عبادات میں سنتِ رسول کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: تکبیراتِ عیدین میں ہر تکبیر پر رفع الیدین کر کے ہاتھ باندھے جائیں یا چھوڑ دیے جائیں؟

جواب: ہر تکبیر پر رفع الیدین کے بعد ہاتھ باندھ لیے جائیں، کیونکہ رکوع سے پہلے قیام میں ہاتھ باندھے جاتے ہیں، چھوڑنا ثابت نہیں۔

سوال: ہر سال مختلف جگہ پر عید پڑھنے کے لیے جانا کیسا ہے؟

جواب: درست ہے۔

سوال: کیا جیل خانے میں عید کی نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: پڑھی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا خطبہ عید کے بعد دعا کرنا مسنون ہے؟

جواب: خطبہ عید کے بعد دعا مسنون ہے، اس میں وہ خواتین بھی شریک ہوں گی، جو خاص ایام گزار رہی ہوں۔

سوال: کیا عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہوتی ہے؟

جواب: عیدگاہ کے بہت سے اُمور مسجد کے حکم میں ہوتے ہیں۔

سوال: جس کی عید کی نماز رہ جائے، وہ کیا کرے؟

جواب: بہتر ہے کہ کسی کو ساتھ ملا کر باجماعت دو رکعت نماز عید ادا کرے، ورنہ اکیلے دو رکعت مع تکبیرات زوائد پڑھ لے۔

سوال: جو عذر کی بنا پر عیدگاہ نہ پہنچ سکتا ہو، وہ کیا کرے؟

جواب: گھر میں ہی باجماعت دو رکعت مع تکبیرات زوائد ادا کر لے۔

سوال: تکبیرات زوائد میں کیا مقتدی جہر کریں گے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: امام اونچی تکبیر کہے گا، مقتدی آہستہ کہیں گے۔

سوال: ایک شخص عیدگاہ پہنچا، تو نماز ہو چکی تھی، تو وہ کیا کرے؟

جواب: چاہیے یہ کہ کسی کو ساتھ ملا کر دو رکعت با جماعت مع تکبیرات زوائد ادا کر لے اور خطبہ و دعا میں شریک ہو جائے۔

سوال: کیا نماز عیدین کے لیے بھی فرش کا پاک ہونا ضروری ہے؟

جواب: عیدین کی نماز بھی نماز ہے، اس کے لیے فرش کا پاک ہونا ضروری ہے۔

سوال: عید کی نماز کے بعد چار رکعت نفل با جماعت پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بدعت ہے۔

سوال: کیا چھوٹے گاؤں میں عید پڑھی جائے گی؟

جواب: چھوٹے گاؤں میں جمعہ اور عید دونوں پڑھے جائیں گے۔

سوال: کیا عیدین کی امامت پر اجرت لینا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا ایک شخص دو جگہ عید کی امامت کرا سکتا ہے؟

جواب: مجبوری کی صورت میں کرا سکتا ہے، دوسری جگہ نفل کی نیت کر لے۔

سوال: رشوت کی آمدنی سے عیدگاہ بنانا کیسا ہے؟

جواب: رشوت مالِ حرام ہے، اس سے کی گئی نیکی قبول نہیں۔ البتہ رشوت کی آمدنی سے بنائی گئی عیدگاہ میں نماز درست ہے۔

سوال: بارش کی صورت میں مسجد میں عید پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: بارش عذر ہے، عذر کی وجہ سے مسجد میں عید پڑھی جا سکتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: آبادی سے باہر ہر سال الگ جگہ عید کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟

جواب: آبادی سے باہر کسی بھی جگہ عید پڑھی جا سکتی ہے، ہر سال الگ الگ جگہ کو عیدگاہ بنایا جا سکتا ہے۔

سوال: نماز عید کے وقت جنازہ آ جائے، تو پہلے کونسی نماز پڑھی جائے؟

جواب: کوئی نماز بھی پہلے پڑھی جا سکتی ہے۔

سوال: کیا ایام تشریق اور عید الفطر میں کچھ نہ کچھ کھانا ضروری ہے؟

جواب: ان ایام میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ البتہ کھانا پینا ضروری نہیں۔

سوال: مطلع ابر آلود تھا، چاند نظر نہ آیا، اگلے دن عید نہ پڑھی، رات کو معلوم پڑا کہ چاند دوسرے دن کا ہے، اب عید کی نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: جی ہاں، ضرور۔

سوال: نماز عید میں بھول جائے، تو کیا سہو کرے گا؟

جواب: جی ہاں، کرے گا۔

سوال: جہاں گائے کی قربانی نہ ہوتی ہو، کیا وہاں عید اور جمعہ جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جس گاؤں میں سوا سو گھر آباد ہوں، وہاں جمعہ اور عید کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے گاؤں میں جمعہ اور عید درست ہیں۔

سوال: کیا شوال کے چھ روزے عید کے اگلے روز ہی شروع کرے؟

جواب: شوال کے چھے روزے پورے مہینے میں کبھی بھی رکھے جا سکتے ہیں، عید کے اگلے روز رکھنا ضروری نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سوال): کیا عید کے دن روزہ رکھنے سے ثواب ملے گا؟

(جواب): ثواب تو نہیں، البتہ حرام کے ارتکاب سے گناہ ملے گا۔

(سوال): کیا دارالحرب میں عید اور پنجگانہ نمازیں باجماعت پڑھنا جائز ہے؟

(جواب): جس دارالحرب میں عید، جمعہ اور پنجگانہ نمازیں باجماعت پڑھنا ممکن ہو، وہاں انہیں باجماعت ہی ادا کرنا ضروری ہے۔

(سوال): کیا تکبیرات عیدین میں مقتدی بھی رفع یدین کریں گے؟

(جواب): جی ہاں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھوں کو بلند فرماتے، حتی کہ جب وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ فرماتے، تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، حتی کہ وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے، اسی حالت میں آپ اللہ اکبر کہتے۔ پھر رکوع فرماتے۔ جب آپ رکوع سے اپنی کمر اٹھانے کا ارادہ فرماتے، تو دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ پھر سجدہ کرتے، لیکن سجدے میں رفع الیدین نہیں فرماتے تھے، البتہ ہر رکوع اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر پر رفع الیدین فرماتے تھے، حتی کہ اسی طرح آپ کی نماز مکمل ہو جاتی۔“

(سنن أبي داوٗد: 722، المنتقٰی لابن الجارود: 178، والسیاق لہٗ، وسندہٗ حسنٌ)

رکوع سے پہلے کہی جانے والی ہر تکبیر پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین فرماتے تھے۔ تکبیراتِ عیدین بھی چونکہ رکوع سے پہلے ہوتی ہیں، لہٰذا ان میں رفع الیدین کرنا سنتِ نبوی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سے ثابت ہے، ائمہ اہل سنت کا بھی یہی مؤقف ہے۔اور یہ سنت امام اور مقتدی دونوں کے لیے ہے، کیونکہ مقتدی کے لیے استثنیٰ ثابت نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کو سنت بنایا ہے۔ یہ ساری صورتیں قیام کی حالت میں تکبیر کی ہیں۔ لہٰذا جو بھی شخص قیام کی حالت میں تکبیر کہے گا، وہ اسی سنت سے استدلال کرتے ہوئے رفع الیدین کرے گا۔''

(الأوسط : 282/4)

سوال: کیا عیدین کے لیے اذان اور اقامت کا اجراء بدعت ہے؟

جواب: جی ہاں، عیدین کے لیے اذان و اقامت کہنا بدعت ہے، کیونکہ عہد نبوی میں عیدین بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی جاتی تھیں۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ، غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ، بِغَيْرِ أَذَانٍ وَّلَا إِقَامَةٍ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ عیدین ادا کیں، اس کے لیے نہ اذان کہی گئی اور نہ اقامت۔'' (صحیح مسلم : 887)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''عید کے دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (نماز عید) میں شرکت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے بجائے نماز سے ابتدا کی، اس میں نہ کوئی اذان تھی اور نہ اقامت۔''

www.KitaboSunnat.com

(صحیح مسلم : 885)

سوال: کیا عیدین کا غسل مسنون ہے؟

جواب: عیدین کا غسل مستحب ہے۔

❁ زاذان ابو عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلَ رَجُلٌ عَلِیًّا عَنِ الْغُسْلِ، قَالَ : اغْتَسِلْ کُلَّ یَوْمٍ إِنْ شِئْتَ، فَقَالَ : لَا، الْغُسْلُ الَّذِي هُوَ الْغُسْلُ، قَالَ : یَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَیَوْمَ عَرَفَةَ، وَیَوْمَ النَّحْرِ، وَیَوْمَ الْفِطْرِ .

”ایک شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے غسل کے بارے میں پوچھا، تو انھوں نے فرمایا: چاہو تو ہر روز غسل کر لیا کرو۔ اس نے عرض کیا: نہیں، وہ غسل جو شرعی غسل ہے۔ فرمایا: جمعہ کے دن، عرفہ کے دن، قربانی کے دن اور عید الفطر کے دن۔“ (السّنن الکبریٰ للبیهقي : 278/3، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے:

”سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قربانی والے دن عیدگاہ جانے سے پہلے غسل فرماتے تھے۔“

(المؤطّأ للإمام مالك : 177/1، وسندهٗ صحیحٌ)

سوال: عید کی نماز میں تکبیرات زوائد کتنی ہیں؟

جواب: عید کی نماز میں زوائد تکبیرات بارہ ہیں، سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں۔ تمام تکبیرات سورت فاتحہ کی قرأت سے پہلے کہی جائیں گی۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيدِ يَوْمَ الْفِطْرِ سَبْعًا فِي الْأُولٰى وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ سِوٰى تَكْبِيرَةِ الصَّلَاةِ .

”رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کی نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت پانچ تکبیرات کہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 180/2، سنن أبي داوٗد : 1151-1152، سنن ابن ماجه : 1278، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۲۶۲) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

صَحَّحَهٗ أَحْمَدُ وَعَلِيٌّ وَّالْبُخَارِيُّ .

”اس حدیث کو احمد، علی ابن المدینی اور بخاری رحمہم اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔“

(التّلخيص الحبير : 84/2، ح : 691)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهٗ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ سَبْعًا فِي الْأُولٰى وَخَمْسًا فِي الثَّانِيَةِ مِنْ طُرُقٍ كَثِيرَةٍ حِسَانٍ .

”نبی کریم ﷺ سے کئی حسن سندوں کے ساتھ مروی ہے کہ آپ نے عیدین کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہی۔“

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 37/16)

عبد اللہ بن عبد الرحمن طائفی جمہور محدثین کے نزدیک ”موثق، حسن الحدیث“ ہے۔

❀ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

هُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا .

”ہمارا (اہل مدینہ کا) بھی یہی مذہب ہے۔“

(مؤطإ الإمام مالك: 180/1)

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَا أَذْهَبُ إِلٰى هٰذَا.

”میرا بھی یہی مذہب ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: 180/2، ح: 6688)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَغَيْرِهِمْ، ...... وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَبِهٖ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ .

”بعض اہل علم صحابہ اور تابعین کا اسی پر عمل ہے۔...... اہل مدینہ کا بھی یہی مذہب ہے، نیز امام مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔“

(سنن الترمذي، تحت الحديث: 536)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

التَّكْبِيرُ فِي الْعِيدَيْنِ سَبْعٌ وَخَمْسٌ .

”عیدین کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 174/2، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

❁ نافع مولی ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

شَهِدْتُ الْأَضْحٰى وَالْفِطْرَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَ ةِ، وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَ ةِ.

”میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید الاضحیٰ اور عید الفطر ادا کیں، آپ رضی اللہ عنہ نے پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیرات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیرات کہی۔“

(مؤطإ الإمام مالك: 180/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عمار بن ابی عمار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، كَبَّرَ فِي عِيدٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً، سَبْعًا فِي الْأُولٰى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ.

”سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عید کی نماز میں بارہ تکبیرات کہیں، یعنی سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 176/2، أحكام العيدين للفريابي: 126-130، وسندهٗ صحيحٌ، لهٗ شواهد كثيرة)

فائدہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے چھ تکبیرات بھی ثابت ہیں۔

(مصنّف عبد الرزاق: 5689، ومصنّف ابن أبي شيبة: 173/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ولید بن مسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ: كَمْ يُكَبِّرُ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ؟ فَقَالَ: سَبْعَ وَخَمْسَ، سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: إِنَّ السُّنَّةَ مَضَتْ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ أَنْ يُكَبِّرَ سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ فِي الْأُولٰى ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعَ، ثُمَّ يَسْجُدُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُكَبِّرُ خَمْسًا، ثُمَّ يَقْرَأُ فَيُكَبِّرُ وَيَسْجُدُ.

”میں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے عرض کیا: نماز عید میں کتنی تکبیرات کہی جائیں گی؟ فرمایا: سات اور پانچ۔ میں نے امام زہری رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک نماز عید میں سنت یہ ہے کہ (ہر نمازی) پہلی رکعت میں سات تکبیرات کہے، پھر قرأت کرے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے، پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑا ہو اور پانچ تکبیرات کہے، پھر قرأت کرے اور تکبیر کہے (رکوع کرے) اور سجدہ کرے۔“

(أحكام العيدين للفريابي: 107، وسندهٗ حسنٌ)

❀ عمرو بن مہاجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، كَانَ يُكَبِّرُ يَوْمَ الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ سَبْعًا وَخَمْسًا، يَبْدَأُ بِالتَّكْبِيرِ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَمِيعًا.

”امام عمر بن عبد العزیز عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں سات اور پانچ تکبیرات کہا کرتے تھے، دونوں رکعتوں میں قرأت سے پہلے ہی تکبیرات کہا کرتے تھے۔“

(أحكام العيدين للفريابي: 116، وسندهٗ حسنٌ)

❀ عبید اللہ بن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى بِنَا أَمِيرُ الْأُمَرَاءِ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَالْتَفَتَ إِلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنِ التَّكْبِيرِ فَقَالَ: كَبِّرْ سَبْعًا فِي الْأُولٰى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ، وَخَالِفْ بَيْنَ الْقِرَاءَ تَيْنِ، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: هٰذِهِ السُّنَّةُ عِنْدَنَا، وَقَالَ وُهَيْبٌ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: هٰذِهِ السُّنَّةُ عِنْدَنَا.

”ہمیں امیر الامرا نے عید کی نماز پڑھائی، امیر نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر کی طرف دیکھا اور تکبیرات کے متعلق پوچھا، تو امام عبید اللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں اور دوسری میں پانچ، نیز دونوں رکعتوں میں قرأت سے پہلے تکبیرات کہیں۔ راوی عبید اللہ بن عمر عمری رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمارے ہاں یہی عمل رائج ہے۔ راویٔ حدیث وہیب رحمہ اللہ کہتے ہیں: یحییٰ بن سعید انصاری رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمارا اسی طریقہ پر عمل ہے۔“

(أحكام العيدين للفريابي : 119، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَبِّرْ سَبْعًا فِي الْأُولٰى، وَاقْرَأْ فِيهَا بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَكَبِّرْ فِي الْآخِرَةِ خَمْسًا.

”پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں اور سورت اعلیٰ کی قرأت کریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں۔“

(أحكام العيدين للفريابي :121، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ برد بن سنان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَانَ مَكْحُولٌ يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ فِي الْعِيدَيْنِ، يُكَبِّرُ سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقْرَأُ.

''امام مکحول رحمہ اللہ نماز عیدین (کی پہلی رکعت) میں سات تکبیریں کہتے، پھر قرأت کرتے، پھر (دوسری رکعت میں) پانچ تکبریں کہتے اور قرأت کرتے۔''

(أحكام العيدين للفريابي : 122، وسندهٗ حسنٌ)

فائدہ:

عیدین میں چھ تکبیرات بھی ثابت ہیں۔

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 345/4، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: چاندرات کی نماز کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رات عبادت کے ساتھ خاص کرنا ثابت نہیں، بلکہ بدعت ہے۔اس بارے میں پیش کردہ تمام روایات ضعیف و ناقابل احتجاج ہیں۔

سوال: عیدین کے موقع پر تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ کہنا کیسا ہے؟

جواب: درست ہے۔مسلمانوں کا متوارث عمل ہے۔

❁ امام مالک رحمہ اللہ کو اس بارے میں سوال کیا گیا، تو فرمایا:

مَا زَالَ ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا مَا نَرٰى بِهٖ بَأْسًا.

''ہمارے ہاں یہ عمل شروع سے رائج ہے، ہم اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔''

(الثّقات لابن حبّان : 90/9، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَقِيَنِي يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ: تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

”عید کے دن میری ملاقات یونس بن عبید رحمہ اللہ سے ہوئی، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ“

(الدُّعاء للطّبراني: 929، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس عنوان پر وُصُولُ الْأَمَانِيِّ بِأُصُولِ التَّهَانِيِّ نامی رسالہ بھی رکھا ہے۔

سوال: عیدین کی نماز کہاں ادا کی جائے؟

جواب: سنت یہ ہے کہ عیدین کی نماز آبادی سے باہر عید گاہ میں ادا کی جائے۔ مجبوری کی صورت میں مسجد وغیرہ میں بھی نماز عید ادا کی جاسکتی ہے۔

❁ علمائے احناف لکھتے ہیں:

الْخُرُوجُ إِلَى الْجَبَّانَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ سُنَّةٌ وَإِنْ كَانَ يَسَعُهُمُ الْمَسْجِدُ الْجَامِعُ، عَلٰى هٰذَا عَامَّةُ الْمَشَايِخِ وَهُوَ الصَّحِيحُ .

”نماز عید کے لیے صحرا کی طرف نکلنا مسنون ہے، اگرچہ جامع مسجد میں سارے نمازیوں کی گنجائش ہو۔ اکثر مشائخ کا یہی فتویٰ ہے اور یہی صحیح ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری: 150/1)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگ صحرا میں نماز عید ادا کرنے کے لیے نکلے تھے۔

(الأوسط لابن المنذر: 2141، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ الْمَأْثُورِ فِي الْعِيدَيْنِ أَنْ تَكُونَ الصَّلَاةُ فِي الْجَبَانَةِ إِلَّا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لِعُذْرٍ مِنْ مَطَرٍ أَوْ نَحْوِهٖ .

”سنت سے یہی ثابت ہے کہ عیدین کی نماز صحرا میں ادا کی جائے گی، الا کہ بارش وغیرہ کا کوئی عذر ہو۔“

(السّیل الجرّار، ص 196)

سوال: عید پر نیا لباس پہننا کیسا ہے؟

جواب: عید کے دن نیا یا عمدہ اجلا لباس پہننا مستحب ہے۔ یہ خوشی کا دن ہے۔ جب جمعہ کے دن عمدہ لباس پہننا مسنون ہے، تو عید پر بالاولیٰ جائز و مسنون ہے، کیونکہ عید، جمعہ سے زیادہ اہم موقع ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا عَلٰى أَحَدِكُمْ أَنْ يَكُونَ لَهٗ ثَوْبَانِ سِوٰى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهٖ، لِجُمُعَتِهٖ أَوْ لِعِيدِهٖ .

”آپ پر کوئی حرج نہیں کہ آپ کے پاس کام کاج کے دو کپڑوں کے علاوہ جمعہ اور عید کے لیے بھی کپڑے ہوں۔“

(التّمهيد لابن عبد البر : 35/24، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يَلْبَسُ فِي الْعِيدَيْنِ أَحْسَنَ ثِيَابِهٖ .

”آپ رضی اللہ عنہ عیدین میں عمدہ ترین لباس پہنتے ہیں۔“

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 281/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(فتح الباري : 439/2)

سوال: کیا نماز جمعہ اور نماز عید کی قرأت میں سورت اعلیٰ اور سورت غاشیہ پڑھنا مسنون ہے؟

جواب: مسنون ہے کہ نماز جمعہ اور نماز عید کی قرأت میں سورت اعلیٰ اور سورت غاشیہ پڑھی جائے۔

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید میں سورت اعلی اور سورت غاشیہ پڑھا کرتے تھے، اگر عید اور جمعہ اکٹھے آجاتے تو دونوں میں یہی سورتیں پڑھتے۔''

(صحيح مسلم : 878، المنتقى لابن الجارود : 265)

سوال: نماز عید کے بعد قبرستان کی زیارت کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبرستان کی زیارت مشروع اور جائز ہے، لیکن اسے کسی دن کے ساتھ خاص کرنا، جیسا کہ عید کے دن قبرستان جا کر دعا کرنا اور قبر پر پھول نچھاور کرنا وغیرہ بدعت ہے۔ خیر القرون کے مسلمان اس سے ناواقف تھے۔ وہ سب سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرنے والے اور محبت رسول کے تقاضوں کو پورا کرنے والے تھے۔ دین کا وسیع علم ہونے کے باوجود انہوں نے ایسا نہیں کیا، تو یہ دین کیسے بن گیا؟

❁ امام مالک بن انس رحمہ اللہ (۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَحْدَثَ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْيَوْمَ شَيْئًا لَّمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سَلَفُهَا فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَانَ الرِّسَالَةَ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُولُ : ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾، فَمَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ دِينًا لَّا يَكُونُ الْيَوْمَ دِينًا .

”جس نے آج کوئی ایسی چیز جاری کی، جس پر اسلاف امت کا عمل نہیں تھا، وہ زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابلاغِ رسالت میں خیانت کی۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ ”آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا، اتمام نعمت کیا اور اسلام دین آپ کے لئے پسند فرمایا۔“ لہٰذا جو چیز اس دن دین نہ تھی، وہ آج دین نہیں ہو سکتی۔“

(الإحكام في أصول الأحكام لابن حزم : 58/6، وسندہٗ حسنٌ)

❀ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (۷۳۷ھ) فرماتے ہیں:

”یہ بھی شیطانی ہتھکنڈا ہے کہ وہ ترکِ سنت کا نہیں کہتا، بلکہ کسی اور کام پر لگا کر خیال ڈالتا ہے کہ یہ ثواب کا کام ہے۔ شیطان نے لوگوں کے ساتھ یہ چال چلی کہ وہ عید کے دن گھر واپس لوٹنے سے پہلے قبروں کی زیارت کریں، اس عمل کو مختلف تخیلات سے مزین کر دیا اور انہیں ذہنی دلائل مہیا کیے کہ اس دن اپنے اعزا و اقارب کی قبروں کی زیارت، نیکی اور ان سے محبت کا اظہار ہے۔ اس عید پر ان کے نہ رہنے کا افسوس ہوتا ہے۔ لوگوں نے عام دنوں میں بھی قبروں کے سے حوالے سے بدعات وخرافات کا بازار گرم کر دیا۔ تو عید کے دن کیا حال ہوگا، جب کہ اس دن عورتیں خوش گوار ملبوسات اور زیورات زیب تن کیے ہوتی ہیں اور زینت کی حدیں پار کیے ہوتی ہیں، ابھی تو یہ عید کے لیے نہیں

www.KitaboSunnat.com

نکلتیں، جب یہ زیارتِ قبور کے لیے نکلیں گی، تو دیکھ لینا یہ قبروں پر اپنا پردۂ حیا تار تار کر دیں گیں۔ یوں شیطان نے سنت کے بدلے حرام کام کا مرتکب بنا دیا۔''

(المَدخل: 286/1)

سوال: کیا نماز عیدین کے لیے تیمّم کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر پانی میسر نہیں یا پانی استعمال کرنا ممکن نہیں، تو نماز عیدین کے لیے بھی تیمّم کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا نماز عید میں سہو ہونے پر سجدہ سہو لازم آئے گا؟

جواب: ہر نماز میں سہو اور بھول پر سجدہ سہو ہے۔ کسی نماز کی استثناء نہیں۔

سوال: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن باہر تشریف لائے، دو رکعات (نماز عید) ادا کی، نہ ان سے پہلے کوئی نماز ادا کی اور نہ بعد میں۔''

(صحيح البخاري: 989، صحيح مسلم: 884، المُنتقٰى لابن الجارود: 261)

اس حدیث میں ہے کہ نماز عید سے پہلے نفل نماز نہیں۔ اگر نماز عید مسجد میں ادا کی جائے، تو کیا مسجد میں داخل ہونے پر تحیۃ المسجد ادا کیے جا سکتے ہیں، کیونکہ مسجد میں داخل ہونے پر تحیۃ المسجد مشروع و مستحب ہیں۔

❁ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”مسجد میں داخل ہوں، تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کر لیں۔“

(صحیح البخاري : 444، صحیح مسلم : 714)

❀ ایک روایت میں ہے:

لَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ .

”اس وقت تک نہ بیٹھئے، جب تک دو رکعت نہ پڑھ لیں۔“

(صحیح البخاري : 444، صحیح مسلم : 714)

اس تعارض اور اشکال کا کیا جواب ہے؟

(جواب): اگر نماز عید مسجد میں ادا کی جائے، تو مسجد میں داخل ہونے پر تحیۃ المسجد ادا کیے جا سکتے ہیں، کیونکہ تحیۃ المسجد سببی نماز ہے، جو مسجد میں داخل ہونے پر مشروع ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نماز عید سے پہلے نفل ادا نہیں کیے، کیونکہ آپ ﷺ نے ہمیشہ نماز عید صحرا اور عید گاہ میں ادا کی۔ اس لیے نماز عید سے پہلے نفل مشروع نہیں، لیکن اگر کسی دوسرے سبب مثلاً تحیۃ المسجد کی وجہ سے دو نفل مشروع ہو جائیں، تو انہیں ادا کیا جا سکتا ہے۔

(سوال): عید کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرنا کیسا ہے؟

(جواب): مصافحہ یا معانقہ ملاقات کے وقت مسنون ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُصَافَحَةُ سُنَّةٌ عِنْدَ التَّلَاقِي لِلْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ وَإِجْمَاعِ الْأَئِمَّةِ .

”صحیح احادیث اور اجماع ائمہ کی رو سے ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے۔“

(المَجموع : 633/4)

مصافحہ یا معانقہ کو بغیر دلیل کسی وقت یا جگہ کے ساتھ خاص کرنا اسے بدعت بنا دیتا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔کسی نماز کے بعد مصافحہ یا معانقہ ثابت نہیں۔

❁ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (۷۳۷ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْمُصَافَحَةُ فَإِنَّهَا وُضِعَتْ فِي الشَّرْعِ عِنْدَ لِقَاءِ الْمُؤْمِنِ لِأَخِيهِ، وَأَمَّا فِي الْعِيدَيْنِ عَلَى مَا اعْتَادَهُ بَعْضُهُمْ عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلَاةِ يَتَصَافَحُونَ فَلَا أَعْرِفُهُ.

''مصافحہ اس وقت مشروع ہے، جب مؤمن اپنے بھائی سے ملاقات کرے۔ یہ جو بعض لوگوں نے عادت بنالی ہے کہ وہ عیدین کی نمازوں کے بعد مصافحہ کرتے ہیں، تو میں اس بارے میں (کوئی دلیل) نہیں جانتا۔''

(المَدخل: 288/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

''نمازی کو چاہیے کہ وہ نماز فجر وعصر اور جمعہ کے بعد اس مصافحہ سے باز رہے، جسے لوگوں نے دین میں اضافہ کر کے رواج دیا ہے۔بعض لوگوں نے تو اس میں اور اضافہ کیا اور پانچوں نمازوں کے بعد ایسا کرنے لگے ہیں۔ یہ سب بدعات ہیں۔شریعت میں مصافحہ کا وقت مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی سے ملنا ہے، نہ کہ پانچوں نمازوں کے بعد۔اس طرح کے سارے کام بدعت ہیں۔شریعت نے جس کام کو جیسے رکھا ہے، ہم ویسے ہی رکھیں گے۔اس کام سے روکا جائے اور ایسا کرنے والے کو ڈانٹا جائے، کیونکہ اس نے خلاف سنت فعل کا ارتکاب کیا ہے۔''

(المَدخل: 223/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

”نماز ادا کرنے کے بعد مصافحہ کرنا بہر صورت مکروہ ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی نماز کی ادائیگی کے بعد مصافحہ نہیں کیا، نیز یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔“

(فتاویٰ شامی:381/6)

❁ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

”ہمارے زمانے میں اکثر علاقوں، خصوصاً دکن کے علاقوں، جو بدعتوں اور فتنوں کا گڑھ ہیں، میں دو کام رواج پا گئے ہیں، جنہیں ترک کرنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ لوگ نمازِ فجر کے وقت مسجد میں داخل ہوتے ہوئے سلام نہیں کہتے، بلکہ داخل ہو کر سنتیں ادا کرتے ہیں، پھر فرض ادا کرنے اور اذکار کرنے کے بعد ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں۔ یہ ایک قبیح امر ہے، کیونکہ سلام کہنا تو ملاقات کے وقت سنت ہے، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے، نہ کہ مجلس کے دوران۔ دوسرے یہ کہ وہ نمازِ فجر و عصر، عیدین اور جمعہ کے بعد مصافحہ کرتے ہیں، حالانکہ مصافحہ بھی ملاقات کے شروع ہی میں سنت ہے۔“

(السّعاية في الكشف عمّا في شرح الوقاية، ص 264)

❁ علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ (۱۳۲۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُصَافَحَةُ وَالْمُعَانَقَةُ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ مِنَ الْبِدَعِ الْمَذْمُومَةِ الْمُخَالِفَةِ لِلشَّرْعِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

”عیدین کے بعد مصافحہ اور معانقہ مذموم بدعت اور خلاف شرع ہے، واللہ اعلم!“

(عون المَعبود : 82/14)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: عید کے دن نوجوانوں کا اسلحہ سے کھیلنا کیسا ہے؟

جواب: احتیاط کے ساتھ کھیلا جا سکتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَوْمَ عِيدٍ، يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ، فَإِمَّا سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِمَّا قَالَ: تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ، خَدِّي عَلٰى خَدِّهِ، وَهُوَ يَقُولُ: دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ حَتّٰى إِذَا مَلِلْتُ، قَالَ: حَسْبُكِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَاذْهَبِي.

”عید کا دن تھا، حبشی ڈھالوں اور نیزوں کے ساتھ (جنگی کھیل) کھیل رہے تھے، یا تو میں نے سوال کیا تھا یا پھر رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا تھا، کیا آپ دیکھنے کی خواہش مند ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا، میرا رخسار آپ کے رخسار کے اوپر تھا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: کھیلتے رہو، بنی ارفدہ! جب میں تھک گئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بس؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اچھا جائیں۔“

(صحيح البخاري: 950، صحيح مسلم: 20/892)

❁ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

جَاءَ حَبَشٌ يَزْفِنُونَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي الْمَسْجِدِ.

”عید کے دن حبشی لوگ مسجد میں جنگی مشقیں کرنے لگے۔“

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَانَتِ الْحَبَشَةُ يَزْفِنُونَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَرْقُصُونَ وَيَقُولُونَ : مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا يَقُولُونَ؟ قَالُوا : يَقُولُونَ : مُحَمَّدٌ عَبْدٌ صَالِحٌ .

”حبشی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنگی مشقیں کر رہے تھے اور رقص کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیک آدمی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا: یہ کہہ رہے ہیں کہ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیک آدمی ہیں۔“

(مُسند الإمام أحمد : 152/3، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۸۷۰) نے صحیح قرار دیا ہے۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

أَوَّلُ مَنْ نَقَضَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ وَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فِي الْعِيدَيْنِ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَقَصَ الْإِقَامَةَ وَالتَّسْلِيمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ .

”سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما وہ پہلے شخص تھے، جنھوں نے نماز میں تکبیرات انتقال کو ختم کیا، عیدین میں نماز سے پہلے خطبہ جاری کیا، منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا اور اقامت اور سلام میں کمی کی۔“

(الحجّة على أهل المدينة لمحمد الشّيباني، ص 84)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جھوٹی روایت ہے۔

① صاحب کتاب محمد بن حسن شیبانی پر "کذاب" کی جرح ہے۔

② محمد بن ابان بن صالح "ضعیف" ہے۔

③ حماد بن ابی سلیمان سیء الحفظ ہیں۔

④ ابراہیم نخعی نے کسی صحابی سے سماع نہیں کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "